”تختۂ دار کا مسافر“

غازی حق نواز شہیدؒ

(مرقعِ حیات ونظریات)

ا

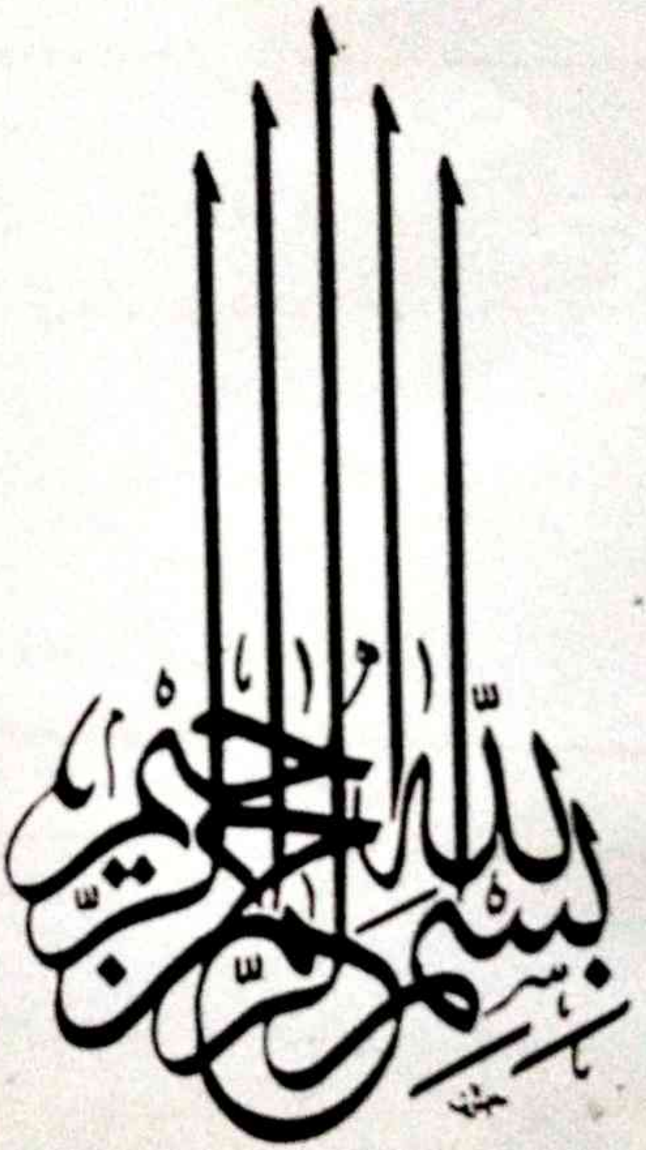

هرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

تختۂ دار کا مسافر

غازی حق نواز شہیدؒ

از قلم

ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ضابطہ

نام کتاب .... ''تختۂ دار کا مسافر''
مصنف .... مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی
اشاعت .... جولائی ۲۰۰۱ء
تعداد .... گیارہ سو۔
قیمت .... 90 روپے
ناشر .... گوشۂ علم وادب۔ بستی منھو (خاص) تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

رابطہ

☆ ...... القاسم دار الکتب پوسٹ بکس نمبر .... علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
☆ ...... گوشۂ علم وادب۔ بستی منھو (خاص) تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان
☆ ...... عبدالرؤف فاروقی 'امیر عزیمت اکیڈمی زاہے والا' گوجرانوالہ
☆ ...... مکتبہ شہید اسلام نزد لال مسجد آبپارہ مارکیٹ۔ اسلام آباد۔
☆ ...... مکتبہ عمر فاروق نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔

"میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں...... سر پکڑ کے بیٹھ جاتا ہوں...... کلیجہ تھام لیتا ہوں...... پھر سوچتا ہوں...... وہ کیسا دور تھا جب برطانوی رشدی پس منظر میں چلا گیا اور پاکستان میں بیسیوں رشدی پیدا ہو گئے تھے۔ جو شب و روز اپنی مذموم کاروائیوں میں مصروف تھے...... افسوس صحافیوں کے قلم ٹوٹ گئے۔ خطیبوں کی زبانیں گنگ ہو گئیں' دانشوروں کی آنکھوں کی بینائی معدوم ہو گئی۔ اور ملک و قوم کے بہی خواہوں نے دماغ کی بجائے پیٹ سے سوچا' کسی دانا و بینا شخص کو وہ چنگاری سلگتی نظر نہ آئی' جو مستقبل قریب میں پاکستان کے امن کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتی تھی...... پھر وہ چنگاری سلگی...... شعلۂ جوالہ بنی...... امن کو آگ لگ گئی...... چمن کو آگ لگ گئی...... موسم بہار میں...... وطن کو آگ لگ گئی!

اے بدنصیب قوم کے خوش نصیب اور خوش پوش رہنماؤ! تم نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و احباب کی عزت و عظمت پر اپنی جھوٹی اور بناوٹی عزت و عظمت کو ترجیح دی...... تم نے قرآن کی بجائے ایران سے تعلقات بہتر بنانے کو مناسب جانا...... تم کیسے نادان دوست ہو...... میلاد و سیرت کی تقریروں میں تمہاری لفاظی...... نعت و مولود پر تمہارا جھوم جھوم جانا...... اور دشمنان پیغمبرؐ و اصحاب پیغمبرؐ کے دستر خوان پر تمہارے فرو تنی قہقہے...... یہ تمہارا دوہرا کردار اور معیار باعث نفرین ہے...... تم میں سے اکثر کا طبعی رجحان......

کیسا خدا' کیسا نبی؟

جیسے خدا' جیسے نبی

پ ہے! تم حق پرستوں کو دہشت گرد کہتے اور دہشت گردوں سے بھتے لیتے ہو...... اصحاب رسولؐ کے خلاف تبرا بکنے والی زبانیں آج تمہاری ممنون ہیں...... اور اصحاب رسولؐ کا دفاع کرنے والے بے سہارا نوجوان تمہارے مبغوض ہیں...... خدا تمہاری عبا و قبا اور دامن و دستار کو تار تار کر دے۔ آج تم امن' امن پکارتے ہو! حالانکہ تم جانتے ہو...... امن کی فاختہ تو اسی دن ملک بدر ہو گئی تھی؛ جس دن مولانا حق نواز شہیدؒ کو انصاف دینے کی بجائے گولیوں کی بوچھاڑ میں موت کی نیند سلا دیا گیا تھا"۔

فہرست

باب نمبر ۱

تختۂ دار کا مسافر 13

باب نمبر ۲

حق نواز اور اس کا جھنگ 25

باب نمبر ۳

حق نواز خمینیت کے مقابل 31

باب نمبر ۴

پاکستان کے رُشدی اور قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ 51

باب نمبر ۵

تختۂ دار کا سفر 68

باب نمبر ۶

متفرق مضامین 129

CamScanner

ناموسِ رسالت کی محبت کا تقاضہ

(چند ادبی شہ پارے)

خالقِ حقیقی نے اپنی محبت اور اپنی اطاعت کو اسی ذاتِ اقدسؐ سے وابستہ کردیا اور یہی باعث ہے اس امر کا کہ مالکِ دو جہاں اسؐ کی شان میں ہلکی سی شوخی اور ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہیں کرتا...... نہ کسی ماتھے کی کوئی سلوٹ نہ نگاہوں کا کوئی زاویہ اور نہ ہونٹوں کی کوئی حرکت...... اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسی نازیبا سلوٹوں' ایسے ناپاک زاویوں اور ایسی گستاخ حرکتوں کے حامل وجود' غبارِ معصیت بن کر اڑتے رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیرت مند' محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخی کرنے والے کی زبان اس کی گدی سے کھینچ باہر کرتا ہے اور خود دار و رسن کو بوسہ دیتا ہے تو الوہی ہونٹوں پر تبسم سا بکھر جاتا ہے اور ساتھ ہی اس کے لئے جنت کے بھی ایوان کھل جاتے ہیں کہ وفا کا سوز ہی انسان کو کندن بنایا کرتا ہے اور......

؎ محبت جس کو خاکستر کرے گی کیمیا ہوگا

☆......

حق یہ ہے کہ وہ شخص جو شانِ رسالت ﷺ میں توہین کا کوئی بول سن کر خاموش رہتا اور محض لفظی ردِعمل پر اکتفا کرتا ہے' اس کی منافقت' دنیاوی اور اُخروی تذلیل پر منتج ہوا کرتی ہے کہ وہ ایمان کی شرطِ اول سے بھی محروم ہے۔ محبوب کی ایک نگہ ناز کے حصول کے لئے محبت ہی چاک گریباں نکل سکتی ہے۔ اور محبت کے بغیر اطاعت کا ہر تصور فریبِ نفس ہے۔ جب کہ ایمان' عمل کے بغیر ایک لفظ ہے بے معنیٰ' ایک جسم ہے بے روح اور ایک خاکہ ہے بے رنگ...... محض پانی' پانی پکارنے سے پیاس نہیں بجھا کرتی اور صرف روٹی روٹی کی رٹ لگانے سے بھوک نہیں مٹا کرتی جب تک پانی پیا نہ جائے اور روٹی کھائی نہ جائے' بعینہٖ خود کو مسلمان' مسلمان کہنے سے انسان

مسلمان نہیں بنتا۔ جب تک اس کا عمل' اس کے ایمان کی تائید نہیں کرتا۔ محض لفظوں کی شطرنج بچھانے سے ناموسِ رسالت مآب ﷺ کے تحفظ کے تقاضے پورے نہیں ہوا کرتے کہ محض لفظی خوشنمائی' اعمال کی سیاہی کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

معنی ہیں معدوم' تحریریں بہت
ہے عمل مفقود' تقریریں بہت
بغض دل میں منہ پہ تعریفیں بہت
کفر دل میں' لب پہ تکبیریں بہت
ایک اہل درد ہی ملتا نہیں
ورنہ دردِ دل کی تدبیریں بہت

آج خبر و نظر کے چمن ہیں نہ فکر و عمل کے سمن' ذوق کی رعنائی ہے نہ شوق کی زیبائی' سجدوں کا کیف ہے نہ آنسوؤں کی چمک' کوئی ویرانی سی ویرانی ہے...... زندگی سراب بھی ہے اور خراب بھی...... اور......

رہ رہ کے پوچھتی ہے صبا' شاخ شاخ سے
سارے چمن میں درد کا مارا کوئی نہیں؟

کہنے والے کہتے ہیں کہ آج نعت کا دور ہے وہ بھول جاتے ہیں کہ ہر دور ہی نعت کا دور رہا ہے۔ کہ یہ صنفِ سخن ازل انوار بھی ہے اور ابد آثار بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت' مخالفین اسلام کی لسانی گستاخیوں کے جواب کے لئے وجود میں آئی تھی۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک رضا اس میں شامل تھی اور اس کے خال و خط اور اسلوب و اصول بھی زبانِ رسالت ؐ ہی نے متعین فرمائے تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دل آزار تحریریں بھی لکھی جاتی رہیں' وقت کے راجپال نئے نئے لبادوں میں سامنے بھی آتے رہیں اور مصر تو کے زشدی یہود و ہنود کی سرپرستی میں دندناتے بھی رہیں اور حبِ رسول ﷺ کے دعوے دار محض نعت گوئی میں مصروف رہیں۔ ایسی

نعت گوئی قلم قلم اور حرف حرف منافقت ہے کہ اس میں محبت کا ادعا' غیرت کی چنگاری سے محروم ہے۔

محبت خوب ہے' غیرت مگر اس سے فزوں تر ہے

توصیف رسالت ﷺ کی معراج' گستاخانِ رسولؐ کے سر کاٹنے اور اپنا سر کٹانے کی عملی کوشش میں پوشیدہ ہے۔ کیونکہ حمیت کے اس جذبے کے بغیر' ایک مسلمان کا وجود ہی بے جواز ہو کر رہ جاتا ہے امت کا اجماع اسی پر ہے کہ شانِ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کرنے والے کو اسی لمحے قتل کر دیا جائے کہ یہی اس کی سزا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر وہ دریدہ دہن مسلمان ہے تو اس کی توبہ کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔ وہ بہر نوع واجب القتل ہے اور اس سلسلے میں کسی نوع کا تساہل نہ چرخ نیلی فام کو گوارا ہے نہ گنبد اخضر کو' کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی' جذباتی اور شعوری وابستگی ضروری ہے۔

یہ پاکیزہ تعلق جتنا ڈھیلا پڑتا جائے گا' ایمان بھی اسی قدر کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وابستگی' نظریات ہی سے ہونی چاہئے۔ شخصیات سے نہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے شخصی اور ذاتی محبت ہی ہمارے دنیاوی اور اخروی وقار کی ضامن ہے۔ اہل مغرب آزادی اظہار کے دلفریب نعروں کی آڑ میں دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی شدید ترین محبت کو ختم کر کے ان کی حمیت اور جمعیت کو پراگندہ کرنے کے درپے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا فوری قتل طے شدہ بات ہے خواہ وہ خانہ کعبہ کے غلاف ہی سے کیوں نہ لپٹا ہوا ہو۔ اور یہ بھی لازم ہے کہ قاتل عدالت میں اپنا دفاع ہرگز نہ کرے بلکہ قتل کا برملا اعتراف کر کے اپنے لیے جنت اور دوسروں کے ایمان کیلئے منزل کا نشان چھوڑ جائے۔ اس ضمن میں صحابہ کرام کا مقدس دور ایثار و وفا کی ایمان افروز مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ مگر عصر حاضر بھی اس نوع سے کلیتاً تہی نہیں ہے اور ہماری خاکستر میں ابھی کچھ چنگاریاں باقی ہیں۔

سر بلندی پھر وفا کی دیکھنے میں آ گئی
پھر وفا کے نام پر کچھ لوگ ہارے زندگی

پروفیسر محمد اقبال جاوید
سابق صدر شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ

"شہیدان عشق و وفا اپنے ہاتھوں میں حق و صداقت کی مشعلیں اٹھائے' اپنے سینوں میں عشق مصطفیٰ ؐ کی شمعیں جلائے' اپنے دماغوں میں شہادت کی آرزو سمائے اور نظروں میں تصور مدینہ جگائے موت کا انتخاب خود کرتے ہیں۔ اسی لئے تو موت ان سے دہشت زدہ رہتی ہے' ان کی روحیں دار و رسن کی طالب ہوتی ہیں' کسی شخص کو جتنی محبت زندگی سے ہوتی ہے اس سے ہزار گنا پیار انہیں موت سے ہوتا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی عزت و آبرو انہی کے دم قدم سے ہے۔

ان شہیدان ناموس رسالتؐ نے گورے اور کالے انگریز کی عدالت کے ایوانوں میں عزیمت و استقامت کا وہ مظاہرہ کیا کہ ہر مسلمان عش عش کر اٹھا اور کفر انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا۔ وکلاء کے دلائل اور بے شمار دباؤ کے باوجود انہوں نے عدالت میں جس شان و شوکت اور ذوق و شوق کے ساتھ اپنے جرم کا بار بار اعتراف کیا' عدالتی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی پھانسی کی سزا سنتے ہی اپنی مرادوں کے بر آنے پر وہ وجد میں آ کر خوشی سے رقص کرتے ..... اپنی قسمت پر ناز کرتے' حلیف و حریف حیران رہ جاتے کہ موت کی سزا کے منتظران جاں نثاروں کا وزن جیل کی کال کوٹھڑیوں میں کیسے بڑھ جاتا؟

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

کوئی لہجہ' کوئی طرز بیان' کوئی لغت' کوئی پیرایہ اظہار اتنی تاب نہیں رکھتا کہ وہ ان مجاہدین کی جرات بے مثل کا قصیدہ کہہ سکے...... خراج تحسین پیش کر سکے...... یہی وجہ ہے شہیدان ناموس رسالتؐ آج بھی ہماری آنکھوں میں رہتے' دلوں میں بستے اور سانسوں میں مہکتے ہیں...... یہ ہماری جمع پونجی ہیں...... یہ ہمارا اثاثہ ہیں...... یہ ہمارا سرمایہ افتخار ہیں...... یہ اس گم کردہ راہ قوم کے راہنما اور برگشتہ بخت ملت کے محسن ہیں۔

غیرت' حمیت اور عشق و مستی سے عاری نام نہاد مسلمان اس لذت' اس سرمستی اور اس سرشاری سے نا آشنا ہیں۔ ویران کھنڈروں کی بوسیدہ چھتوں میں پناہ گزیں چمگادڑوں کو اس کا عرفان ہو سکتا ہے نہ ادراک اور نہ پہچان...... خوف سحر سے لرزاں...... تقدیر' تدبیر اور تعمیر کے لئے ترساں...... منزل کی بجائے پگڈنڈیوں کے خم و پیچ میں الجھ کر رہ جانے والے ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں۔

☆☆☆

شہیدان ناموس رسالتؐ...... آج بھی فردوس بریں سے ہر مسلمان سے شکوہ کناں ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والو! دعویٰ صرف کھوکھلے الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے کچھ عملی تقاضے بھی ہوتے ہیں...... اپنے دعوائے عشق کے سچا ہونے کا کوئی جیتا جاگتا ثبوت دو اور ثابت کرو اپنی محبت حضور نبی کریمؐ سے۔

دعوے اور ثبوت کے لئے زبان نہیں' خود حرکت میں آنا چاہیے۔ آزمائش اخلاص کی ہوتی ہے۔ دعوے پر پورا اترنے والے حقیقی منزل کو پا لیتے ہیں لیکن حمیت سے عاری اور غیرت سے نا آشنا برائے نام مسلمان شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھپانے پر مجبور ہوتے ہیں...... کم از کم مشاہدہ اور تاریخ تو یہی کہتی ہے۔

شہیدان ناموس رسالت کو وارثان منبر و محراب اور خداوندان مکتب سے بھی شکایت ہے کہ اب یہاں سے دار و رسن کی کوئی بات نہیں اٹھتی۔ محبت و معرفت سے تہی دامن' مسجد و مدرسہ

شاہین بچوں کو خاکبازی کا سبق دے رہے ہیں۔ منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کیلئے سنت صدیق اکبرؓ پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

گستاخانِ رسول ؐ کیلئے ننگی تلوار سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نقشِ قدم پر چلنے والے نجانے کہاں چلے گئے ہیں؟ قادیانیت 'یوسف کذاب اور گوہر شاہی ایسے فتنوں کا سر کیوں نہیں کچلا جاتا؟ ان اہم اور سلگتے مسائل سے بے اعتنائی برت کر فرقہ واریت ایسے تاجرانہ مباحث میں الجھ جانے والے حاملان دین وملت' روزِ محشر کس منہ سے نبی کریم ﷺ سے شفاعت کے طلب گار ہوں گے؟

اپنے نام کے ساتھ قطب الاقطاب' ولی کامل' امین علم لدنی' واقف رموز حقیقت' ماہر علوم شریعت' قطب ربانی' صوفی باصفا' عاشق غوث الوریٰ' مرشد حق' رہبر شریعت' پیر طریقت' سگِ مدینہ' زبدۃ العلماء' نابغۂ عصر' مفکر اسلام' حضور قبلہ' حضرت علامہ' عظیم عاشق رسولؐ اور فخر اہلسنت ایسے ہیوی ویٹ' من گھڑت اور سرقہ شدہ القابات استعمال کر کے سادہ لوح مخلوق کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے آخر کس طرح شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے؟ غرور' گھمنڈ اور ڈھٹائی کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرنے سے پہلے انہیں ایک بار ضرور سوچ لینا چاہیے کہ آخر وہ کس کو دھوکہ دے رہے ہیں اور کب تک؟ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا تھا ۔

دل کی آزادی شہنشاہی' شکم سامان موت
فیصلہ ترا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

مجاہد ختم نبوت

جناب محمد متین خالد صاحب

باب نمبر 1

تختۂ دار کا مسافر

۲۷ اور ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کی درمیانی شب میانوالی جیل کے احاطہ میں ایک پراسرار خاموشی طاری تھی...... قیدیوں کے دل بری طرح دھڑک رہے تھے ...... چہروں پر خوف و ہراس چھایا ہوا تھا...... زبانیں گنگ تھیں ...... بالخصوص پھانسی وارڈ کے قیدی اپنی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں حسرت و یاس کی تصویر بنے اپنے اپنے تھان پر لیٹے ہوئے تھے لیکن نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی...... !! کبھی کوئی قیدی بے چینی سے پہلو بدل کر باہر تاریکی میں ڈوبے ہوئے منظر کو ایک نظر دیکھتا تو کسی خوفناک خیال کے سبب اس کے بدن میں جھرجھری سی آ جاتی ...... ایک آہ سرد اس کے منہ سے خارج ہوتی اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں ...... وہ آنکھوں سے نکل کر چہرے کی طرف رواں دواں آنسوؤں کو اپنی قمیص کے دامن سے صاف کرتا اور اس خوفناک منظر سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے ساتھ والی کوٹھڑی میں موجود اپنے دوسرے ساتھی کو آواز دیتا پھر ان دونوں کے درمیان سرگوشی کے سے انداز میں گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

"پھانسی کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔"

"اب تو صرف چند گھنٹے باقی ہیں۔ صلح ہو جانے کا بھی کوئی امکان نہیں رہا"

"باہر کیا ہوگا؟"

"فسادات کا امکان بڑھ گیا ہے"۔

"ایرانی حکومت جو پاکستان سے اپنے بھائی چارے کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے اگر چاہے تو اس وقت بھی پھانسی ٹل سکتی ہے"۔

"صادق گنجی کوئی معمولی شخص نہیں' ایران کا سفیر تھا اور ایران اپنے سفیر کا قتل کس طرح معاف کر سکتا ہے"۔

"حق نواز کے بقول صادق گنجی توہین رسالت کا مرتکب ہوا تھا' اور اس نے توہین رسولؐ پر مشتمل کتابچہ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا تھا۔ حکومت پاکستان نہ صرف اُس کے اس جرم سے مکمل طور پر صرف نظر کر رہی تھی بلکہ اس گھناؤنے جرم کے باوجود بھی اسے سرکاری میٹنگوں اور تقریبات میں مکمل پروٹوکول کے ساتھ مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا جا رہا تھا"۔

"پھر صادق گنجی نے سپاہ صحابہؓ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کو بھی قتل کرایا تھا"۔

"جی ہاں! اس قتل کی وجہ بھی یہی تھی کہ مولانا حق نواز نے صادق گنجی کے شائع کردہ کتابچے کے خلاف ملک بھر میں زوردار احتجاج کیا تھا"۔

"جہاں قانون کسی مجرم کی حیثیت اور مرتبے سے مرعوب ہو کر اپنی آنکھیں بند کر لے' وہاں یہی کچھ ہوا کرتا ہے"۔

"اب حق نواز کا کیا ہوگا؟"

"تم سن نہیں رہے کہ اس کی کوٹھڑی سے تلاوت کی آواز آ رہی ہے؟"

"لیکن اس آواز سے تو خوف کی بجائے مسرت چھلک رہی ہے!"

"دیکھو وہ کیسے وجد آفرین ترنم سے تلاوت کر رہا ہے!"

"ہاں واقعی یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے موت کی کوئی پرواہ ہی نہیں!"

"موت کا خوف تو بڑے بڑوں کو بے موت مار دیتا ہے۔"

"وہ دیکھو! ...... اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ...... یوں لگتا ہے جیسے وہ سپاہ صحابہ کے کسی جلسے میں بیٹھا ہو"۔

"کسی جلسے میں کیا بیٹھا ہو ...... وہ تو خود خطیب معلوم ہوتا ہے' عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اس نے آدھا گھنٹہ تقریر بھی تو کی ہے"۔

"کمال شخص ہے یار! ...... زندگی کی آخری شب ہے ...... تختہء دار پر موت اپنا بھیانک منہ کھولے کھڑی ہے ...... زندگی لحہ بہ لحہ الوداع کہہ رہی ہے' اور یہ ہے کہ اس کی گردن خم ہی نہیں ہو رہی"۔

"گردن خم کیسے ہو؟ وہ خود کو مجرم ہی نہیں سمجھتا۔ اس کا ضمیر اس کے فعل پر مطمئن ہے۔ اور جس شخص کا ضمیر مطمئن ہو اس کی گردن تو بر سر تختہ دار منکا ٹوٹ جانے پر بھی خم نہیں ہوتی"۔

❁ ...... ❁

ابھی قیدیوں میں یہ چہ میگوئیاں جاری تھیں کہ نسیم صبح نے ظلمت شب کو تار تار کیا۔ صبح کے چھ بجا چاہتے تھے کہ سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے عملہ سمیت آن وارد ہوا۔ اس نے اپنے فرائض منصبی کی تکمیل میں آج شیخ حق نواز جھنگوی کی سزائے موت پر عمل درآمد کرانا تھا۔ ...... شیخ حق نواز جھنگوی اپنی موت کے استقبال کے لئے تیار ہو چکا تھا' اس نے ساڑھے تین بجے شب گرم پانی سے غسل کر کے پھانسی کا لباس زیب تن کیا' اور اپنے رب کے حضور نوافل و مناجات کے ذریعے اپنی ثابت قدمی اور ترقی درجات کی دعاؤں میں کھو گیا تھا ...... سپرنٹنڈنٹ نے شیخ حق نواز کی کوٹھڑی میں جھانکا ...... موت کا مسافر نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا ...... اس کی ہلکی ہلکی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔

سپرنٹنڈنٹ جیل یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا' اس کا خیال تھا کہ موت کے خوف نے حق نواز کو بے سدھ کر دیا ہوگا ...... ممکن ہے وہ ہوش و حواس میں نہ رہا ہو' اور اسے تختہ دار تک لانے کے لئے دو کارندوں کی خدمات حاصل کرنا پڑیں ...... جو اسے اٹھا کر یا سہارا دے کر پھانسی گھاٹ پر

لائیں...... اپنے طور پر وہ تمام انتظامات مکمل کر چکا تھا۔ لیکن موت کے مسافر نے اس کے تمام اندازے غلط ثابت کر دیئے تھے...... وہ تھوڑی دیر دم بخود کھڑا دیکھتا رہا...... پھر اس نے کوٹھڑی کی سلاخوں پر ہلکی سی دستک دی اور حق نواز کا نام لے کر اسے پکارا...... حق نواز اس کی آواز سنتے ہی فوراً اٹھا...... دعا کے ہاتھ چہرے پر پھیرے اور نہایت پھرتی کے ساتھ کوٹھڑی سے باہر نکلا...... جیل کے درختوں پر چہچہانے والے پرندوں نے اسے نوید شہادت دی...... اور بادِ نسیم کے ایک خوشگوار جھونکے نے اس کے دماغ کو معطر کر دیا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی......۔

وہ سوچنے لگا فروری کے آخری دن بھی کیسے بہار آفرین ہوتے ہیں...... کہ دنیا میں آنے والے ہر نومولود کو خوش آمدید کہتے اور جانے والے ہر مسافر کو دنیا کے پرصعوبت سفر کے اختتام کا مژدہ سناتے ہیں...... ایک لمحے کے لئے حق نواز کے دل میں یہ خیال آیا......۱۹۹۰ء میں اسی ماہِ فروری کی ۲۲ تاریخ کو میرے قائد مولانا حق نواز شہیدؒ نے خلعتِ شہادت زیب تن کی تھی...... اور آج فروری کی اٹھائیس تاریخ کو مجھے مقتل میں طلب کیا گیا ہے...... گیارہ سال اور چھ دن کا فاصلہ پڑ گیا...... لیکن کیا ہوا؟ خدا کا شکر ہے کہ میں ان کے مشن پر ثابت قدم رہا ہوں اور آج جدائی وصل میں بدل جائے گی؟...... محبت زندہ باد' حق نواز زندہ باد!!

حق نواز کے چہرے پر ملال نہیں جمال تھا...... قدموں میں لرزہ نہیں استقلال تھا۔ اس کے سرشار چہرے کو دیکھنے والی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں...... حق نواز نے تبسم خیز نگاہوں سے انہیں دیکھا جو اسے تختہ دار تک لے جانے کے لیے آئے تھے...... اور اگلے ہی لمحے جیل کی فضاء نعروں سے گونج اٹھی۔

نعرہ تکبیر ...... اللہ اکبر

رہبر و راہنما ...... مصطفیٰ مصطفیٰ

مصطفیٰ کا ہم سفر ...... ابوبکر ابوبکرؓ

گلی گلی نگر نگر..........عمرؓ عمرؓ ' عمرؓ عمرؓ

ناشرِ قرآن ہے..........عثمانؓ ہے' عثمانؓ ہے

چمن چمن کلی کلی..........علیؓ علیؓ ' علیؓ علیؓ

بحروبر پہ چھا گیا..........معاویہؓ معاویہؓ

کافر کافر..........شیعہ کافر

سپاہ صحابہ..........زندہ باد

نعرۂ سنی......جیوے سنی

یہ نعرے خود حق نواز کی زبان سے بلند ہو رہے تھے اور اس کا عزم و حوصلہ دیکھ کر قیدی بھی اس کے ہم زبان ہو گئے تھے۔

سپرنٹنڈنٹ کے اشارے پر دو آدمی آگے بڑھے......انہوں نے کسی مزاحمت کے خدشے کے پیش نظر بڑی پھرتی سے حق نواز کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لئے' اور انہیں پشت کی جانب موڑ کر مضبوطی سے باندھنا چاہا' لیکن حق نواز کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ نے ان کے اس خدشے کو غلط قرار دے دیا......اس نے نہ صرف مزاحمت کی کوئی کوشش نہیں کی...... بلکہ مستی و سرخوشی کے عالم میں رضا کارانہ طور پر انہیں ضابطے کی کارروائی مکمل کرنے کا اختیار دے دیا چنانچہ ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیئے گئے ......اور نعرہ زن' جانباز......حق نواز تختہ دار کی جانب چل دیا۔

✿......✿......✿

میاں والی جیل میں سزائے موت کے لیے تختہ دار کی جانب اس بے مثال انداز سے چل کر جانے کا یہ پہلا نظارہ تھا......یہ وہی جیل تھی جس میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو غازی علم الدین شہیدؒ نے بدنام زمانہ شاتم رسول راجپال کو قتل کرنے کے جرم میں اسی تختہ دار پر جھول کر سزائے موت پائی تھی......آج نہ صرف تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی بلکہ نئی سرخیوں اور نئے عنوانات

سے تاریخِ عشق و وفا کی از سرِ نو تدوین کی جا رہی تھی۔

میانوالی جیل کے پھانسی وارڈ کے تاریک در و دیوار اور پھانسی گھاٹ کا ہولناک سناٹا گواہ ہے...... حق نواز اس قبیلہ فکر و نظر کا ایک فرد ہے' جس نے ناموسِ رسالتؐ کے مسئلہ کو ہر دور میں عزیز از جان رکھا ہے...... حق نواز اس قافلہء جانباز کا ایک راہرو ہے' جو عظمتِ نوعِ بشر کا حقیقی پیغامبر ہے...... حق نواز اس عشقِ حقیقی کا امین ہے' جو آتشِ نمرود میں بے خوف و خطر کود گیا تھا...... جی ہاں! حق نواز ان صحابہ کرام کا غلام بے دام ہے' جو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھنے والی کسی نگاہِ بد کو کبھی گوارہ نہیں کرتے تھے' اور اس مسئلہ پر جان دینا یا جان لینا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

کیا دنیا ابو جہل کا انجام بھول گئی ہے؟

کیا ابو رافع کی ذلت ناک موت کی کہانی صفحات تاریخ سے مٹ گئی ہے؟

کیا کعب بن اشرف کا انجام بدلوگوں کو یاد نہیں رہا؟

کیا غلافِ کعبہ سے لپٹے ہوئے ابن خطل کو قتل کرنے میں دیر لگائی گئی؟

کیا حویرث بن نقید' عصماء بنت مروان' اور ابی عفک کا تماشہ چشمِ فلک نے نہیں دیکھا؟

کیا مسیلمہ کذاب کی ہزیمت کا باب لوگوں کے حافظہ سے محو ہو گیا ہے؟

نہیں نہیں...... ایسا ہرگز نہیں ہوا...... اور ایسا ہرگز نہیں ہوگا...... عشق و وفا کی داستانیں نہ صرف زندہ رہتی ہیں' بلکہ ہر دور میں دہرائی بھی جاتی ہیں۔ گزشتہ ایک صدی ہی کو دیکھ لیجیے...... بقول طاہر عبدالرزاق......

> ".. راجپال نے توہین رسالت کی' ملت اسلامیہ کا شیر غازی علم الدین شہید اس پہ جھپٹا اور اسے چیر پھاڑ کے رکھ دیا...... رام گوپال نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی...... غازی مرید حسین اس پہ لپکا اور اسے راہیِ ملک عدم کیا...... سوامی شردھانند نے ہذیان بکا......

غازی عبدالرشید نے اسے جہنم واصل کیا...... نتھو رام نے دریدہ دہنی کی
...... غازی عبدالقیوم نے اسے ابوجہل اور ابولہب کے پاس پہنچا دیا......
چنچل سنگھ نے بکواس کیا...... غازی عبداللہ نے ایک ہی وار میں اسے ہاویہ
میں پہنچا دیا...... بھیم چند گنبد خضریٰ کی طرف منہ کر کے بھونکا...... غازی
منظور حسین نے اس جہنمی کتے کو اس کے دیس میں پہنچا دیا...... پالا مل نے
اپنا متعفن منہ کھولا...... تو...... غازی محمد صدیق نے اسے موت کا رقص کرایا
...... اور اسے جہنم کے لپکتے بھوکے شعلوں کی خوراک بنا دیا...... ملعون بھیشو
نے ہرزہ سرائی کی...... تو...... غازی عبدالمنان نے اسے موت کے گھاٹ
اتارا...... چرن داس نے جب اپنے غلیظ منہ سے غلاظت اگلی...... تو......
غازی میاں محمد نے اس کے وجود کو ادھیڑ دیا اور اسے اللہ کے شدید انتقام
کے سپرد کر دیا...... جب ویدا سنگھ نے زہر میں ڈوبی ہوئی اپنی بچھو نما زبان
کھولی...... تو...... غازی احمد دین نے اسے قتل کر کے ملت اسلامیہ کے
کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائی...... ہردیال سنگھ جب قصرِ نبوت کی طرف پھنکارا
...... تو غازی معراج دین نے اس کی زبان مروڑ دی...... گردن توڑ دی
...... جب عبدالحق قادیانی نے زہر اگلا...... حاجی محمد مانک اس پر رعد بن
کے کڑکا...... اور اسے نارِ جہنم میں بیٹھے مرزا قادیانی کی جھولی میں پھینک دیا
...... جب نعمت احمر حرمتِ رسولؐ پہ حملہ آور ہوا...... تو غازی فاروق نے
اسے خاک و خون میں تڑپایا...... اور اسے دوزخ کی اتھاہ گہرائیوں میں
جھونک دیا......!!!"

آج بھی اگر فانی اقتدار کی عارضی چھتری سر پر لیے کسی ایرانی یا پاکستانی 'سفیر' وزیر' مشیر' یا کسی بھی صغیر و کبیر نے توہینِ رسول کا مذموم شغل اپنایا تو اس کے جاہ و منصب کی پرواہ کیے بغیر

حق نواز جیسے شاہین اس پر جھپٹ پڑیں گے...... توہینِ رسولؐ کے مرتکب کا شکار مسلمانوں پر واجب ہے' اور اگر کسی مسلمان میں یہ جذبہ مفقود ہے تو اس کی جوانی' اس کا دھن دولت' حتیٰ کہ اس کی زندگی بے سود و بیہود ہے...... اور یہ کہنا روا ہے کہ......

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے!
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے!

ایسا مسلمان...... مسلمانوں کی مردم شماری میں عددی بوجھ اور خدا کی دھرتی کے سینے پر بار بے کار ہے...... ......

✿......✿......✿......✿

حق نواز تختہء دار کے قریب پہنچ چکا تھا...... اس کے نعروں کی آواز میں شدت آتی جا رہی تھی...... جیل کے اِکا دُکا سوئے ہوئے قیدی بھی نعروں کا شور سن کر جاگ گئے اور بے اختیار حق نواز کے نعروں کا جواب دینے لگے تھے...... جیل کے در و دیوار اس کے ہم نوا ہو گئے تھے...... اللہ اکبر کی صدائیں سن کر کئی قیدیوں کے جذبات مچلنے' دل بھر آئے اور آنسو چھلکنے لگے تھے...... وہ سوچ رہے تھے کوئی اس شان سے بھی مقتل کو جاتا ہے؟ کیا حق نواز گوشت پوست کا نہیں...... سنگ و خشت کا انسان ہے؟...... کیا اس کے سینے میں دل نہیں...... ''سِل'' ہے؟...... کیا اس دیوانے کو زندگی کی قدر و قیمت کا احساس نہیں؟......

آہ......! اے میانوالی جیل کے قیدیو' تمہیں کیا معلوم حق نواز کس دنیا کا باسی...... اور کس منزل کا راہی ہے؟ جرائم کی بستی کے باشندو...... تمہیں کیا خبر! حق نواز کا جرم کتنا فرحت انگیز ہے......؟ تم نہیں جانتے...... اور تم جان بھی نہیں سکو گے...... کیونکہ تم زر' زن' زمین کی محبت میں اپنے بھائیوں کا خون بہا کر یہاں پہنچے ہو...... تم ''مجاز'' کے قیدی ہو...... حق نواز جرمِ حق نوازی کا مرتکب ہوا ہے...... وہ حقیقت کا اسیر ہے...... آج تم دیکھ رہے ہو کہ وہ پھانسی کے پھندے کی طرف بڑھ رہا ہے...... لیکن اس کے پاؤں مضبوط ہیں...... اس کے بدن پہ لرزہ نہیں ہے...... وہ

بڑی آن بان اور شان کے ساتھ مقتل کو سرخرو کرنے نکلا ہے اور زبانِ حال سے پکار رہا ہے۔

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا' وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے' اس جاں کی تو کوئی بات نہیں!

☆☆☆☆☆

کوٹھڑی سے تختہ ءدار تک چند قدم ہی کا فاصلہ تو تھا۔ جو چند لمحوں میں طے ہو گیا اور اب منزل مقصود آن پہنچی تھی...... حق نواز نے تختے پر قدم رکھا۔ اس کی زبان پر نعرہ تکبیر ایک بار پھر گونجا...... سامنے وہ پھندا تھا' جسے اس کے گلے میں ڈال کر لیور کھینچا جانا تھا...... ایک لمحے کے لئے حق نواز خاموش ہوا...... پھر دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا کہ حق نواز بے اختیار پھندے کو چوم رہا ہے...... اور یوں جیسے کوئی عاشق سوختہ جان و تشنہ کام اپنے محبوب رعنا و دلربا کے کاکل و رخسار کو چومتا ہو......

فنا کے بام پر پہنچا جب ایک دیوانہ
نہ پوچھ کس طرح دار و رسن کو چوما تھا

کچھ لمحے اس نے اس عالم بے خودی میں گزارے...... پھر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

گل فسردہ ہوئے' بلبل کی زباں بند ہوئی
بے کسی ساتھ لئے باغ میں صیاد آیا
ترچھی نظریں کئے' خنجر لئے' تیور بدلے
آج مقتل میں بڑی ٹھاٹھ سے جلاد آیا

جیل سپرنٹنڈنٹ' پولیس مجسٹریٹ' جیل کے ہسپتال کا ڈاکٹر' جلاد' اور اس کے ساتھ دو تین معاون' سب کے چہروں پر ہولناک سناٹا...... سب کی آنکھوں میں موت کی سی ویرانی...... سب کے وجود پر کپکپی طاری...... دلوں کی دھڑکنیں بے ترتیب...... اور لبوں پہ سکوتِ مرگ...... یہ سب حکم کے غلام...... سب کے سب پیسے کے بندے...... اور سب کے سب مجبوریوں کے قیدی

تے......انہیں حکم تھا کہ مقررہ وقت سے ایک لمحے کی تاخیر نہ ہو...... دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں' حکم کے بندے نے سر جھکا کر گھڑی کی طرف دیکھا'...... چھ بج کر تیس منٹ...... وقت پورا ہو چکا تھا......اس نے عملے کو اشارہ کیا۔ ایک شخص آگے بڑھا اور حق نواز کے پاؤں باندھنے لگا...... بڑی مضبوطی سے کس کر اس نے پاؤں باندھے...... کہ جب روح و جسم کا رشتہ منقطع ہونے لگے...... تو رقصِ بسمل کا نظارہ ان سرکاری بندوں کے لئے ناقابلِ برداشت نہ ہو...... اور دل سینے سے اچھل کر حلق میں نہ آ جائیں...... نیز یہ زمانے کی ریت ہے کہ ذبح کیے جانے والے جانور کے پاؤں باندھ کر اسے گرایا جاتا ہے...... لیجئے یہ عمل بھی مکمل ہوا۔ اب آنکھوں پر پٹی باندھنا باقی تھا۔ چنانچہ وہ شخص کھڑا ہوا اور کالی پٹی باندھنا چاہی...... حق نواز کی زبان پر کلمۂ شہادت کے الفاظ تھے ......اس نے پٹی باندھنے والے سے کہا...... میری آنکھوں پر کالی پٹی مت باندھو...... مجھے کالے کپڑے سے نفرت ہے' یہ فرعون اور جہنمیوں کا لباس ہے۔

قریب کھڑے مجسٹریٹ نے سہمے ہوئے انداز میں کہا...... حق نواز! ,, یہ کارروائی کا حصہ ہے' متبادل پٹی کا کوئی انتظام نہیں''۔

حق نواز نے کہا...... ,, پھر آپ پٹی باندھنے کا تکلف نہ کریں' میں اپنی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں''۔

جیل حکام نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور خواہش کے احترام میں پٹی ہٹا دینے کا اشارہ کیا...... پٹی ہٹا دی گئی...... اور...... پھر...... پھر مجسٹریٹ کے اشارے پر جلاد نے لیور کھینچ دیا۔ ,, چیخ'' کی سی ایک آواز سنائی دی...... جیسے کوئی بادام توڑا گیا ہو...... یہ آواز حق نواز کی گردن کی تھی...... جو ٹوٹ کر ایک طرف کو ڈھلک گئی تھی...... اس کے بدن نے ایک دو بار شدید قسم کی جھرجھری لی...... اور زبان سے کچھ گنگناہٹ سی سنائی دی' جسے کوئی بھی سمجھ نہ سکا...... ہو سکتا ہے کہ شہیدِ عشقِ رسالتؐ نے جامِ شہادت نوش کرتے وقت کسی خاص کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے ,, فزت برب الکعبہ'' کی صدا بلند کی ہو...... یا پھر مومنِ آلِ فرعون کی طرح ,, یٰلیت قومی

یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین '' کا مژدۂ جانفزا دنیا والوں کو سنانا چاہا ہو...... عین ممکن ہے کہ محمدؐ و اصحاب محمدؐ کے رب نے پردے ہٹا دیئے ہوں' اور حق نواز کی چشمِ بصیرت نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے رفقاءِ مقربین' خلفاءِ راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں اپنے لئے چشم براہ پایا ہو...... اور چونکہ اس سزاوارِ تختۂ دار نے بوقت سحر پانی کے چند گھونٹ پی کر روزے کی نیت کی تھی...... ہو سکتا ہے حورانِ بہشت مع خوانِ بہشت کوثر و سلسبیل کے جام ہاتھوں میں لئے اسے اپنی طرف بڑھتی دکھائی دی ہوں...... اور اس فرزانے نے عالمِ کیف میں دنیاءِ دوں کے بے بصیرت لوگوں کو اس کیف و سرور سے آگاہ کرنے کے لئے کچھ کہا ہو...... لیکن افسوس سرکاری بندے اس شہید ناز کے آخری کلام و پیام کو نہ سمجھ پائے...... پھر یہ کیفیت چند لمحے رہی...... اور حق نواز کا بدن آہستہ آہستہ ساکن ہوتا چلا گیا......۔

......☆......

اب جیل میں ایک بار پھر سکوتِ مرگ چھا گیا ہے...... تمام قیدی منہ میں انگلیاں دابے دم بخود ہیں...... انہیں حق نواز کی طرف سے مسلسل نعرہ زنی کے بعد اک سکوتِ بے کراں نے ساری صورتِ حال سمجھا دی ہے...... درختوں پر چہچہانے والے پرندے بھی چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے ہیں...... شاید جدائی کے سوگ میں یا شہید کے احترام میں!...... ایک مقدس نظریئے کی خاطر ثابت قدمی سے نذرانۂ جان پیش کرنے کا یہ بے مثال نظارہ ہے...... جو چشم فلک نے بھی دیکھ لیا...... اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے اپنے کردہ و نا کردہ جرائم کی سزا پانے والے کئی انسانوں کی چشمِ اشکبار نے بھی......!

جی ہاں! حق نواز اب دنیا کی نظروں میں زندہ نہیں رہا...... اس کا وجود اب لاش بن چکا ہے...... یہ لاش دس منٹ تک اس پھندے پر جھولا جھولے گی...... اور پھر ڈاکٹر کی اجازت سے اتار کر لواحقین کے حوالے کر دی جائے گی...... جھنگ کی درسگاہ جامعہ محمودیہ میں شہید حق نواز کے قدموں تلے اس کا مدفن تیار ہے۔

......منها خلقنکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارۃ اخریٰ......

......☆......

آہ......! جانباز حق نواز کی زبانِ نعرہ زن اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہوئی......لیکن لوگوں کی زبانیں کھلی......اور ہر صاحب زبان کے فہم وادراک کے مطابق ,,بے لاگ" تبصرہ کے لئے آزاد ہیں......کئی لوگوں کے بقول اس نے اپنے کیے کی سزا پالی......اور کچھ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عاشقِ صادق آپؐ کے ایک بدترین گستاخ کو واصلِ جہنم کر کے......قانون کی نظروں میں مجرم ٹھہرا......لیکن درحقیقت اس کے جذبہ عشق رسالت نے اسے جامِ وصل پلا دیا......دنیا والوں کے قوانین بدلتے رہتے ہیں' اللہ کا قانون نہیں بدلتا۔

,,جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے جائیں' انہیں مردہ مت گمان کرو'
تمہارے نزدیک وہ مردہ' لیکن اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں' ان کا رب
انہیں رزق بھی دیتا ہے"۔

اسی لیے تو بقولِ شاعر......

یہ غلامانِ محمدؐ کی پرانی ریت ہے
کودتے ہیں آگ میں' چڑھتے ہیں اکثر دار پر
کس قدر ہے تیرے عاشق کو شہادت کی خوشی
کس قدر سرور ہے اللہ اکبر دار پر
کھینچتا ہے کیوں مجھے محبوب کی آغوش سے
اور رہنے دے مجھے جلاد' دم بھر دار پر
(نظیر لدھیانوی)

......☆......

باب نمبر 2

حق نواز اور اس کا ,,جھنگ‘‘

شیخ حق نواز کے والد شیخ خالد محمود قیام پاکستان سے قبل امرتسر شہر میں اپنے والد کے ہمراہ لیدر کے جوتوں کا کاروبار کرتے تھے' انہوں نے مڈل تک تعلیم حاصل کی' قیام پاکستان کے وقت ان کی عمر تقریباً ۱۵ سال تھی' ہندوستان سے ہجرت کے بعد انہوں نے جھنگ مگھیانہ کے علاقہ صدر میں محلہ ڈبکراں کو اپنا مسکن بنایا' کچھ عرصہ بعد میونسپل کمیٹی جھنگ کے شعبہ چونگیات میں ملازمت اختیار کر لی۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ' بااخلاق' باکردار' دین دار' دیانت دار شیخ خالد محمود کا سارا خاندان دین کا شیدائی تھا۔

ضلع جھنگ میں اتفاقاً شیعہ جاگیرداروں کا خاصا اثر موجود رہا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یہاں کے کئی بااثر لوگ انگریز نامراد کے دورِ دولت کی چاپلوسی کے صدقے میں جاگیردار بنے' ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران جھنگ کے نواب اسماعیل خان سیال نے انگریزی فوج کے ساتھ مل کر حریت پسند مسلمانوں کو کچلا تھا۔ اس کی اپنی باقاعدہ اور منظم فوج تھی' جس نے اسی کی کمان میں ملتان کے دیوان مولراج کے خلاف انگریزوں کے ساتھ مل کر جنگ لڑی' جس کے صلہ میں ۱۸۶۰ء کے دوران انگریزوں کی طرف سے اسے پانچ سو روپے کی خلعت' خان بہادر کا خطاب اور دس ہزار روپے کی جاگیر سے نوازا گیا۔ جھنگ کے دیگر سیالوں' سیدوں' کاٹھیوں' کھرلوں' اعوانوں اور تحصیل چنیوٹ کے کھوجوں اور بعض دیگر خاندانوں کے افراد کے ناموں کی

فہرست کمشنر ملتان کو فراہم کی گئی جنہیں انگریز سے مکمل وفاداری کی بناء پر سرکاری طائفے میں ملتان پہنچایا گیا۔ جہاں نام بنام ہر شخص کی حیثیت متعین کی گئی' اور کرنل لارنس کی وساطت سے ان امراء کو لاہور کے چیف کمشنر نے جاگیریں عطا کیں۔ رائے بہادر' خان بہادر اور دیگر خطابات سے انہیں نوازا گیا۔ مشہور صحافی بلال زبیری نے تاریخ جھنگ نامی کتاب میں اس کی تفصیل لکھی ہے۔ ان کے مطابق ضلع جھنگ کے جن رؤساء کو انعام میں جاگیریں ملیں۔ ان میں اول الذکر نواب اسماعیل خان سرِ فہرست ہے۔ اس کے علاوہ اس کا بھائی مہر رجب خان' محمد حسین قریشی' دولت خان اعوان' احمد خان ہراج' احمد یار لشاری بلوچ' شیخ محمد احمد' اور رجوعہ کے حیدر شاہ اور بہادر شاہ وغیرہ شامل تھے۔

(دیکھیے تاریخ جھنگ۔ ص ۳۳۴)

بلال زبیری مزید لکھتے ہیں......

"ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری عالم گیر جنگ شروع ہوئی۔ جرمنی کا ڈکٹیٹر ہٹلر برطانیہ اور امریکہ سے ٹکرا گیا۔ ہندوستان کا متاثر ہونا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ نے برطانوی حکومت کی حمایت کا اس جنگ میں فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کے تحت پنجاب اور جھنگ کے مسلم لیگیوں میجر مبارک علی شاہ اور کرنل عابد حسین نے اپنے اثر و رسوخ سے برطانوی فوج کے لئے چندے اور رنگروٹ فراہم کئے۔ اس طرح اعزازی میجر و کرنل کے عہدوں سے نوازے گئے"۔

(تاریخ جھنگ ص ۳۰۰' بحوالہ سوانح حیات امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید" مصنفہ مولانا ضیاء القاسمی)

ان اعزازی میجروں اور کرنلوں نے جھنگ کے مقدر پر خوب خوب سیاہی بکھیری اور اپنے آقایان ولی نعمت کا حق نمک ادا کرتے ہوئے خانۂ کعبہ پر گولیاں برسانے سے بھی نہ شرمائے۔

لکھنو کے شیعوں نے غالباً ۱۹۳۷ء میں تبرا ایجی ٹیشن کے نام سے خلفاء ثلاثہؓ اور دیگر اصحاب رسولؐ کے خلاف باقاعدہ تبرابازی کی تحریک شروع کی تو جھنگ کے جاگیرداروں نے اس میں پورا پورا حصہ ڈالا اور تحریک میں شمولیت کے لئے اپنے خرچ پر تبرائی دستے جھنگ سے لکھنو بھیجے ان بدقماشوں کی ایسی ہی حرکات کی بناء پر جھنگ کی فضاء گذشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے مسموم چلی آ رہی ہے۔ شیعہ جاگیردار خود یا ان کے پالتو غنڈے ہر چند سالوں کے وقفے کے بعد کوئی نہ کوئی ایسی حرکت ضرور کر ڈالتے ہیں جو ساٹھ فی صد اہلسنت کے ایمان کا امتحان بن جاتی ہے۔ ضلع جھنگ کے مختلف قصبوں میں صحابہ کرامؓ کے پتلے جلانے ناپاک جانوروں کے گلے میں صحابہ کرامؓ کے نام کی چٹیں باندھنے اور محرم الحرام کی مجالس میں صحابہ کرام پر کھلے عام تبرابازی کے بیسیوں واقعات کے علاوہ جھنگ سٹی کے ایک گیٹ پر ۱۹۶۹ء میں "باب عمرؓ" لکھ دینے کے جرم میں پانچ سنی نوجوانوں کی شہادت اور ۱۹۸۲ء میں قصبہ گڑھ مہاراجہ میں محرم الحرام کے جلوس کے دوران صحابہ کرام پر کھلے عام تبرابازی نیز اہلسنت پر حملہ آور ہو کر ان کی دکانوں مکانوں اور لاکھوں روپے کی املاک کو نذر آتش کرنے حتیٰ کہ کتابوں کی دکان سے قرآن مجید اٹھا اٹھا کر جلتی آگ میں جھونکنے کے واقعات جھنگ کی تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

فروری ۱۹۵۹ء...... میں جھنگ کے قصبہ حسو بلیل میں محرم الحرامی طبقے نے اپنی بدفطرتی کا ایسا ہی مظاہرہ کرتے ہوئے خلیفہ راشد ثانی' امیر المومنین' سسر پیغمبر' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پتلا بنا کر نذر آتش کیا۔ تو اہلسنت کی طرف سے اس واقعہ کے خلاف شدید احتجاج ہوا۔ جس کی پاداش میں شیخ برادری کے ایک معزز فرد شیخ محمد اشرف شہر بدر کر دیے گئے۔ یہ شیخ محمد اشرف شیخ خالد محمود (والدِ شیخ حق نواز) کے سسر تھے۔ احتجاج میں شیخ برادری کے جن دیگر لوگوں نے حصہ لیا ان میں شیخ حق نواز کے ماموں شیخ عمر حیات' شیخ محمد اسلم' شیخ محمد شریف اور شیخ محمد شفیق بھی شامل تھے۔ اس سے شیخ حق نواز کے خاندان کی ناموسِ صحابہؓ سے وابستگی ظاہر ہوتی ہے۔ اور پھر یہی وابستگی شیخ حق نواز کو بھی ورثے میں ملی۔

شیخ خالد محمود کی شادی خانہ آبادی شیخ محمد اشرف کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے یکے بعد دیگرے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں اور بعد ازاں ۱۱۰ کتوبر ۱۹۶۸ء کو ربیع الاول کی بارہویں شب بعد نمازِ عشاء اللہ تعالیٰ نے شیخ خالد محمود کو فرزندِ نرینہ سے نوازا' جس کا نام حق نواز رکھا گیا۔

اہلِ خانہ کا کہنا ہے کہ حق نواز کے سینے پر پیدائشی طور پر کچھ الفاظ لکھے ہوئے پائے گئے۔ بغور دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ,,حق چار یار" کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ حق نواز کے دل پر لکھے ہوئے تھے جو کہ آخر دم تک برقرار رہے' اور تدفین سے پہلے بھی کئی لوگوں نے ملاحظہ کئے۔ پھانسی سے ایک دن قبل آخری ملاقات میں بھی حق نواز سینہ کھول کر یہ الفاظ دکھاتا رہا۔ حق نواز کے نام کے متعلق بھی ایک کہانی سنائی جاتی ہے' وہ یہ کہ پیدائش کے بعد حق نواز کی والدہ نے خواب میں کسی شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اس بچے کا نام شاہنواز رکھا جائے۔ صبح اٹھ کر والدہ نے یہ خواب سنایا' لیکن ساتھ ہی یہ کہا کہ میں اس نام پر راضی نہیں ہوں' میرے بچے کو کسی بادشاہ کا غلام نہیں ہونا چاہیے' چنانچہ نام کا فیصلہ نہ ہو سکا' تا آنکہ ایک ماہ بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ کندیاں شریف) جھنگ تشریف لائے۔ تو شیر خوار بچے کو ان کی خدمت میں پیش کر کے نام تجویز کرنے کی درخواست کی گئی تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے کا نام حق نواز رکھا جائے۔ چنانچہ یہی نام طے ہو گیا۔

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ انسان کی شخصیت پر اس کے نام کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے جب کہ بعض لوگ توفی الواقع اسم بامسمّٰی ہوتے ہیں۔ اگرچہ ایسے لوگ مشیتِ ایزدی سے کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں لیکن تاریخ میں اپنا نام چھوڑ جاتے ہیں۔ والدین کو اپنے بچے کا نام رکھتے وقت اس کے نتائج و عواقب کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ لیکن کارکنانِ قضاء و قدر مسکرا رہے ہوتے ہیں۔

گذشتہ صدی کی ساٹھ اور ستر کی دہائیوں میں ضلع جھنگ ہی کے دو مختلف مقامات پر جنم لینے والے دو حق نواز اس حقیقت کی خوبصورت مثال ہیں۔ دونوں حق نواز...... سرتاپا حق نواز...... اس پر مستزاد یہ کہ قدرت نے ایک کو سالار اور دوسرے کو رضاکار کے مقام پر لا کھڑا کیا...... ایک حق نواز ایک عظیم نظریے کا عظیم پرچارک و منادی...... دوسرا حق نواز اس عظیم نظریے کا عظیم اور مخلص مؤید...... دونوں حق نوازوں نے جرم حق نوازی کی پاداش میں عین عالمِ شباب میں غیر طبعی موت کو خوشی خوشی گلے لگایا...... ایک نے سینے پر گولیوں کی بوچھاڑ برداشت کر لی...... دوسرا پھانسی کے پھندے پر جھول گیا...... اور دونوں نے بالترتیب گیارہ سال کے وقفے میں فروری ہی کے بہار آفرین مہینے میں ایک ہی مقام کو مدفن بنایا' اور چھوٹا حق نواز بڑے حق نواز کے عین قدموں میں جا کر ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

❀ ❀ ❀ ❀

ماں کی گود بچے کے لئے پہلی درسگاہ ہوتی ہے...... اور اس درسگاہ کا یہ وصف بھی مسلّم ہے کہ بچے کی طبیعت اور دل و دماغ پر اس کے چھوڑے ہوئے نقوش اس کی فطرت ثانیہ بن کر انمٹ ہو جاتے ہیں۔ میرے نزدیک حق نواز کی ماں اس لحاظ سے بھی بے حد عظیم اور قابل تکریم ہے کہ اس نے اپنے لختِ جگر کی تربیت عام ماؤں کی طرح نہیں کی' بلکہ کسی خاص فکر اور نظریے کے تحت اسے پالا پوسا اور جوان کیا۔ حق نواز اپنی عظیم والدہ کی گود میں پرورش پاتا' بڑھتا اور پھلتا پھولتا رہا' عام مشاہدہ یہ ہے کہ دو چار سال کی عمر کے بچے عموماً گلیوں میں بے لباس یا ادھ ننگے پھرتے ہیں لیکن مائیں کچھ زیادہ پرواہ نہیں کرتیں۔ اور نہ ہی اسے کچھ زیادہ معیوب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حق نواز کی ماں اپنے لختِ جگر کو گھر کی چاردیواری میں نہلاتے دھلاتے وقت بھی ننگا نہیں کرتی تھی۔ اس کا ایک سبب شاید یہ بھی ہو کہ حق نواز کے سینے پر "حق چار یار" کے جو الفاظ

بقول اہل خانہ قدرتی طور پر مرقوم تھے ان کی اہمیت کے پیش نظر ماں اس اندیشے کی بناء پر اس کے بدن سے کپڑا ہٹانا بھی گوارہ نہ کرتی ہوں کہ کہیں کوئی رافضی موذی یہ دیکھ کر بچے کو ایذاء نہ پہنچائے۔ روافض کے سیاہ کرتوتوں کی بناء پر رافضیت سے نفرت ویسے بھی اس خاندان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ بہر حال حقیقت حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔

گھر کے معاشی حالات خاصے پریشان کن ہونے کی بناء پر شیخ خالد محمود اپنے فرزند کی تعلیم کے بارے میں بروقت کوئی بہتر فیصلہ نہ کر پائے تھے...... یہ تو بھلا ہو ماسٹر دوست محمد صاحب کا جو رشتہ داری کی بناء پر شیخ صاحب کے گھر میں آمدورفت رکھتے تھے' انہوں نے حق نواز کو کھیلتے دیکھا تو محلہ خواجگان کے سکول میں جہاں وہ خود بھی ٹیچر تھے' اپنے ساتھ لے گئے اور نہایت شفقت اور خصوصی توجہ سے پڑھانا سروع کیا۔ سکول میں اگرچہ حق نواز کی کارکردگی نہایت اطمینان بخش تھی' لیکن شاہد قدرت کو یہ سلسلہ منظور نہ تھا۔ ابھی حق نواز پرائمری ہی میں تھا کہ ایک افتاد سر پر آ پڑی اور تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا۔ ہوا یوں کہ والد صاحب جو کہ بلدیہ میں ملازم تھے فالج کا شکار ہو کر معاش کی گاڑی کو دھکا دینے سے معذور ہو گئے' حق نواز کی عمر کا تقریباً پندرھواں سال تھا۔ صحت عمدہ' قد کاٹھ نکلتا ہوا' جسامت متوازن اور اعضاء میں پھرتی کے باعث اپنی اصل عمر سے کچھ زیادہ کا نوجوان معلوم ہوتا اور اپنے ہم عمر' ہم جماعت ساتھیوں میں نمایاں نظر آتا تھا۔ اپنے والد کی معذوری کے سبب سلسلہ تعلیم چھوڑ کر بلدیہ میں چونگی محرر بھرتی ہو گیا۔

باب نمبر 3

حق نواز......خمینیت کے مقابل

یہ وہ دن تھے جب ایران میں فروری ۱۹۷۹ء کو برپا ہونے والے شیعی انقلاب کے اثرات پاکستان میں نمایاں طور پر واضح ہو چکے تھے۔ بانیء انقلاب آیت اللہ خمینی نے اپنے چہرے سے نقاب اتار پھینکا اور اپنی ایمان سوز تحریروں اور تقریروں کے ذریعے ہمسایہ ممالک میں بالخصوص اور پوری اسلامی دنیا میں اپنے انقلاب کی توسیع اور برآمدگی کے ساتھ حرمین شریفین پر قبضے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ پاکستان کے شیعہ راہنماؤں کے علاوہ دیوبندی' بریلوی' اہلحدیث ......غرض تمام مسالک کے علماء ایران کی انقلابی حکومت کی دعوت پر بار بار ایران آ جا رہے تھے۔ انقلاب کے بعد کی چند مخصوص اصلاحات سے روشناس کرانے کے علاوہ انہیں انقلابی راہنماؤں کے پرفریب لیکچر سنا سنا کر ان کے دلوں میں اپنی ہمدردی پیدا کرنے اور ان کے ذریعے پاکستان میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کے منصوبے پر ایرانی حکومت بے دریغ دولت لٹا رہی تھی۔ نتیجتاً پاکستان کے دین دار لوگوں نے "پیٹ کھائے اور آنکھ شرمائے" کے عجیب و غریب مظاہرے ملاحظہ کیے' ایرانی دولت کی چاٹ کھا کر واپس آنے والے علماء کرام نے ایرانی انقلاب کے بانی آیت اللہ خمینی اور دیگر راہنماؤں کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے اور اپنے اپنے حلقہء اثر میں ایرانی انقلاب کو خالص اسلامی انقلاب باور کراتے ہوئے اسے تمام اسلامی دنیا کی اولین ضرورت قرار دیا۔ نیز بقول مولانا محمد منظور نعمانی......

"برصغیر ہندو پاکستان اور بنگلہ دیش میں ایک ایسی نیم دینی و نیم سیاسی جماعت کے زعماء اور اکابر کی طرف سے جس کو اس جماعت سے تعلق

رکھنے والے دین کامل کی واحد علمبردار جماعت سمجھتے ہیں اپنے نشرو اشاعت کے وسیع ذرائع سے ایرانی انقلاب کے خالص اسلامی انقلاب اور اس کے قائد روح اللہ خمینی کے ملت اسلامیہ کے مثالی رہنما اور امام المسلمین ہونے کے بارے میں ایسا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ پورے برصغیر کی فضا اس پروپیگنڈے سے گونجنے لگی اور خاص کر کالجوں، اسکولوں میں تعلیم پانے والے جذباتی نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد نے پوری طرح اس کو قبول کر لیا بلکہ حق یہ ہے کہ وہ اس میدان میں اس جماعت کے ان اکابرو زعماء سے بھی بہت آگے نکل گئے اور خمینی صاحب کے گویا نقیب اور ان کے لشکر کے گویا سپاہی بن گئے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی، تو پاکستان کے حق پرست دینی حلقوں میں اضطراب پھیل گیا، اس دوران خمینی صاحب کی تصانیف کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح طور پر سامنے آ گئی کہ وہ سخت متعصب، غالی شیعہ ہیں، انہوں نے خلفاء ثلٰثہ (سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم، حضرت عثمان) اور ان کے تمام رفقاء سابقین اولین کو (باستثناء حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ) کافر و منافق لکھا ہے۔ نیز یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور اس کے بعد بھی کافر و منافق ہی رہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے بارہ اماموں کا وہ مقام ومرتبہ ہے جہاں تک کسی مقرب فرشتے اور کسی نبی ورسول کی رسائی نہیں۔

خاص کر ان کی کتاب ؛"الحکومۃ الاسلامیہ" کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے کو بارہویں امام معصوم (امام غائب) کا قائم مقام قرار دینے کی بنیاد پر امت کے انتظامی معاملات میں ان تمام اختیارات کا مالک کہتے ہیں جو امت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی کی

طرف سے حاصل تھے۔ اور اپنی اس حیثیت اور اس منصب کی بنیاد پر وہ عالم اسلامی اور خاص کر حرمین شریفین پر حکومت کا صرف اپنے کو حقدار سمجھتے ہیں اس لئے جب بھی وہ موقع مناسب سمجھیں گے حرمین شریفین پر قبضہ کی کوشش کریں گے"۔

سنت اللہ یہی ہے کہ جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے' یا بالفاظ دیگر جب فرعونیت اپنے نکتہء عروج کو پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی حق پرست بندے کو موسیٰ بنا کر اس کے سامنے لا کھڑا کرتے ہیں۔

چنانچہ یہاں بھی قانونِ قدرت حرکت میں آیا' اور جھنگ جیسے پسماندہ ضلع کے محلہ پپلیانوالہ کی مسجد کے خطیب مولانا حق نواز نے خمینی ازم کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ مولانا حق نواز نے اپنے چند نوجوان معتقدین کو ہمراہ لے کر ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء کو انجمن سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی اور ایک وسیع پروگرام کے تحت تکفیرِ شیعیت پر چودہ سو سالہ امت کے راہنماؤں کے فتاویٰ جات کو برسرِ عام منبر و محراب کے ذریعے بیان کرنا شروع کیا۔ پہلے پہل یہ آواز محلہ پپلیانوالہ کی مسجد کے محراب سے بلند ہوئی اور گلی محلوں سے ہوتے ہوئے آہستہ آہستہ شہری سطح پر اور پھر ضلع بھر میں گونجنے لگی۔ تب مولانا حق نوازؒ نے علماء اہل سنت کی مکمل تائید و حمایت حاصل کرنے اور اپنے موقف کو ملک بھر میں پھیلانے کیلئے جھنگ میں آل پاکستان ناموسِ صحابہ کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ مولانا کی قائم کردہ سپاہ صحابہؓ نے آگے بڑھ کر اس کانفرنس کے انتظامات سنبھالے اور یوں ۷ فروری ۱۹۸۶ء کو جھنگ کے محلہ چندانوالہ کے گراؤنڈ میں سینکڑوں جید علماء کو لا کھڑا کیا گیا جنہوں نے نہ صرف یہ کہ مولانا حق نواز کے مشن کی مکمل تائید کی بلکہ سرپرستی کا یقین بھی دلایا اور یوں مولانا کی آوازِ حق پورے ملک میں گونجنے لگی۔

مولانا حق نواز نے خمینی اور دیگر شیعہ راہنماؤں کی ایمان سوز تحریریں عوام کو پڑھ کر سنانا شروع کر دیں اس سلسلہ کے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

بانی ایرانی انقلاب آیت اللہ خمینی کی ایمان سوز تحریریں

۱......شیخین ابوبکر و عمر اور ان کے رفقاء عثمان، ابوعبیدہ، وغیرہ دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں انہوں نے بہ ظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا۔ (یہ چپکا رکھنا خود خمینی صاحب کی تعبیر ہے ان کے الفاظ ہیں "آنہائیکہ سالہا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسپاں بودند")

کشف الاسرار ص ۱۱۳۔

۲......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا ان کا جو منصوبہ تھا اس کے لئے وہ ابتداء ہی سے سازش کرتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنائی تھی۔ ان سب کا اصل مقصد اور مطمح نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی تھا۔ اس کے سوا اسلام سے اور قرآن سے ان کا کوئی سروکار نہیں تھا۔

(کشف الاسرار ص ۱۱۳-۱۱۴)

۳......اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علیؓ کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب بھی یہ لوگ ان آیات قرآنی اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے اس مقصد اور منصوبہ سے دست بردار ہونے والے نہیں تھے۔ جس کیلئے انہوں نے اپنے آپ کو اسلام سے اور رسول اللہؐ سے چپکا رکھا تھا۔ اس مقصد کے لئے جو حیلے اور جو داؤ پیچ ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے اور فرمان خداوندی کی پرواہ نہ کرتے۔ (کشف الاسرار ص ۱۱۳)

۴......قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ انہوں نے بہت سے قرآنی احکام کی مخالفت کی اور خداوندی فرمان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اس سلسلہ میں خمینی صاحب نے "مخالفتہائے ابوبکر بانص قرآنی" اور "مخالفتہائے عمر با قرآن" کے

عنوانات قائم کرتے (اپنے خیال کے مطابق) ان کی مخالفت قرآن کی مثالیں بھی دی ہیں۔

(کشف الاسرار ص ۱۱۵......۱۱۹)

۵......اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لئے قرآن سے ان آیات کا نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علیؓ کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے۔ وہ آیتیں ہمیشہ کے لئے قرآن سے غائب ہو جاتیں۔ اور وہ توریت و انجیل ہی کی طرح محرف ہو جاتا۔ (کشف الاسرار ص ۱۱۴)

۶......اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے' تب وہ یہ کر سکتے تھے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی گھڑ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہو گا اور علیؓ جن کو امامت کے منصب کے لئے نامزد کیا گیا تھا' اور قرآن میں بھی اس کا ذکر کر دیا گیا تھا ان کو منصب سے معزول کر دیا گیا۔ (کشف اسرار ص ۱۱۴)

۷......اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمر ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ یا تو خود خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں' یا جبریل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا۔ یعنی غلطی اور چوک ہو گئی...... (کشف اسرار ص ۱۱۹۔۱۲۰)

۸......خمینی صاحب نے (حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے) بڑے دردناک نوحہ کے انداز میں (حضرت عمرؓ کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وقت میں اس نے آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے روح پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ دل پر اس صدمہ کا داغ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس موقع پر خمینی صاحب نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطن اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا۔ اس موقع پر خمینی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ"۔ (کشف اسرار ص ۱۱۹)

۹...... اگر یہ (شیخین اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے (جن میں امامت کے لئے حضرت علیؓ کی نامزدگی کی گئی ہوتی) اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصول حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے' اسلام کو ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابوجہل اور ابولہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جاتے۔ (کشف اسرار ص ۱۱۴)

۱۰...... عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک و شامل' ان کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہم نوا تھے' یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے۔ اور ان کے خلاف ایک حرف زبان سے نکالنے کی ان میں جرات وہمت نہیں تھی۔

(کشف اسرار ص ۱۱۹۔۱۲۰)

خمینی صاحب کے بیانات جو ان کی کتاب ,,کشف اسرار'' کے حوالہ سے سطور بالا میں آپ نے ملاحظہ فرمائے...... ان کے سامنے آ جانے کے بعد اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ حضرات شیخین اور ان کے خاص رفقا ، سابقین اولین صحابہ کرامؓ کے بارہ میں ان کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ سب (معاذ اللہ) کافر و منافق' ایمان سے قطعی محروم' خالص دنیا پرست تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع میں انہوں نے منافقانہ طور پر صرف زبان سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ باطن میں وہ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

صحابہ کرام کے بارے میں پاکستانی شیعہ مصنفین کے خیالات

مولوی محمد حسین فاضل نجف اشرف:۔ پاکستان کے شیعہ مجتہدین میں سے ایک مولوی محمد حسین ڈھکو فاضل نجف اشرف (مقیم سرگودھا) ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ,,اثبات الامامت'' میں اپنے اساتذہ کی ان تحریرات کا عکس بھی شائع کر دیا ہے' جنہوں نے ان کو اجتہاد کی سندیں دی ہیں۔ مجتہد مذکور بھی اپنے عقیدۂ امامت کی بنا پر صحابہ کرامؓ اور خصوصاً پہلے تین خلفاء راشدین امام الخلفاء

حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان ذوالنورین اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے انتہائی بغض رکھتے ہیں۔ اور ان کو صراحتاً غیر مومن اور منافق قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں مولوی محمد حسین شیعہ مجتہد نے یہ بھی زہر افشانی کی ہے کہ ,,جناب امیر (یعنی حضرت علی المرتضیٰ) خلافت ثلاثہ کو غاصبانہ و جابرانہ اور خلفاء ثلاثہ کو گناہگار' کذاب' غدار' خیانت کار اور ظالم و غاصب اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ خلافت نبوت کا حق دار سمجھتے تھے''۔ (تجلیات صداقت ص ۲۰۶۔ ناشر انجمن حیدری بھون روڈ چکوال) (۲) اصحاب ثلاثہ اور ان کے تابعین ہرگز اس میں شامل نہیں ہیں' کیونکہ یہ نہ مومن ہیں نہ مخلص مہاجر (ایضاً ص ۴۹) (۳) ثلثہ کی فتوحات نے اسلام کو بدنام کیا (ایضاً ص ۶۵) (۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق لکھا ہے کہ:۔ عائشہ صاحبہ نے خچر پر سوار ہو کر امام حسن کے جنازہ کو روکا اور حجرہ میں اس سے مانع ہوئیں۔ اس پر شیعان علیؑ نے شور مچایا کہ تو کبھی اونٹ پر سوار ہوتی ہے' اور کبھی خچر پر اگر زندہ رہی تو اب ہاتھی پر سوار ہو گی۔ (ایضاً ص ۴۷۸)

حسین بخش جاڑا:۔

پاکستان کے ایک اور شیعہ مجتہد مولوی حسین بخش جاڑا (مقیم دریا خان میانوالی) جو کچھ عرصہ قبل آنجہانی ہو چکے ہیں۔ مجتہد مذکور بھی فاضل نجف اشرف (عراق) ہیں۔ مصنف مذکور نے چند سال قبل ایک فرضی مناظرہ بغداد شائع کیا تھا جس میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھا:۔ ,,یہ لوگ (ثلثہ) دل و جان سے مومن نہیں تھے البتہ ظاہراً زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے'' (ص ۵۷)

(۲) اسلام کے جرنیل اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے۔

,,انہوں نے مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اسی رات اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا اور اس ظالم خالد نے مالک اور اس کی قوم کے دو سرداروں کے سر چولہے کی اینٹوں کی جگہ رکھ کر اوپر دیگ چڑھا

CS CamScanner

دی۔ اور اس زنا کا ولیمہ تیار کیا اور خود بھی کھایا اور فوج کو بھی کھلایا۔ (ص ۹۹)

(۳) خالد سیف اللہ نہیں شیف الشیطان تھا۔ (ص ۱۰۰)

غلام حسین نجفی:۔

ایک اور شیعہ مصنف غلام حسین نجفی فاضل نجف اشرف مقیم لاہور نے اپنی کتاب ,,سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم" میں بعنوان:۔,, جناب عمر کے متعلق قرطاس ابیض" نمبروار ایک سو الزامات حضرت فاروق اعظمؓ پر لگائے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ,, جناب عمر کا موجودہ قرآن پر ایمان نہ تھا...... جناب عمر کو لقب فاروق یہودیوں نے عطا کیا تھا...... جناب عمر نبی کی بیویوں پر آوازے کستا تھا۔ جب وہ رات کے وقت رفع حاجت کے لئے مدینہ سے باہر جاتی تھیں...... جناب عمر شراب حرام ہونے کے بعد بھی شراب پیتے رہے...... جناب عمر جہنم کا تالا ہے۔ اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنم کا گیٹ ہوتا"۔ العیاذ باللہ!!

(۲) یہی غلام حسین نجفی اپنی ایک دوسری تصنیف ,,قول مقبول فی اثبات وحدت بنت رسول" ص ۳۳۲ میں قرآن کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد داماد رسول حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے...... ,, جناب عثمان نے پہلی بیوی رقیہ کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ دوسری بیوی ام کلثوم کو اذیت جماع سے مار ڈالا تھا اور پھر خلیفہ ولید کی طرح اس کے مردہ جسم سے ہمبستری کرتا رہا۔ اور پوری دنیا میں یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے شرم وحیا کا بارڈر توڑ کر اپنی بیوی کے مردہ جسم سے ہمبستری کی ہے اور نبی کریم کو اذیت دینے والا رحمت خداوندی کا حق دار نہیں ہے۔ پس شیعوں کے امام نے اس لئے فرمایا ہے کہ جس نے نبی کریم کو اذیت دی ...... اے خدا تو اس پر لعنت بھیج"۔

مرزا حسن الحائری الاحقاقی:۔

ایک شیعہ آیت اللہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی عراق سے فرار ہو کر کویت میں پناہ

گزین ہیں۔ ان کی ایک عربی کتاب کا ترجمہ بنام ,,مصباح العقائد'' پاکستان میں مبلغ اعظم اکیڈیمی فیصل آباد نے شائع کیا ہے اس میں بھی خلفائے راشدین کے بارے میں زہر افشانی کی گئی ہے۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ پر اس مذکورہ بہتان تراشی کو دہراتے ہوئے (جو ایران کے خمینی سے لے کر پاکستان کے شیعہ مصنفین تک سب کا شیوہ ہے) کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے متعلق بھی لکھا ہے کہ...... خلیفہ ثانی کی خلافت میں مغیرہ بن شعبہ نے زنا کیا اور زنا کار کے بجائی اس کے چشم دید گواہوں کو کوڑے لگائے گئے۔ حضرت علیؓ کے اعتراض کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ خلافتِ عمر کا زمانہ ہی تھا کہ معاویہ جیسا طالب دنیا امیر شام بن گیا۔ الخ (ص ۱۶۹)

قارئین کرام اندازہ کر سکتے ہیں کہ شیعہ مصنفین کفر و نفاق کے زہر آلود تیر اُن اصحاب رسولؐ پر برسا رہے ہیں جو مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ جن کو حق تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ واعدلہم جنت تجری تحتہا الانہار (پارہ گیارہ ع ۳) قرآن کی قطعی سند عطا فرمائی ہے اور یہ شیعہ علماء اُن ازواج مطہرات کی عظمت مجروح کر رہے ہیں جن کو رب العالمین نے امہات المومنین (اہل ایمان کی مائیں) فرما کر امت مسلمہ کے ایمان کے لیے معیار حق قرار دیا ہے۔ شیعیت کی اس ناپاک اور جارحانہ کاروائی کے بعد کیا کوئی اہل عقل و انصاف شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہیں۔

تحریف قرآن اور معاصر شیعہ علماء

مولوی محمد حسین فاضل نجف اشرف:۔

پاکستان کے شیعہ علماء و مجتہدین بھی اپنے اسلاف کی طرح تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد حسین مجتہد مذکور نے بعنوان ,,ایک مشہور اعتراض'' لکھا ہے کہ:۔ کہا جاتا ہے کہ اگر مسئلہ امامت اس قدر اہم تھا کہ جتنا شیعہ حضرات خیال کرتے ہیں تو خداوند عالم نے ائمہ کے اسمائے گرامی صراحۃً قرآن میں کیوں نہ ذکر کر دیئے تاکہ مسلمانوں کا اس مسئلہ میں

اختلاف ختم ہو جاتا اور سب مسلمان ایک مسلک میں منسلک ہو جاتے۔الخ......

اس کا الزامی جواب دینے کے بعد مصنف مذکور لکھتے ہیں:۔،،اس کا حلی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ فریقین کی بعض روایات کے مطابق ائمہ اطہار علیہم السلام کے اسمائے گرامی قرآن مجید میں موجود تھے مگر جمع قرآن کے وقت انہیں نظر انداز کر دیا گیا چنانچہ ہماری تفسیر صافی ص ۹ مقدمہ ششم طبع ایران۔بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا:۔لو قری القرآن کما انزل لا لفیتمونا فیہ مسمیین " اگر قرآن کو اس طرح پڑھا جاتا جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں نام بنام پاتے"۔(اثبات الامامت طبع دوم ۳۱۲)

(۲) یہی شیعہ مجتہد لکھتے ہیں:۔،،ہاں یہ درست ہے کہ ہمارے بعض علمائے کرام تحریف کے قائل ہیں"۔اس کے بعد مجتہد مذکور نے قائلین تحریف کی طرف سے پانچ دلیلیں پیش کی ہیں۔چنانچہ لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں ان کی پہلی اور محکم دلیل وہ روایات ہیں جو اس مسئلہ کے متعلق کتب فریقین میں موجود ہیں۔جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جمع قرآن کے اوقت اس میں فی الجملہ ضرور کچھ کمی واقع ہوئی ہے۔یہ روایات اس قدر کثیر التعداد ہیں کہ ان سب کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔علامہ مجلسی (یعنی باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ) نے مرآۃ العقول میں ان کے تواتر کا ادعا فرمایا ہے اور اس قدر صریح الدلالت ہیں کہ ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔"(احسن الفوائد فی شرح العقائد طبع دوم ص ۴۹۱)

اور اسی سلسلے میں مصنف مذکور نے لکھا ہے کہ:۔یہاں ان دلائل کی صحت وسقم سے بحث کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ ان کے یہاں ذکر کرنے سے مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ جو حضرات اس نظریہ کے قائل ہیں وہ بھی کچھ دلائل رکھتے ہیں اور ان کا یہ نظریہ بھی محض بے دلیل نہیں ہے اور یہ کہ ان کے اس نظریہ سے کسی اسلامی مسلمہ عقیدے کی مخالفت لازم نہیں آتی۔کما لا یخفیٰ (ایضا ص ۴۹۳)

علاوہ ازیں مصنف مذکور نے آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" (پ ۱۴ سورۃ

الحجر) کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ اگر قرآن کا ایک فرد اس تحریف سے محفوظ ہے تو وعدہ خداوندی پورا ہے۔ اور قائل تحریف کہہ سکتا ہے کہ حضرت امیر المومنین کا جمع کردہ قرآن اس وعدہ الٰہیہ کی عملی تصویر ہے۔ جو موجود ہے اور ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔ (ایضاً ص ۴۹۴)

منقولہ عبارات کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ مولوی محمد حسین ڈھکو مجتہد تحریف قرآن کا قائل نہیں ہے؟ عبرت۔ عبرت۔ عبرت!!!

مولوی حسین بخش جاڑا:۔

اس شیعہ مصنف کے شائع کردہ مناظرہ بغداد کی بعض عبارتیں پہلے نقل کی جا چکی ہیں۔ ان کی تفسیر انوار النجف ۱۴ جلدوں میں پاکستان میں شائع ہو چکی ہے۔ وہ بھی اصول کافی کی روایات کے پیش نظر لکھتے ہیں:۔

ایک اور روایت میں آپ (یعنی امام محمد باقر) نے فرمایا کہ ,,جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں پورے قرآن کا جامع ہوں جس طرح کہ وہ اترا تھا تو وہ جھوٹا ہے بلکہ جس طرح اترا تھا اسی طرح پورے طور پر اس کو جمع اور حفظ ماسوائے علی ابن ابی طالب کے اور کوئی کر ہی نہیں سکا اور پھر وہ ائمہ کے پاس ہے جو اس کے اوصیاء ہیں''۔ (انوار النجف جلد اول ص ۲۷) لیکن ہمارا سوال بہر حال یہی ہے کہ حضرت علی نے اصلی قرآن کو کیوں غائب کیا؟

لیکن اس کے باوجود جاڑا صاحب اپنی تفسیر میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اسی قرآن کے قائل اور اس کو محفوظ مانتے ہیں جو امت میں رائج ہے۔

حضرت علی قرآن سے افضل ہیں:۔ یہی جاڑا مجتہد لکھتے ہیں۔ جناب رسالت مآب نے فرمایا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں (ایک) اللہ کی کتاب اور (دوسرے) علی ابن ابی طالب۔ اور علی تمہارے لئے کتاب اللہ سے افضل ہے کیوں کہ یہ تمہارے لئے کتاب اللہ کی ترجمانی کرے گا۔ (علی ناطق اور قرآن صامت ہے اور ناطق صامت سے افضل ہوا کرتا ہے''۔

(ایضاً انوار النجف جلد اول ۶۵)

مرزا علی امرتسری ثم لاہوری:۔

شیعوں کے ایک مناظر مرزا احمد علی امرتسری ثم لاہوری نے جو پاکستان میں ہی آنجہانی ہوئے اپنی کتاب ,,الانصاف فی الاختلاف'' میں لکھا تھا کہ:۔ حضرت عثمان کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم۔ لیکن یہی ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو طشت از بام کرتی ہے اگر وہ حضرت علیؑ کے جمع شدہ قرآن کو رائج کرتے تو ان پر کوئی الزام عائد نہ ہوتا۔ ہم نمونہ کے طور پر اس ترتیب کی چند غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ الخ......

اسی سلسلہ میں مرزا احمد علی رقمطراز ہیں:۔ اگر متروک محاوروں کو بھی معجزہ کہا جائے تو بس خیر پھر تو میں بھی ایک ایسی کتاب لکھ سکتا ہوں جو پرانے محاورات کو شامل ہو اور وہ معجزہ ہو گا۔ بس حضور یہی آپ کے عثمان کی کاروائی ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر میں ذکر سے رسول اللہ مراد ہے'' مرزا احمد علی آنجہانی کی اس کتاب پر لاہور کے ایک مشہور شیعہ مجتہد علی الحائری نے تقریظ لکھی ہے۔ اس کتاب کی تحریف قرآن کے بارے میں مذکورہ عبارت ,, آفتاب ہدایت'' میں بھی منقول ہے۔

عقیدۂ تحریف قرآن اور ماہنامہ خیر العمل:۔

ایک شیعہ ماہنامہ خیر العمل لاہور سے شائع ہوتا ہے' جس کا ہیڈ آفس ۶۶ قاسم روڈ سمن آباد لاہور میں ہے۔ اس رسالہ کے ٹائیٹل پر لکھا ہے۔ زیر سرپرستی قائم آل محمد علیہ السلام۔ نگران اعزازی۔ علامہ مرزا یوسف حسین صاحب (جو چند دن ہوئے آنجہانی ہو چکے ہیں) اس ماہنامہ کے مدیر اعلیٰ ڈاکٹر عسکری بن احمد ایم بی بی ایس ہیں جو مرزا احمد علی مذکور کے خلف ہیں۔ ماہ نومبر ۱۹۸۷ء میں ڈاکٹر موصوف نے بعنوان ,, فقد بروایا اولی الالباب'' ایک مفصل اداریہ لکھا ہے' جس میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ موجودہ قرآن محرف ہے۔ (العیاذ باللہ)

CamScanner

یہ وہ صورتحال تھی جس نے پاکستان کو ایک خوفناک طوفان کے دھانے پر لا کھڑا کیا۔

اہلسنت کے نزدیک تمام کے تمام صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب رشد و ہدایت کے فیض یافتہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبانہ روز محنت اور جان سپاری کا ثمر ہیں۔ امت کے لئے ان کی حیثیت روشن و تابندہ ستاروں کی سی ہے' جس طرح دن کا اجالا آفتاب عالمتاب کا رہین منت ہے' اسی طرح ظلمتِ شب میں آسماں کی چادر پر جھلملانے والے ستاروں کی روشنی بھی اسی آفتاب سے ماخوذ و معکوس ہے' اگر اس حقیقت کو جھٹلا دیا جائے تو گویا آفتاب کی ضیا پاشیوں کا فیض معدوم و منسوخ ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیثیت و مرتبے کا انکار در حقیقت اس کو مستلزم ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تئیس سالہ محنت شاقہ کے بعد بھی ایک مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں ناکام رہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری مساعی بے ثمر رہی' اس صورت میں نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر انقلاب کہا جا سکتا ہے نہ ہی قرآن کو کتابِ انقلاب قرار دیا جا سکتا ہے۔ نہ ہی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی انبیاء و رسل پر کوئی فوقیت و برتری تسلیم کی جا سکتی ہے۔ (معاذ اللہ) اور اسلام سے اس کی حقیقی روح یوں خارج ہو کر رہ جاتی ہے جیسے آٹے سے بال آسانی سے نکال لیا جاتا ہے۔

اثناء عشری فرقہ کے ہاتھ میں تاریخ میں پہلی مرتبہ اسلام دشمن طاقتوں خصوصاً یہودیوں کی خفیہ منصوبہ بندی کے نتیجہ میں...... ایک نہایت مضبوط حکومت کی باگ ڈور بلا شرکت غیرے آئی تھی۔ وہ بھی اس طرح کہ جتنی ضرورت انہیں اسلام دشمنوں کی طاقتوں کی مدد کی تھی اتنی ہی ضرورت ان اسلام دشمن طاقتوں کو اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے اس گروہ کی تھی اور ہے اور پہلی مرتبہ شیعوں کو یہ موقع ملا کہ وہ اپنی پوری طاقت استعمال کر کے اپنے ان منصوبوں کی تکمیل کی کوشش کریں جن کی تمنا اپنے سینوں میں لئے ان کی نسلوں پر نسلیں گزرتی جا رہی ہیں۔

عام مسلمانوں کے لئے جن کو شیعوں کی کتابیں پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ اور نہ انہیں قریب سے شیعوں کی نفسیات کے تجربہ اور مشاہدہ کا موقع ملا ہے' اس نفسیاتی کیفیت کا اندازہ لگانا

شکل ہے جو ان کے ایک ایک فرد کے دل و دماغ' جذبات اور شعور کی ہر ہر سطح پر مہدی منتظر اور امام غائب کے بے تابانہ انتظار کی وجہ سے نقش ہے۔ صدیوں سے ان کے علماء اپنے سادہ لوح عوام کو مہدی منتظر کے انتظار کے فضائل اور اس کے اجر و ثواب کے متعلق من گھڑت روایات سنا سنا کر مطمئن کرتے چلے آرہے تھے۔

دوسری طرف شکل یہ ہے کہ ان کی سینکڑوں روایات میں یہ کہا گیا تھا کہ امام غائب اپنے غار سے ظاہر ہو کر سب سے پہلے مکہ مکرمہ آئیں گے اور جو لوگ ان سے بیعت نہیں کریں گے ان سب کو قتل کر دیں گے۔ پھر مدینہ منورہ جا کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی لاشوں کو قبر سے نکال کر زندہ کریں گے اور پھر دنیا کے آغاز سے قیامت تک جو ظلم یا کفر دنیا میں کہیں بھی ہوا ہوگا' اور جو گناہ کہیں بھی ہوا ہوگا' اور جو گناہ کہیں بھی کیا گیا ہوگا اس کی سزا ان دونوں کو دیں گے' یہاں تک کہ دن رات میں انہیں ہزار مرتبہ مارا اور پھر زندہ کیا جائے گا...... اسی طرح حضرت عائشہؓ پر بھی حد جاری کریں گے' الغرض ان روایات کے بموجب ان کے امام غائب کا ظہور اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر شیعوں کا مکمل قبضہ ہو۔ شیعہ مذہب میں امام غائب کے ظہور کے عقیدہ کی اہمیت شیعوں کے دل و دماغ پر اس عقیدہ کے اثرات اور ان کے ظہور کے لیے حرمین شریفین پر مکمل شیعی قبضہ کی ضرورت۔

قارئین گرامی قدر! ان تینوں پہلوؤں کو نظر میں رکھیے...... اور...... خود فیصلہ کیجیے کیا اس صورت میں شیعہ مذہب کی رو سے ایران میں قائم ہونے والی خالصۃً شیعہ حکومت کا اولین فریضہ یہ نہیں ہوگا کہ وہ حرمین شریفین میں مکمل شیعی اقتدار قائم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایرانی قیادت شروع ہی سے "انقلاب خمینی" کو "انقلاب مہدی" کا پیش خیمہ اور نقطہ آغاز قرار دیتی رہی ہے۔ بلکہ خمینی کی خرابی صحت وغیرہ کے متعلق قیاس آرائیوں کی تردید میں وہاں یہ بھی کہا جاتا رہا کہ "امام صاحب تو انشاء اللہ انقلاب کا جھنڈا امام زمان کے حوالے کر کے ہی اس امانت سے دستبردار ہوں گے"۔ اس لئے بھی

امام غائب کے جلد از جلد ظہور کی کوشش ایران کی شیعہ حکومت کے لئے لازم قرار پا چکی تھی جس کے لئے جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا گیا...... حرمین شریفین پر قبضہ ضروری تھا۔

اور یہ تو بات چل رہی تھی چند مقدمات سے ایک "نتیجہ" کے استنباط کی' لیکن ۱۹۸۶ء میں توحج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں جو کچھ ہوا اس کے بعد یہ مسئلہ نظری اور استنباطی نہیں رہا' ایک امر واقعہ بن کر پوری امت کے سامنے آ چکا ہے۔

اب خدارا کوئی بتائے کہ جو لوگ مرکز اسلام پر قبضہ کیلئے اور پھر وہاں سے امام غائب کے ظہور کا ڈھونگ رچا کر حضرات شیخین اور حضرت عائشہ وغیرہ کے پاکیزہ اجساد کی بے حرمتی کر کے اور لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کر کے ان منحوس خوابوں کی تعبیر جلد از جلد دیکھنے کے لئے بے چین اور ہر وقت مصروف عمل ہوں' جو وہ صدیوں سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں اور یہود و نصاریٰ وغیرہ دشمنان اسلام کے بھی آلہ کار بن کر حرمین شریفین کے تقدس کو نیست و نابود کرنا چاہ رہے ہوں' بلکہ انہوں نے بالفعل اس مقصد کے لئے کاروائی شروع بھی کر دی ہو اور جنگ کا بگل بجا دیا ہو غیرت اسلامی تو بڑی چیز ہے' کیا یہ بات عام انسانی غیرت اور عام عقل و دانش کے بھی مطابق ہے کہ ایسے بدترین دشمنوں کے مقابلہ اور ان کی حقیقت کو آشکارا کرنے کے کام کو "نامناسب اور وقت کے تقاضے کے خلاف" کہہ کر اس کام کو آئندہ کے لیے موخر رکھا جاتا؟؟۔

واقعہ یہ ہے کہ بات اس کے بالکل برعکس ہے! یہ مسئلہ اتنی فوری توجہ کا طالب تھا کہ ایک لمحہ کی تاخیر بھی ناقابل تصور حد تک بربادیوں اور ہلاکتوں کا سبب بن سکتی تھی۔

یہاں اس بات کو بھی صاف صاف عرض کر دینا ضروری ہے کہ ایران اور شیعی قیادت کی ہر طرف سے پوری اسلامی دنیا میں شیعہ سنی اختلافات کو یکسر فراموش کر کے باہم متحد رہنے کی جو آواز مسلسل لگائی جا رہی اور حج کو "سیاسی اکھاڑے" کے طور پر پیش کرنے کی جو کوشش کی جا رہی تھی یقیناً ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت اس کے پیچھے بھی یہ سازش کام کر رہی تھی کہ جس وقت شیعہ "مجاہدین" حرمین شریفین پر قبضہ کی ناپاک کوشش کر رہے ہوں اس وقت دنیا بھر کے مسلمان

اس کوشش کو حج کے سیاسی پہلو کے اظہار یا زیادہ سے زیادہ دو ملکوں کی باہمی سیاسی چپقلش سمجھ رہے ہوں اور لوگوں کا ذہن اصل مسئلہ حرمین شریفین پر قبضہ کے دیرینہ شیعی منصوبے اور اس کے بعد کے ان کے ارادوں کی طرف منتقل ہی نہ ہو سکے۔

الغرض مولانا حق نواز شہیدؒ اور ان کے دیگر ساتھیوں کا یہ احساس تھا اور الحمدللہ کہ یہ احساس کسی جذباتی تاثر یا ناروا عجلت پر مبنی نہیں' طویل غور و فکر اور عمیق مطالعہ پر مبنی تھا۔ کہ امت مسلمہ' اسلام اور حرمین شریفین کو جو خطرہ اس وقت اپنے بدترین دشمنوں کی طرف سے لاحق ہے اتنا شدید خطرہ اس سے پہلے کبھی لاحق نہیں ہوا۔ بس اس وقت امت کو اس خطرہ سے آگاہ کرنا اور اس کے مقابلہ کے لئے امت کو ذہنی طور پر تیار کرنا وقت کی ایسی ضرورت تھی' جس کو پورا کرنے کے لئے عملی اقدام میں ایک لمحہ کی تاخیر اور ذرا سی غفلت' تساہلی یا کم ہمتی ناقابل تلافی نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔

اس وقت شیعیت کے احیاء اور اس کی دعوت و تبلیغ کا فتنہ دین کے لئے عظیم ترین فتنہ ہے' جس کو وقت کی ایک طاقتور حکومت اپنے پورے وسائل کے ساتھ چلا رہی ہے ---- اس صورتحال کا تقاضا ہے کہ ہمارے مدارس میں پڑھنے والے طلبہ اس سے ضروری حد تک واقف اور باخبر ہوں۔ اس کے لیے ہمارے اہل مدارس جو تدبیر مناسب سمجھیں اس سے دریغ نہ فرمائیں۔

اسی طرح حضرات علماء کرام اور خواص اہل دین سے گذارش ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ ایک طاقتور حکومت کی طرف سے تمام حکومتی وسائل کے ذریعہ عالمگیر پیمانے پر یہ کوشش کی جارہی ہے کہ عام مسلمانوں کو شیعیت کے دائرہ میں لے آیا جائے یا شیعوں کے اصل اغراض و مقاصد کی طرف سے بالکل غافل رکھ کر کم از کم ان کے خیالات کو شیعیت اور موجودہ ایرانی حکومت کے حق میں ہموار کر لیا جائے' حضرات علماء کرام کا یہ فریضہ ہے کہ عام مسلمانوں کو اس گمراہی سے بچانے اور شیعیت کی حقیقت اور شیعوں کے انتہائی خطرناک ارادوں اور منصوبوں سے انہیں باخبر کرنے کے لئے جو کچھ کر سکتے ہوں اس میں کمی نہ کریں۔

"حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے رسالہ ,,رد روافض" کے آخر میں تحریر فرمایا ہے:۔

,,اما چوں شیعہ اصحاب عظام را بہ بدی یاد میکنند' و بہ سب ولعن ایشاں جرات می نمایند' علماء اسلام را واجب ولازم است کہ رد آنہا نمایند' و مقاسد ایشاں را ظاہر سازند"۔ ص ۳۴۔

اسی مناسبت سے یہ بات بھی صراحت کے ساتھ عرض کر دینا ضروری ہے کہ جن حضرات اہل علم نے شیعہ مذہب کی کتابوں کا براہ راست مطالعہ نہیں فرمایا تو وہ کوئی رائے قائم کرنے کیلئے پہلے ان کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں اور یا حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ان علماء کی رائے پر اعتماد کریں جن کو وہ علم اور دین کے لحاظ سے قابل اعتماد سمجھیں' جنہوں نے مذہب شیعہ کا براہ راست مطالعہ کر کے ہی رائے قائم فرمائی ہے......... بہ صورت دیگر مسئلہ کی اس وقت کی خاص سنگینی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ کوئی رائے ظاہر کرنے سے احتیاط فرمائیں اور ایسا رویہ اختیار نہ فرمائیں جس سے بے چارے ناواقف عوام یہ سمجھیں کہ شیعہ اثنا عشریہ بھی حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' اور اہلحدیث کی طرح مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہیں...... اس طرح کا رویہ اگرچہ غیر شعوری طور پر ہو۔ نتیجہ کے طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خمینی اور شیعوں کے ان منصوبوں کی مدد ہوگا' جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور ان کے لئے راہ ہموار کرے گا۔

یہ وہ خوفناک تحریریں' خوفناک عزائم اور زمینی حقائق تھے جنہوں نے بے سروسامان مولانا حق نواز اور ان کی سپاہ صحابہ کو شعلہ ء جوالہ بنا کر اس طوفان بلاخیز کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے اس فتنہ کی حقیقت سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لئے ملک بھر کے دورے کیے' نوجوانوں کو آواز دی' ان کے قلوب کو جھنجھوڑ کر انہیں خواب غفلت سے بیدار کیا۔ لیکن اس سے قبل کہ وہ تنظیم کا عمل مکمل کر کے اس کفر و زندقہ و ارتداد کے خلاف کسی انقلابی لائحہ عمل کا اعلان کرتے' ایرانی انقلابی حکومت بوکھلا اٹھی۔ تہران ریڈیو نے واویلا شروع کر دیا اور پاکستانی حکومت مولانا

کے راستے میں رکاوٹ بن گئی۔ پہلے پہل مقدمات کی بھر مار کر کے مولانا کو اپنے موقف سے دست بردار کرانے کی کوشش کی گئی۔ جب چھوٹے موٹے مقدمات سے کام نہ بنا تو مخالف فرقے کے آدمیوں کو قتل کرا کے مولانا پر ۳۰۲ کا مقدمہ بنا کر دبانے کی کوششیں ہونے لگیں' اسی طرح کی ایک سازش ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ کو بنا کر مولانا کو ۱۷ ساتھیوں سمیت رات ۲ بجے گرفتار کر کے دو ماہ تک جھنگ کے ایک علاقہ تھانہ مسن کی حوالات میں بند رکھا گیا' اس واقعہ میں جن ۱۷ آدمیوں کی گرفتاری عمل میں آئی ان میں غازی حق نواز بھی شامل تھا۔ اسی دو ماہ کی قید نے غازی حق نواز کی زندگی کا رخ متعین کر دیا اور رہائی کے بعد وہ اکثر و بیشتر مولانا حق نواز کے ارد گرد منڈلاتا نظر آنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جو خوبصورت اور پر کشش جسم عطا کیا تھا' اس نے اسے کسی آلودگی میں مبتلا کرنے کی بجائے اس کی افزائش کی طرف اپنی توجہات مرکوز کر دیں' پھر اس نے باقاعدہ باڈی بلڈنگ کی تربیت حاصل کی' اور مختلف کھیلوں میں کئی ٹرافیاں' سندات اور انعامات حاصل کیے۔

پھر ۱۹۸۷ء میں بھی مسلسل اس طرح کی سازشیں جاری رہیں' اور اس سال تقریباً ۶ ماہ تک مولانا کو مختلف جیلوں میں رکھ کر بے انتہاء تشدد کا نشانہ بنایا گیا' اسی سال لیہ میں ایک حادثہ پیش آیا' جس میں پولیس نے آپ کے تین ساتھیوں کو بھوکا پیاسہ ضلع لیہ کے ریگزاروں میں شہید کر دیا ...... لیکن بحمد اللہ ان تمام واقعات اور حوادث کے باوجود مولانا کے پائے استقلال میں لرزش نہیں آئی۔ اسی دوران ایک اور المیہ ظہور پذیر ہوا' ایک بھارتی نژاد ناول نگار مصنف سلمان رشدی نے برطانیہ سے "شیطانی آیات" نامی اپنا ایک ناول شائع کیا۔ جس میں اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' آپ کی ازواج مطہرات' صحابہ کرام اور اہلبیت عظامؓ کے بارے میں اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی بے ہودہ' فحش اور لچر زبان استعمال کی۔ ناول چھپتے ہی مارکیٹ میں آیا' دنیا بھر کے مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا۔ ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب جو کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے مخالفین کو قتل کرانے میں بہت حساس اور ماہر سمجھے

جاتے تھے' بجائے اس کے کہ سلمان رشدی کو بھی فی الفور خفیہ طریقے سے قتل کرادیتے' عالم اسلام کے سامنے نمبر ٹانکنے اور اپنا جرم چھپانے کے لئے رشدی ملعون کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ مشتہر کرنا شروع کردیا۔

ایرانی ٹی وی' ریڈیو' اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ پر شب و روز یہی فتویٰ سنائی دینے لگا۔ اس کے ساتھ ہی رشدی کو قتل کرنے والے کے لئے ایک لاکھ ڈالر کی خطیر رقم بطور انعام مشتہر ہوگئی۔ ادھر رشدی نے اپنے آقایان ولی نعمت (برطانوی حکومت) سے سکیورٹی طلب کرلی' اور حکومت برطانیہ نے اسے اپنے دامن میں چھپالیا۔ چنانچہ وہ دن گیا اور آج کا دن آیا۔ ۱۹۸۸ء سے ۲۰۰۱ء تک تیرہ سال کا عرصہ بیت گیا...... رشدی قتل نہیں ہوسکا...... فیا اسفیٰ!

جب تک خمینی زندہ رہا' اس دوران بھی اور بعد میں اب تک ایران کی حکومتوں نے ہر دور میں اپنے بیسیوں نامور مخالفین قتل کراڈالے' اور اب تک وقفے وقفے سے یہ سلسلہ جاری ہے' اگر پاکستان جیسے اسلامی ملک میں علامہ احسان الٰہی ظہیر' مولانا حق نواز جھنگوی' مولانا ایثار القاسمی' مولانا ضیاء الرحمان فاروقی رحمہم اللہ اور بعض باخبر لوگوں کے بقول سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق جیسی شخصیات کے قتل کے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچائے جاسکتے ہیں۔ افغانستان کے علاقہ بامیان میں طالبان اسلامی حکومت کے خلاف بار بار لاکھوں ڈالر جھونک کر بغاوتیں کرائی جاسکتی ہیں' خمینی سے اختلاف کی صورت میں ایران بدر ہوکر عراق' شام' فلسطین' مصر اور دیگر ممالک میں پناہ گزین ہونے والے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کو قتل کرایا جاسکتا ہے' تو آخر کیا وجہ ہے کہ رشدی کو اب تک قتل کیوں نہیں کرایا جاسکا؟

ہمارے نزدیک اس کا بالکل درست جواب یہ ہے کہ درحقیقت رشدی ملعون مذہبی اور نظریاتی طور پر خمینی کا ہمنوا تھا' اور ہے' خمینی کی طرف سے اس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ' اور اس کے قاتل کے لئے خطیر انعام محض دکھاوا' اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ اس سلسلے میں رشدی کا ایک بیان ملاحظہ ہو!

میں ایرانی ایجنٹ ہوں

سلمان رشدی کا اعتراف حقیقت

اس سوال پر کہ کتاب ,,شیطانی آیات'' لکھ کر ساری دنیا کے مسلمانوں کو تم نے اپنا دشمن بنالیا...... کبھی تاسف ہوا؟

رشدی بولا تاسف کا ہے کا؟ میں نے زندگی کی بہترین کتاب لکھی۔ لوگوں کے شدید رد عمل سے میں اپنی تخلیق کو برا بھلا کیوں کہنا شروع کردیتا؟ یہاں تو لوگ اپنی ناجائز اولاد کو بھی برا نہیں کہتے جب کہ میں نے ,,سٹینک ورسز'' پر بہت محنت کی ,,پینگوئن'' نے اسے بڑی محنت اور کاوش سے شائع کیا۔

جس روز ایران کے ایک بڑے ملاّ نے میرے قتل کا فتویٰ جاری کیا اس روز مجھے یک بارگی ڈر سا لگا اور دل میں ہلکا سا ایک لمحے کے لئے خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے لیکن پھر میرے دل نے تقویت پکڑ لی۔ یہ فتویٰ میرے فنّ اور میرے عقیدے کی پختگی کی عالمی قبولیت ہے۔ خمینی کے قاتلانہ فتوے کی اطلاع مجھے میرے دوست طارق علی نے دی تو مجھے ایک لمحے کے لئے خوف کے ساتھ حیرت بھی ہوئی۔ حیرت اس لئے کہ اس فتویٰ سے چند ہفتے پہلے ہی میرے اس ناول ,,سٹینک ورسز'' کا فارسی ترجمہ ہوا تھا اور مترجم کو موجودہ معروف ایرانی رہنما ہاشمی رفسنجانی نے انعام سے نوازا تھا۔ اور اس کے لئے ایک تقریب بھی منعقد ہوئی تھی۔ پھر میں خود بھی شیعہ ہوں اس لئے شیعہ بھائی کو دوسرے شیعہ کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔

(رشدی کا برطانوی جریدے کے کمنٹس سے انٹرویو۔

از ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۵ تا ۳۱ مئی ۱۹۹۰ء)

☆

باب نمبر 4

پاکستان کے رشدی اور قانون تحفظ ناموسِ رسالتؐ

مولانا حق نواز جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے' دنیاوی مادی اعتبار سے ایک محض تہی دست و بے وسیلہ مذہبی رہنما تھے' انہوں نے اپنی بساط کے مطابق بلا خوف لومۃ لائم جہاں رشدی ملعون کی دریدہ دہنی کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی' وہاں اس حقیقت کو بھی ساتھ ہی بیان کیا کہ خمینی کا جرم رشدی کے جرم سے کم نہیں' انہوں نے اپنی ہر تقریر میں خمینی کی کتابوں سے قابل اعتراض حوالہ جات عوام کے سامنے پیش کیے۔ جس کے بدلے میں انہیں حسب سابق بے نظیر بھٹو حکومت کا زیرِ عتاب رہنا پڑا۔

☆

ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۱۹۸۹ء کو خمینی موت کے شکنجے میں گرفتار ہو کر آنجہانی ہو گیا' اور ایران کی زمام اقتدار ہاشمی رفسنجانی کے ہاتھ آئی۔ خمینی کی موت کے بعد اُس کا وصیت نامہ ایک ضخیم کتاب کی صورت میں بعنوان ,,صحیفۂ انقلاب'' سامنے آیا' پاکستان میں اس کی اردو اشاعت تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے کی' اس وصیت نامہ کے صفحہ نمبر ۳۶ پر خمینی نے فخریہ انداز میں صحابہ کرام کی ایک نئے پہلو سے توہین و تضحیک کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنی ایرانی قوم کو صحابہ کرام سے اعلیٰ و افضل قرار دیا تھا۔

عبارت ملاحظہ ہو:۔

> ,,میں جرات کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج کی ایرانی قوم اور اس کی کروڑوں کی آبادی آج کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کی حجازی اور امیر المومنین (علی) وحسین ابن علی صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے دور کی کوفی و عراقی اقوام سے بہتر ہے۔
>
> دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاز میں مسلمان بھی ان کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور مختلف بہانے بنا کر محاذوں پر نہیں جاتے تھے''۔

یہ کتاب جونہی شائع ہوئی مولانا حق نواز شہیدؒ کی نیندیں برباد ہو گئیں۔ انہوں نے پورے ملک میں اس پر شدید احتجاج کیا' لیکن ارباب اقتدار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ مولانا اس کتاب سمیت دیگر کتابوں پر پابندی اور توہینِ صحابہ کا ارتکاب کرنے والے زندہ مصنفین کی سزا کا مطالبہ کر رہے تھے' لیکن ملک اندھیر نگری بنا ہوا تھا۔ سیاہ پوش طبقہ جو ملک میں خمینی انقلاب کے خواب بکھر جانے سے پہلے ہی تلملایا ہوا تھا۔ مولانا کی جان کا دشمن بن گیا' اور اکتوبر ۱۹۸۹ء کو مولانا پر دورانِ سفر...... قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھا اور دشمنانِ صحابہ خائب و خاسر ہو کر سر پیٹ کر رہ گئے۔ مولانا کے پایہ استقلال میں ذرہ بھر بھی لرزش پیدا نہ ہوئی' اور آپ محض اللہ کے توکل پر اپنی متعین کردہ سنگلاخ وادیٔ عمل میں ثابت قدمی کے ساتھ رواں دواں رہے۔ اب ہوتا یوں تھا کہ ہر آئے دن ایک نئی مصیبت سامنے آتی تھی۔ لاہور سے غلام حسین نجفی نامی ایک ملعون شیعہ مصنف نے ,,سہم مسموم,, نامی اپنی کتاب میں حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے خلاف قرطاس ابیض چھاپا اور نمبر لگا لگا کر ایک سو ایک گالیاں دیں۔ پھر ایک اور کتاب ,,تحفۂ حنفیہ,, میں دیگر بہت سی بکواسات کے ساتھ ساتھ ص ۲۵۰ پر یہاں تک لکھا کہ ,,ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کا نام آلۂ تناسل پر لکھ کر بیوی سے جماع کیا جائے......,, العیاذ باللہ!

قارئین از روئے انصاف یہ فرمائیں کہ اس قسم کی تحریریں کس حد تک قابل برداشت ہو سکتی ہیں؟ اور کیا ان تحریروں کی موجودگی میں امن و امان قائم رکھا جا سکتا ہے؟

میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں...... سر پکڑ کے بیٹھ جاتا ہوں...... کلیجہ تھام لیتا ہوں...... پھر سوچتا ہوں...... وہ کیسا دور تھا جب برطانوی رشدی پس منظر میں چلا گیا اور پاکستان میں بیسیوں رشدی پیدا ہو گئے تھے۔ جو شب و روز اپنی مذموم کارروائیوں میں مصروف تھے...... افسوس صحافیوں کے قلم ٹوٹ گئے۔ خطیبوں کی زبانیں گنگ ہو گئیں' دانشوروں کی آنکھوں کی بینائی معدوم ہو گئی۔ اور ملک و قوم کے بہی خواہوں نے دماغ کی بجائے پیٹ سے سوچا' کسی دانا و بینا شخص کو وہ چنگاری سلگتی نظر نہ آئی' جو مستقبل قریب میں پاکستان کے امن کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتی تھی...... پھر وہ چنگاری سلگی...... شعلۂ جوالہ بنی...... امن کو آگ لگ گئی...... چمن کو آگ لگ گئی...... موسم بہار میں

وطن کو آگ لگ گئی!

اے بدنصیب قوم کے خوش نصیب اور خوش پوش رہنماؤ! تم نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب واحباب کی عزت وعظمت پر اپنی جھوٹی اور بناوٹی عزت وعظمت کو ترجیح دی...... تم نے قرآن کی بجائے ایران سے تعلقات بہتر بنانے کو مناسب جانا...... تم کیسے نادان دوست ہو...... میلاد وسیرت کی تقریروں میں تمہاری لفاظی...... اور نعت ومولود پر تمہارا جھوم جھوم جانا...... اور دشمنانِ پیغمبر واصحابِ پیغمبرؐ کے دسترخوان پر تمہارے فروختنی قہقہے...... یہ تمہارا دوہرا کردار اور معیار باعث نفرین ہے...... تم میں سے اکثر کا طبعی رجحان......

کیسا خدا' کیسا نبی؟

پیسہ خدا' پیسہ نبی

پر ہے! تم حق پرستوں کو دہشت گرد کہتے اور دہشت گردوں سے بھتے لیتے ہو...... اصحاب رسولؐ کے خلاف تبرا بکنے والی زبانیں آج تمہاری ممنون ہیں...... اور اصحاب رسول کا دفاع کرنے والے بے سہارا نوجوان تمہارے مبغوض ہیں...... خدا تمہاری عبا وقبا اور دامن ودستار کو تار تار کر دے۔

......☆......

خمینی کی موت کے وقت پاکستان کے مختلف بڑے شہروں میں ۱۳ "خانہ ہائے فرہنگ ایران" ایرانی ثقافت کے روپ میں کثافت پھیلانے میں مشغول تھے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ ملتان کے خانہ فرہنگ ایران کا ڈائریکٹر صادق گنجی ان سب میں پیش پیش تھا۔ انہی دنوں صادق گنجی نے ایک خوبصورت پمفلٹ نہایت اعلیٰ قسم کے کاغذ پر عمدہ طباعت سے چھاپ کر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا۔ جس کا عنوان تھا "اتحاد و یک جہتی امام خمینی کی نظر میں"! اس پمفلٹ میں گنجی نے نہائت جرات و جسارت کے ساتھ رسول اکرم کی شان میں دریدہ دہنی کا ارتکاب کیا' ملاحظہ ہو! اتحاد و یک جہتی صفحہ نمبر ۱۵۔

"جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لئے آئے' ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ختم

المرسلینؑ جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے۔ انسان کی تربیت کے لئے آئے تھے لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ وہ آدمی جو اس معنی میں کامیاب ہوگا اور تمام دنیا میں انصاف کو نافذ کرے گا وہ بھی اس انصاف کو نہیں جسے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین میں انصاف کا معاملہ صرف لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہو۔ بلکہ یہ انصاف انسانیت کے تمام مراتب میں ہو وہ چیز جس میں انبیاء کامیاب نہیں ہوئے باوجود اس کے کہ وہ اس خدمت کے لئے آئے تھے۔ خدائے تبارک وتعالی نے ان (حضرت ولی عصر۔ ارواحنا لہ الفداء) کا ذخیرہ کیا ہے ان ہی معنی میں جس کی تمام نبیوں کو آرزو تھی لیکن رکاوٹوں کی وجہ سے وہ ان کو نافذ نہ کر سکے تمام اولیاء کی یہ آرزو تھی لیکن وہ بھی نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے وہ اس بزرگوار کے ہاتھوں نافذ ہو جائے''۔

اس عبارت میں صاف اور صریح طور پر تمام انبیاء کرام سمیت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کلی گستاخی موجود ہے۔ تمام انبیاء کرام اور آپ کو ناکام قرار دے کر امام مہدی کو کامیاب قرار دینا واضح کرتا ہے کہ خمینیؔ کے نزدیک امام مہدی کا مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند وبالا ہے اور یہ محض استنباطی نتیجہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ خمینی اور دیگر تمام اثنا عشری شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ "مرتبہ امامت بلندتر از مرتبہ پیغمبری است" امامت کا رتبہ پیغمبری سے بلند تر ہے۔ (العیاذ باللہ)

کچھ ماہ بعد خمینی کی بیٹی زہرا خانم نے پاکستان کا دورہ کیا' اپنے دورہ کے دوران اس نے کئی مقامات پر اظہار خیال کرتے ہوئے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی خواتین جو تمام مسلمانوں کے نزدیک شرف صحابیت کی بناء پر دنیا بھر کی تمام خواتین سے افضل ترین سمجھی جاتی ہیں کو جاہل اور اجڈ کہہ کر ان کی توہین وتضحیک کی۔ زہرا خانم کے یہ مذموم خیالات اخبارات میں چھپے لیکن مولانا حق نواز شہیدؒ اور ان کے چند ہمنواؤں کے علاوہ کسی مذہبی راہنما کو اس کے خلاف آواز اٹھانے کی جرات نہ ہو سکی۔

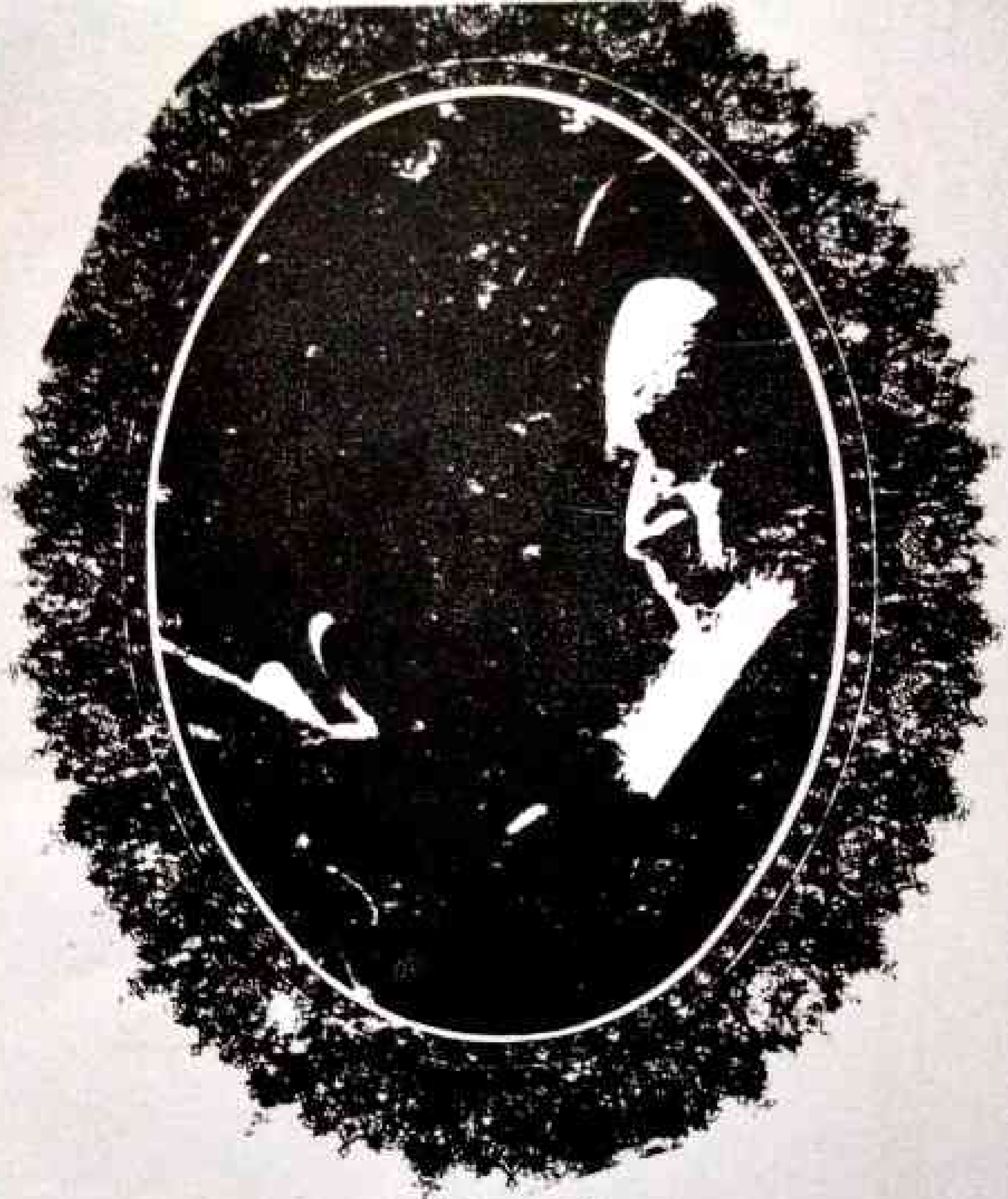

صحیفۂ انقلاب

حضرت امام خمینی کا سیاسی الٰہی وصیتنامہ

CamScanner

مقاصد کا حصول آسان اور جلد ممکن ہو سکے گا اور اگر خدا نخواستہ یہ لوگ باز نہ آئیں کیونکہ کروڑوں عوام بیدار ہو چکے ہیں اور مسائل سے آگاہ اور میدان میں حاضر ہیں تو خداوند متعال کی مشیت سے انسانی اسلامی مقاصد بڑے پیمانہ پر جامۂ عمل پہنیں گے اور گمراہ لوگ اور معترضین اس طوفانی سیلاب کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گے۔

موجودہ ایرانی قوم صدرِ اسلام کی حجازی، کوفی اور عراقی اقوام سے بہتر ہے

میں جرأت کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں کہ آج کی ایرانی قوم اور اس کی کروڑوں کی آبادی آج کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کی حجازی اور امیرالمومنین (علی) و حسین ابن علی صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے دور کی کوفی و عراقی اقوام سے بہتر ہے۔

دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاز میں مسلمان بھی ان کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور مختلف بہانے بنا کر محاذوں پر نہیں جاتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں کچھ آیات کے ذریعے ان کو سرزنش کرتے ہوئے عذاب کی وعید سنائی ہے اور اس حد تک ان کو جھوٹ کی نسبت دی کہ نقل وشدہ روایت، کے مطابق آپؐ نے منبر سے ان پر لعنت بھیجی اور عراق اور کوفہ والوں نے اس حد تک امیرالمومنینؑ کے ساتھ غلط سلوک اور ان کی نافرمانی کی کہ آنحضرتؑ کے شکوے نقل و تاریخ کی کتب میں مشہور ہیں اور عراق و کوفہ کے ان مسلمانوں نے سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کیا اور جن لوگوں نے ان کی شہادت میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہ کیا یا تو وہ میدان سے فرار ہوئے یا اس تاریخی جرم کے واقع ہونے تک بیٹھے رہے۔ لیکن آج دیکھتے ہیں کہ ایرانی قوم مسلح افواج، پولیس، سپاہ (پاسداران) اور بسیج کی سطح فورسز سے کر قبائل اور رضاکاروں کی عوامی طاقتوں اور محاذوں پر موجود افواج سے لے کر محاذ کے پیچھے موجود عوام تک انتہائی جذبہ وشوق سے کس طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں اور کتنی رزمیہ داستان تخلیق کر رہے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ پورے ملک کے محترم عوام کتنی گرانقدر امداد کر رہے ہیں اور شہداء کے لواحقین اور جنگ سے متاثرہ افراد اور ان کے متعلقین بہادرانہ انداز کے چہروں اور اشتیاق و اطمینان سے بھرپور گفتار و کردار کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں اور یہ

ف — وصیت من به مسلمانان و مستضعفان جهان این است که شما نباید بنشینید و منتظر آن باشید که حکام و دست اندرکاران
کشورتان یا قدرتهای خارجی بیایند و برای شما استقلال و آزادی را تحفه بیاورند ...

... شما ای مستضعفان جهان و ای کشورهای اسلامی و مسلمانان جهان بپاخیزید و حق را با چنگ و دندان بگیرید
و از هیاهوی تبلیغاتی ابرقدرتها و عمال سرسپرده آنان نترسید و حکام جنایتکار که دسترنج شما را به دشمنان شما و اسلام عزیز
تسلیم می‌کنند از کشور خود برانید و خود و طبقات خدمتگزار متعهد زمام امور را به دست گیرید و همه در زیر پرچم
پرافتخار اسلام مجتمع و با دشمنان اسلام و محرومان جهان به دفاع برخیزید و به سوی یک
دولت اسلامی با جمهوریهای آزاد و مستقل به پیش روید که با تحقق آن همه مستکبران جهان را به جای خود خواهید نشاند و همه مستضعفان را به امامت و وراثت ارض
خواهید رساند. به امید آن روز که خداوند تعالی وعده فرموده است ...

(متن وصیت نامۂ امام خمینیؒ اور امامؒ کے دستخط مبارک کا عکس)

ناشر: تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان

CS CamScanner

مستحکم بنانے کا باعث بنے -

(انقلابی عدالتوں کے سرکاری وکلاء اور ملٹری پولیس کے افسروں سے خطاب — بتاریخ ۶۰/۹/۲۷)

* * *

اسلام نے اجتماع اور "وحدت کلمہ" کے لئے بڑی تبلیغ کی ہے اور اس پر عمل بھی کیا ہے - یعنی ایسے دنوں کو پیش کیا ہے کہ یہ دن بذات خود اور عاشورہ و اربعین جیسے دن اتحاد و یگانگت کو مستحکم کرنے کا محرک بن جاتے ہیں -

(مذکورہ بالا ماخذ)

* * *

د - مہدویت پر اعتقاد

جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لئے آئے - ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم المرسلین (ص) جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے - انسان کی تربیت کے لئے آئے تھے لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے - وہ آدمی جو اس معنی میں کامیاب ہو گا اور تمام دنیا میں انصاف کو نافذ کرے گا وہ بھی اس انصاف کو نہیں جیسے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین میں انصاف کا معاملہ صرف لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہو - بلکہ یہ انصاف انسانیت کے تمام مراتب میں ہو وہ چیز جس میں انبیاء کامیاب نہیں ہوئے باوجود اس کے کہ وہ اس خدمت کے لئے آئے تھے - خدائے تبارک و تعالیٰ نے ان (حضرت ولی عصر-ارواحنا له الفداء) کا ذخیرہ کیا ہے ان ہی معنی میں جس کی تمام نبیوں کو آرزو تھی لیکن رکاوٹوں کی وجہ سے وہ ان کو نافذ نہ کر سکے تمام اولیا کی یہ آرزو تھی لیکن وہ بھی نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے وہ اسؑ بزرگوار کے ہاتھوں نافذ ہو جائے لہذا اس معنی میں (حضرت صاحب- ارواحنا له الفدا)

☆

اب یہاں سے ہم ذہنوں میں پیدا ہونے والے اس سوال کا جواب پیش کرتے ہیں کہ اس قدر توہین آمیز لٹریچر کی اشاعت کے بعد کم از کم پاکستانی مصنفین کی ان اسلام دشمن تحریروں پر مولانا حق نواز نے کوئی قانونی کاروائی کیوں نہیں کی؟ اور محض احتجاج اور مطالبات پر ہی کیوں وقت گزار دیا؟ اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ اُس وقت تک موجود پاکستانی قوانین مسئلہ ناموسِ رسالتؐ پر کوئی بھی قابل ذکر موثر اور نتیجہ خیز نہیں تھے اسلام میں توہینِ رسالت کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذاباً مھیناً (الاحزاب / ۵۷)

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

قرآن کریم نے یہ بھی بتایا کہ ایسے ملعون واجب القتل ہیں ایسے موذی جہاں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے۔

ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا O سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً O

ترجمہ:۔ وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی' اللہ تعالیٰ نے ان (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گزرے ہیں' اور آپ خدا کے دستور میں سے کسی شخص کی طرف سے ردوبدل نہ

پاویں گے"۔ (الاحزاب۔۶۱'۶۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں ایسے موذیان رسول کو واجب القتل اور مباح الدم قرار دیا گیا۔ ابن خطل کا واقعہ مشہور ہے کہ اس خبیث کو توہین رسالتؐ کے جرم میں عین اس وقت قتل کیا گیا جب کہ وہ غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا۔ عبداللہ بن ابی سرح جو مرتد ہونے کے بعد تائب ہو کر آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کرنے میں دیر تک توقف فرمایا' بالآخر ان کی بیعت قبول فرمالی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا، تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہ نکلا کہ جب میں نے اس کی توبہ قبول کرنے میں توقف کیا تھا تو اٹھ کر اسے قتل کر دیتا"۔ ابو رافع یہودی کو اسی جرم میں جہنم رسید کیا گیا جس کے قتل کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موذی رسول کی ایک ہی سزا ہے اور وہ ہے قتل۔

امام ابوداؤد نے کتاب الحدود' باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسند صحیح یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابو برزہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا' میں نے کہا اے خلیفہ رسول! آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا' وہ وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور مجھے بلا بھیجا۔ میں گیا تو مجھ سے فرمایا کہ ابھی تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ یہ کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں! فرمایا اگر میں تم کو حکم کرتا تو تم یہ کام کرتے؟ عرض کیا' آپ فرماتے تو ضرور کرتا' فرمایا:

لا واللہ ما کانت لبشر بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ابوداؤد ص ۶۰۰)

ترجمہ:۔نہیں !اللہ کی قسم! یہ بات (کہ بدکلامی پر گردن اڑا دی جائے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے نہیں"۔

مطلب یہ کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا سزائے موت کا مستوجب ہے۔آپ کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں جس کی بدگوئی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے۔(البتہ خلفاء راشدین کے ایمان کا انکار کرنے اور انہیں سب وشتم کرنے سے چونکہ اسلام کے بعد کفر کا التزام ثابت ہونے سے ارتداد لازم آتا ہے......اور اسلام کے بعد ارتداد کی سزا قتل ہے۔لہٰذا تمام وہ شیعہ مصنفین جو اس جرم میں ملوث ہیں شرعی طور پر اسلامی حکومت میں ان کی سزا قتل ہے)

کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی رو سے توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے۔شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے اپنی مشہور کتاب ,,الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں اس مسئلہ پر قرآن وسنت کے نصوص اور صحابہ وتابعین کا مسلسل تعامل ذکر کرتے ہوئے آخر میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے ان کو برا بھلا کہا اور ان کی ہتک عزت کی (غالباً اس علاقے کے گورنر نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے استصواب کیا ہوگا کہ کیا ایسے مفسد شخص کو قتل کر دیا جائے؟ اس کے جواب میں) حضرت عمرؒ نے گورنر کو لکھا کہ قتل صرف اس شخص کو کیا جاتا ہے جو شان رسالتؐ میں دریدہ دہنی کرے لہٰذا اس شخص کو قتل تو نہ کیا جائے البتہ سرزنش کے لئے اس کے سر پر اتنے کوڑے لگائے جائیں اور یہ کوڑے لگانا بھی محض اس شخص کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کے کوڑے لگانے کا بھی حکم نہ دیتا۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وهذا مشهور عن عمر بن عبدالعزيز ' وهو خليفة راشد ' عالم بالسنة متبع لها ' فهذا قول اصحاب رسول الله صلى الله عليه

وسلم والتابعین لهم باحسان لا یعرف عن صاحب ولا تابع خلاف لنا لک، بل اقرار علیه واستحسان له. (الصارم المسلول ص ۱۷۷)

ترجمہ:۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ واقعہ مشہور ہے جب وہ خلیفہ راشد ہیں قرآن وسنت کے عالم اور بے حد متبع سنت ہیں، پس شاتم رسول کا واجب القتل ہونا صحابہ و تابعین کا اجماعی فیصلہ ہے۔ کسی ایک صحابی اور ایک تابعی سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں"۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور اس مسئلہ پر تمام صحابہ و تابعین اور فقہائے امت متفق ہیں۔

انگریز کے دور اقتدار میں ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے کوئی قانون نہیں تھا لیکن راجپال جیسے ازلی بدبختوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر ناپاک حملے کئے اور وہ غازی علم الدین شہید جیسے فدائیان رسالت کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچے تو انگریز کو مذہبی رہنماؤں کی عزت و ناموس کے تحفظ کیلئے قانون وضع کرنا پڑا۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء میں تعزیرات ہند میں دفعہ ۲۹۵ الف ایزاد کی گئی جو مجموعہ تعزیرات پاکستان مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۶۲ء میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے:۔

دفعہ ۲۹۵۔الف۔ جو کوئی شخص ارادتاً اور اس عداوتی نیت سے کہ پاکستان کے شہریوں کی کسی جماعت کے مذہبی احساسات کو بھڑکانے بذریعہ الفاظ زبانی یا تحریری اشکال محسوس العین اس جماعت کے معتقدات مذہبی کی توہین کرے یا توہین کرنے کا اقدام کرے اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دو برس تک ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

چوہدری محمد شفیع باجوہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یہ دفعہ ۱۹۲۷ء میں ایزاد کی گئی تا کہ اگر کسی مذہب کے بانی پر توہین آمیز حملہ کیا جائے تو ایسا کرنے والے کو سزا دی جا سکے۔ اس سے پہلے اس قسم کے اشخاص کے خلاف دفعہ ۱۵۳۔الف استعمال ہوا کرتی تھی مگر ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ کی رو سے یہ طریقہ غلط قرار پایا۔ تقریر کرنے والے یا مضمون لکھنے والے۔ (شرح مجموعہ تعزیرات پاکستان ص ۱۲۱۔۱۲۲)

چونکہ توہین رسالت کے جرم کی یہ سزا (جو انگریزی قانون نے تجویز کی اور جسے تعزیرات پاکستان میں جوں کا توں رکھا گیا تھا) بالکل ناکافی تھی' اور اس صورت حال سے ملک میں موجود دین دشمن قوتوں نے نہ صرف یہ کہ ناجائز فائدہ اٹھایا' بلکہ کھل کھیلتی رہیں۔ ایرانی انقلاب کے بعد تو ایران کے نام نہاد مذہبی راہنماؤں کے اشارے اور آشیر باد پر پاکستان میں موجود سیاہ پوش وسیاہ قلب طبقے نے اودھم مچادیا' اس طبقے نے چونکہ اسلام کا ہی لبادہ اوڑھ رکھا تھا لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر براہ راست حملہ آور ہونے کی بجائے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو ہدف طعن وملامت بنا کر یہودیت کی اغراض فاسدہ کی تکمیل کی جانے لگی۔

چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف تحریری وتقریری تبرابازی اس قدر زیادہ ہوئی کہ گذشتہ چودہ صدیوں کا مجموعی دورانیہ بھی شاید مات کھا گیا ہو تو صحیح ہوگا۔ قارئین اس تبرابازی کی چند جھلکیاں گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پھر ۱۹۸۴ء میں تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۵ سی کا اضافہ کیا گیا اور اس کے ذریعہ اس جرم کی سزا سزائے موت یا عمر قید مع جرمانہ تجویز کی گئی اس دفعہ کا متن حسب ذیل ہے:

**[295 -c. Use of deroqatory remarks, etc. , in rospect of the Holy Prophet: Whoever by words , either spoken or written, or by visible

representation, or by any imputation, innuendo, or insinuation, directry or indirectory, defiles the sacred name of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) shall be punished with death, or imprisonment for life , and shall also be liable to fine.

۲۹۵ (سی) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال

"جو شخص الفاظ کے ذریعے خواہ زبان سے ادا کیے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں' یا دکھائی دینے والی تمثیل کے ذریعے یا بلا واسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعے نبی کریم (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے اس کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا"۔

تعزیرات پاکستان کی یہ دفعہ ۲۹۵ سی بھی اسلامی قانون سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ کیونکہ اس میں اس سنگین جرم کی سزا موت یا عمر قید تجویز کی گئی حالانکہ توہین رسالت کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔

مولانا حق نواز شہیدؒ نے اس قانونی نقص اور پھر طریقہ کار کردگی کی پیچیدگیوں کی بناء پر عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کو مناسب نہ سمجھا' کیونکہ اس طرح کچھ حاصل ہونا نہ صرف محال اور تضیع اوقات تھا بلکہ ایک غلط قانون کو صحیح اور کافی سمجھنے کے مترادف تھا۔ بعد میں جب مولانا حق نواز شہید ہو چکے تو اس قانون میں اصلاح کی کوششیں کی گئیں۔

وفاقی شرعی عدالت نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اپنے ایک فیصلہ میں صدر پاکستان کو ہدایت کی کہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک اس قانون کی اصلاح کی جائے اور اس دفعہ میں ,,یا عمر قید'' کے الفاظ حذف کر کے توہین رسالت کی سزا صرف موت مقرر کر دی جائے اگر اس تاریخ تک حکومت نے اس قانون کی اصلاح نہ کی تو اس تاریخ کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم قرار پائیں گے اور صرف سزائے موت ملک کا قانون قرار پائے گا' لیکن حکومت نے اس تاریخ سے قبل اس قانون کی اصلاح نہیں کی' اس لئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے مطابق دفعہ ۲۹۵ سی میں ,,یا عمر قید'' کے الفاظ کالعدم قرار پائے اور قانون یہ بن گیا ہے کہ توہین رسالتؐ کے جرم کی سزا صرف موت ہے۔

ہمارے قانون ساز اداروں کو بعد از وقت خیال آیا کہ اس قانون کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اور دفعہ ۲۹۵ سی میں ,یا عمر قید'' کے الفاظ حذف کرنے چاہئیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے ۲ جون ۱۹۹۲ء کو متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو سزائے موت دی جائے۔ خبر کا متن حسب ذیل ہے:

,,اسلام آباد (نمائندہ جنگ) قومی اسمبلی نے منگل کے دن متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہین رسالت کے مرتکب کو پھانسی کی سزا دی جائے اور اس ضمن میں مجریہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ (ج) میں ترمیم کی جائے اور عمر قید کے لفظ حذف کر کے صرف پھانسی کا لفظ رہنے دیا جائے۔ یہ قرارداد آزاد رکن سردار محمد یوسف نے پیش کی اور کہا کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جائے جب کہ قانون میں عمر قید اور پھانسی کی سزا متعین کی گئی ہے۔ مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی نے بتایا کہ وزیر اعظم کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا تھا جس میں تمام مکتبہ فکر کے علماء نے شرکت کی تھی۔ اس اجلاس میں طے پایا تھا کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو کم تر سزا نہیں دینی چاہئے اس کی سزا موت ہونی چاہئے۔ وفاقی

وزیر پارلیمانی امور چوہدری امیر حسین نے کہا کہ حکومت اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتی حکومت اس ضمن میں پہلے بھی قانون سازی کی تیاری کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس ضمن میں ایک ترمیمی بل سینٹ میں پیش ہو چکا ہے''۔ (۳ جون ۱۹۹۲ء روزنامہ جنگ کراچی)

۸ جولائی ۱۹۹۲ء کو سینٹ نے توہین رسالتؐ کے مجرم کو سزائے موت کا ترمیمی بل منظور کیا:

,,اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) سینیٹ نے بدھ کو ایک بل کی منظوری دی جس کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی بے حرمتی کی سزا موت ہو گی۔ فوجداری قانون میں تیسری ترمیم کا بل وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلہ کی روشنی میں منظور کیا گیا ہے۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا تھا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی بے حرمتی پر عمر قید کی سزا اسلامی احکامات کے منافی ہے۔ یہ بل جو قومی اسمبلی پہلے ہی منظور کر چکی ہے' سینیٹ میں وزیر قانون چودھری عبدالغفور نے پیش کیا انہوں نے بل کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ قانون میں شاتم رسولؐ اور توہین رسالت کی سزا عمر قید یا سزائے موت ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی توہین کی سزا عمر قید کی بجائے سزائے موت تجویز کی گئی ہے کیونکہ عدالت کے خیال میں ایسے ملزم کو صرف سزائے موت ہی دی جانی چاہئے۔

سینیٹر راجہ ظفر الحق نے اس موقع پر کہا کہ قانون کے بارے میں اسٹینڈنگ کمیٹی نے تجویز کیا ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۹۵ کے تحت آنے والے جرم کی مزید تشریح کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ قائد ایوان محمد علی خان نے کہا کہ رسول اکرم کی حرمت اور شان رسالتؐ کے بارے میں دو آراء نہیں اس لئے اس بل کو مؤخر کرنے کا کوئی جواز نہیں اور اگر اس کی منظوری جلد نہ کی گئی تو یہ

بھی ایک جرم ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کا ملزم صرف سزائے موت کا ہی حق دار ہے۔ انہوں نے امام خمینی مرحوم کی بھی مثال دی انہوں نے شاتم رسول سلمان رشدی کیلئے سزائے موت کا اعلان کیا تھا اور ایران کی موجودہ حکومت نے ملعون رشدی کے بارے میں فیصلہ نہیں بدلا۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق' سینیٹر حافظ حسین احمد' میاں عالم علی لالیکا' سید اشتیاق اظہر نے بھی بل کی فوری منظوری پر زور دیا۔ سینیٹر راجہ ظفر الحق' عبدالرحیم' مندوخیل اور جام کرار الدین نے توہین رسالت کی تشریح کیلئے اسلامی نظریاتی کونسل سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ وزیر قانون نے یقین دلایا کہ اس بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل سے تشریح طلب کی جائے گی۔ ایوان نے متفقہ طور پر بل کی منظوری دے دی۔ ایوان نے کاپی رائٹ آرڈی نینس میں مزید ترمیم کے بل پر غور جمعرات تک موخر کر دیا۔ میاں عالم علی لالیکا' ڈاکٹر بشارت الٰہی' سید اقبال حیدر نے کہا کہ قانون سازی ایوان کے ذریعے ہونی چاہئے' اور آرڈی نینس کا اجراء نہیں ہونا چاہئے' ایوان کا اجلاس بعد میں جمعرات کی صبح ۱۰ بجے تک ملتوی ہو گیا"۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۹ جولائی ۱۹۹۲ء)

بعد کا اخباری ریکارڈ گواہ ہے کہ قومی اسمبلی سے اس قانون کو منظور ہوتے ہوئے کتنا وقت لگا' اور ایک اسلامی مملکت کے مسلمان ارباب اقتدار نے اس سے پہلوتہی کے لئے کیسی کیسی موشگافیاں نکالیں تاہم ایک وقت آیا کہ انہیں اپنے تجاہل عارفانہ' اور ضد و عناد سے دست بردار ہو کر اس قانون کو تسلیم کرنا پڑا' اور اب بحمد اللہ توہین رسولؐ پر سزائے موت کو بالاتفاق قانونی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔

باب نمبر 5

تختۂ دار کا سفر

مولانا حق نواز شہیدؒ کی جہد مسلسل کی بناء پر بحمد اللہ سپاہ صحابہؓ کی شاخیں ملک بھر میں پھیل گئیں اور جہاں جہاں آپ کی آوازِ حق پہنچی خمینی اور شیعیت کا نام گالی بن کر رہ گیا۔ نوجوان اُٹھ کھڑے ہوئے ایرانی انقلاب کی پاکستان میں درآمد کا خواب چکنا چور ہو کر رہ گیا...... تب ایران نے حتمی فیصلہ کر لیا کہ اپنے راستے میں حائل اس دیوار کو گرا دیا جائے۔ بقول مولانا محمد الیاس بالاکوٹی:۔

"۱۵ فروری ۱۹۹۰ء کو مولانا حق نواز شہیدؒ کو بیرون ملک سے ایک ذمہ دار عقیدت کیش کا فون آیا کہ آپ کو مع سفیرِ ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی اور بطلِ جلیل مولانا عبدالستار صاحب تونسوی کو آئندہ بیس سے پچیس فروری کے درمیان قتل کرنے کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہے اور اس منصوبے میں آپ کے ملک (پاکستان) کے علاوہ ایران اور دوبئی کے اعلیٰ سطح کے مدبروں نے حصہ لیا ہے۔ میری استدعا ہے آپ محتاط ہو جائیں۔ اس سے بھی قبل مولانا شہیدؒ کو ایک سرکاری افسر نے از راہِ ہمدردی و خیر خواہی اس طرف اشارہ دے دیا تھا۔ پھر آپ پر دو مرتبہ اس سے پہلے قاتلانہ حملہ ہو چکے تھے۔ مولانا نے اسی جمعہ کے خطاب میں اس سازش کا انکشاف کر دیا اور اس کے ساتھ بحوالہ خود جا کر مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مطلع کیا اور احتیاطی تدابیر بھی بتلائیں اسی طرح اپنے استاذ مکرم مولانا عبدالستار تونسوی کو بھی اطلاع بھیج دی تھی۔

مولانا نے اس سلسلے میں صدر مملکت جناب محمد اسحاق خاں کو بھی خط لکھا اور

بالوضاحت اس سازش کا ذکر کیا۔ مگر قضئی وقدر سب سے بڑی صداقت ہے اور وہ غیر مرئی' غیر مرضی' غیر شعوری اور غیر ارادی ہے۔ کون ہے یہاں دم مار سکے۔ زندگی موت کی امانت ہے۔ موت کا وقت و دن متعین ہے۔ ہم اس کے پابند ہیں وہ ہماری پابند نہیں۔

چنانچہ ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء کی شب تقریباً آٹھ بجے مولانا حق نواز کو عین ان کے گھر کے دروازے پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آج بھی اہل فکر و نظر کی ایک بڑی تعداد تسلیم کرتی ہے......اور آنے والا مورخ بھی اس سے آنکھیں چرا کر آگے نہیں بڑھ سکے گا کہ مولانا حق نواز کا قتل ان کے وجود میں درحقیقت امن و امان کا قتل تھا۔ حق و صداقت کو خون میں نہلا دیا گیا تھا......ان کے قتل کا جو رد عمل ہوا وہ آج تک جاری ہے' اور یوں لگتا ہے کہ جب تک کوئی بھی حکومت دشمنان اصحاب رسول کو قانون کے شکنجے میں جکڑ کر کیفر کردار تک نہیں پہنچاتی ' اور پاکستانی رشدی اپنے انجام کو نہیں پہنچتے' صحنِ چمن کی آتشِ سوزاں نہیں بجھ سکے گی۔

بعض باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ مولانا حق نوازؒ کے قتل کے روز خانہ فرہنگِ ایران کا ڈائریکٹر جنرل' شاتمِ رسولؐ صادق گنجی خفیہ دورے پر جھنگ پہنچا ہوا تھا اور اسی نے جھنگ کے بااثر شیعہ جاگیرداروں کی مشاورت اور کرائے کے چند شیعہ غنڈوں کے ذریعے مولانا حق نواز کو قتل کرایا۔

☆

مولانا حق نواز کی شہادت کی خبر نے جہاں دنیا بھر کے لاکھوں مسلمانوں کو از حد رنجیدہ اور ملول کیا' وہاں غازی حق نواز بھی دل مسوس کر رہ گیا۔ چند دن تک تو اس کی یہی کیفیت رہی' لیکن پھر وہ اچانک سنبھلا اور اپنے معمولات میں مگن ہو گیا۔ کچھ روز بعد وہ افغانستان چلا گیا'

جہاں وہ پہلے بھی کئی مرتبہ جہاد میں حصہ لے چکا تھا...... اب بھی ایک بار پھر وہ جہادی کارروائیوں میں سرگرم ہو گیا۔

☆

۱۹ دسمبر ۱۹۹۰ء کا دن غازی حق نواز کی زندگی کا اہم ترین اور یادگار دن تھا۔ جب وہ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت لاہور میں ایک اہم منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس کے ساتھ اس کے چند دوست اور بھی تھے۔ حق نواز نے ایک خصوصی مشن کی تکمیل کے بارے میں اپنے دوستوں سے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کرنے کے بعد نماز ادا کی' اور اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور الحاج وزاری سے دُعا کرتا رہا' پھر اس نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا' اس کے ساتھی تیار تھے۔ اس نے انہیں ایک متعین مقام پر پہنچنے کا اشارہ کیا اور خود ایک ساتھی کے ہمراہ موٹر سائیکل پر سوار ہوا...... یہ موٹر سائیکل بیچاری اپنی عمر گزار کر نحیف و کمزور ہو چکی ہے' کہیں یہ بے وفا ثابت نہ ہو' اس کے ساتھی نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا' اور ہمارے پاس کونسی ایسی چیز ہے جس پر مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہو' ہم تو بس اللہ کے سہارے پر چل رہے ہیں۔ وہی کارساز ہے' اور اسی کی طرف سے کامیابی کی امید ہے۔

☆

لاہور کے ایک مشہور ہوٹل فلیٹیز میں ایرانی سفیر صادق گنجی ناچ گانے کی ایک تقریب میں شریک تھا' جو کہ اس کے اعزاز میں الوداعی پارٹی کے طور پر منعقد کی گئی تھی۔ چونکہ اس کی مدت ملازمت مکمل ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی اس تعیناتی کے دوران پاکستان میں فرقہ واریت کا بیج بونے کے ساتھ ساتھ ,,اتحاد و یک جہتی'' نامی پمفلٹ شائع کر کے لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا تھا۔ مذکورہ پمفلٹ کے صفحہ نمبر ۱۵ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام کی شان میں توہین آمیز کلمات لکھے تھے۔' اور آج پاکستان کے چند ضمیر فروش لوگوں نے اسے تقریب کا دولہا بنا کر بٹھایا ہوا تھا...... اگر اس نے بانیءِ پاکستان کی توہین کی ہوتی تو یقیناً اسے بے عزت کر

کے ملک سے نکال دیا گیا ہوتا......لیکن افسوس صد افسوس!!

جمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

بہر حال......! تقریب ختم ہو چکی تھی۔لوگ جا رہے تھے' صادق گنجی ہوٹل کے دروازے سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک موٹر سائیکل سوار نوجوانوں میں سے ایک نے اپنے جسم پر اوڑھی چادر میں سے کلاشنکوف نکالی' اور شاتم رسول صادق گنجی کو گولیوں کی باڑھ پر رکھ لیا۔ چند ہی لمحوں میں کئی گولیاں اس کے ملعون وجود سے آر پار ہو گئیں اور وہ گر کر خاک و خون میں لت پت ہو گیا۔ نوجوان واپس مڑ کر اطمینان سے موٹر سائیکل پر بیٹھا اور موٹر سائیکل لاہور کی سڑکوں پر فراٹے بھرنے لگی۔لیکن چلتے چلتے اچانک ایک دھچکا سا لگا' اور موٹر سائیکل بے قابو ہو کر گر گئی۔ اس کی چین ٹوٹ چکی تھی' جیسے ہی موٹر سائیکل بے قابو ہو کر گری' نوجوان بھی گرے اور اچانک ہی ٹریگر پر ہاتھ پڑ جانے کی وجہ سے فائر کھل گیا۔ سنسناتی ہوئی گولیاں دونوں نوجوانوں کے چہروں کے مختلف حصوں کو چھوتی ہوئی گزر گئیں۔ حق نواز کی آنکھ اور اس کے دوست محمد ریاض کا چہرہ بری طرح مجروح ہوئے۔ اتنے میں پولیس آ پہنچی' اور اس نے آ کر نوجوانوں کو سنبھالا دیا' نوجوان شدید مجروح ہونے کے باوجود ہوش و حواس میں تھے۔ ان کے ہاں موجود کلاشنکوف کے بارے میں پولیس کے سپاہیوں نے دریافت کیا تو انہیں جو جواب ملا وہ حیران کن تھا۔ نوجوانوں نے بتایا کہ وہ ایرانی سفارتکار صادق گنجی کو قتل کر کے آ رہے ہیں'' اس پر انہیں گرفتار کر لیا گیا اور اگلے چند روز بعد وہ کوٹ لکھپت جیل میں تھے۔ جہاں انہیں زخمی ہونے کی بناء پر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

صادق گنجی اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا' اس کے قتل کی ایف آئی آر درج کراتے وقت مدعیان نے اصرار کیا کہ اس قتل میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف اور ممبر قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی (نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ پاکستان) کو نامزد ملزمان کی حیثیت سے لکھا جائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک دوسری ایف آئی آر پولیس کی طرف سے درج کرائی گئی جس میں غازی حق نواز' محمد ریاض بسرا' وسیم' محمد عارف' محمد اسلم' محمد حسین کاکا' ذکی اللہ اور محمد حنیف کو نامزد کیا گیا۔ ادھر ایران کے نائب وزیر خارجہ فوری طور پر ایران سے لاہور پہنچے' انہوں نے آتے ہی سپاہ صحابہ پر پابندی کا مطالبہ نیز سپاہ صحابہ کو قتل میں ملوث کرنے پر اصرار کیا۔ بصورتِ دیگر ایران کے ساتھ پاکستان کے تعلقات خراب ہونے کی دھمکی دی۔ ایرانی حکومت کے بھرپور دباؤ کے بعد لاہور پولیس نے حیرت انگیز صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھ نوجوانوں کو گرفتار کر کے پندرہ دنوں کے اندر چالان مکمل کر کے خصوصی عدالت کے سپرد کر دیا۔ اب عدالت کی پھرتیاں ملاحظہ فرمایئے کہ ۱۳ مارچ کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج جناب محمد اسلم شامی صاحب کوٹ لکھپت جیل پہنچے' انہوں نے وہاں عدالت لگائی' پہلی دفعہ اصل ملزم غازی حق نواز کو لایا گیا۔ جس نے آتے ہی اقرار کیا کہ میں نے بقائمی ہوش و حواس ایرانی سفارت کار مسٹر صادق گنجی کو قتل کیا ہے' بوجہ اس کے کہ گنجی مذکور نے توہینِ رسالت ؐ پر مشتمل کتابچہ چھاپ کر پھیلایا تھا۔

ملزم کے اس اقرار جرم کے نتیجہ میں اسلم شامی صاحب نے اسی وقت حق نواز کو دو مرتبہ سزائے موت' بمع سات سال قید بامشقت باقی موجود ملزمان' وسیم' محمد عارف' محمد اسلم' محمد حسین کاکا' ذکی اللہ' محمد حنیف اور دیگر دو مفرورین کو بیس بیس ہزار روپے جرمانہ اور عمر قید کی سزا کا حکم سنا دیا۔

غازی حق نواز کے ورثاء کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ جو نو سال تک زیر سماعت رہی' اور بالآخر سزائے موت کا فیصلہ برقرار رہا۔ جبکہ شریک ملزمان کو بری کر دیا گیا۔ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے بعد سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ دسمبر ۱۹۹۹ء میں سپریم کورٹ نے بھی سزا برقرار رکھنے کا فیصلہ سنایا۔ یاد رہے کہ اس دوران تمام عدالتی عمل میں کوئی ایک بھی مقام ایسا نہیں آیا جہاں حق نواز کے کسی عمل سے سزائے موت کا خوف جھلکتا ہو۔ بلکہ ہر مقام پر اس کی زبان سے یہ جملہ سنائی دیا کہ بندہ نے صادق گنجی کو توہین رسالت ؐ کے جرم میں قتل کیا ہے۔ دسمبر

۱۹۹۹ء میں جب سپریم کورٹ نے سابقہ عدالتوں کا فیصلہ برقرار رکھا' تب غازی حق نواز نے میانوالی جیل سے ایک خط سپاہ صحابہ کے ترجمان ماہنامہ ,,خلافت راشدہ'' فیصل آباد میں اشاعت کے لئے بھیجا' اس کا متن ملاحظہ ہو۔

.......☆.......

واجب الاحترام' ایڈیٹر صاحب' قارئین ماہنامہ خلافت راشدہ' پیارے قائدین و کارکنان سپاہ صحابہ! السلام علیکم!

خیریت کا طالب الحمدللہ بخیریت ہے۔

عرض خدمت ہے کہ بندہ سنٹرل جیل میانوالی سے جناب کی بزم میں بذریعہ قلم حاضر ہوا ہے! آپ کو روزہ' تراویح کی مبارکباد قبول ہو جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ سپریم کورٹ سے میری سزا بحال رہی ہے لیکن جو خدا تعالیٰ کو منظور تھا وہی ہوا۔ ہر انسان کا جو مقدر اور نصیب ہو' وہ مل کر رہتا ہے' پھر میرا ضمیر مطمئن ہے۔ مذکورہ سزا کے باوجود اب بھی دین کی برکت اور آپ کی دعاؤں کی بدولت پر عزم اور حوصلہ مند ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ میں جیل میں ذات کے بجائے رب تعالیٰ کی رضا اور اس کے پیارے محبوب' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام' اہل بیت عظام' اولیائے کرام کی عظمت کی خاطر آیا ہوں۔ اسی لئے مجھے پریشانی اور فکر کی کوئی بات نہیں' کیونکہ ہم حق پر ہیں۔ لیکن رب تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی اور توبہ کا طلب گار ہوں' انشاءاللہ فتح بالآخر حق کی ہوگی۔ اسلام اور صحابہ دشمن ضرور شکست سے دوچار ہوں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ شہید جھنگویؒ کے عالمگیر اسلامی و علمی افکار اور مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ' قائد اہل سنت' مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمان فاروقی شہیدؒ' مولانا شعیب ندیم شہیدؒ کے انداز خطابت کا...... کفار کے ایوانوں میں لرزہ پیدا کرنے کا' ہماری ایمانی غیرت' جذبہ' جرات و صداقت کا میدان میں مقابلہ کرنے کی بجائے بھاگ چکے ہیں۔ وہ صرف ایرانی تخت پر بیٹھ کر حکومتی اور سفارتی ذرائع سے سازشوں میں مصروف ہیں۔ ہمارے نام نہاد حکمران ان سے متاثر اور ملک میں ان کی

سرمایہ کاری کے لالچ و خارجہ اور سفارتی تعلقات کو برقرار رکھنے میں دباؤ سے دو چار ہیں۔ جو فتنہ رافضیت کے حوصلوں، نظریات اور وطن عزیز میں مزید مداخلت کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔ دراصل ہمارے حکمرانوں کی یہ سوچ اور عمل اسلام اور حب الوطنی کے خلاف عمل ہے۔ جس سے وطن عزیز کو ایرانی کالونی کی چھاپ لگائے جانے کا تاثر ابھرتا ہے کہ یہاں ان کی مرضی کے مطابق فیصلے رائج اور بات پر عمل ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ جماعت کے اسلامی موقف، سینکڑوں علماء، نوجوانوں کی شہادتیں اور اسیروں کی قربانیوں کے ثمرات ضرور ملت اسلامیہ کے اندر شعور، بیداری، خودداری اور غیرت کا باعث ضرور بنے گی۔ اگر اس راہ میں میری موت آ ہی گئی، اس پر ملت اسلامیہ، شہید جھنگوی کی اسلامی تحریک و جماعت اور میرے خاندان نیز میرے لئے باعث شہادت اور فخر والی بات ہوگی، کیونکہ ہماری جدوجہد کا ماحصل صرف اور صرف اللہ کی زمین پر اس کے اعلیٰ اور مقدس قانون کا نفاذ کرانا اور جنت میں مقام حاصل کرنا ہے۔ انشاء اللہ غازی علم الدین شہید کی پیروی کرتے ہوئے بندہ، سیاہ کار، ضرور تاریخ رقم کرے گا۔ آپ میری بہتری، سلامتی، اور مغفرت کے لئے دعائیں ضرور کریں اور سپاہ صحابہ کے نوجوان اسلامی معرفت کے فروغ اور دنیا میں عام کرنے کے جذبے پر عمل پیرا رہیں۔ باقی بندہ آپ کی محبتوں اور دعاؤں کا تہہ دل سے مشکور ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو پھر خط لکھوں گا۔ ورنہ آپ اسی کو میرا آخری خط سمجھیں۔ آخر میں ایک بار پھر جماعت کے ہر ایک ساتھی، شہید جھنگوی، شہید فاروقی اور دیگر تمام شہداء کے بچوں کو سلام اور پیار!!! اللہ حافظ!!

والسلام .... طالب دعا!

شیخ حق نواز جھنگوی، خادم سنی قوم

نعرہ نعرہ سنی ...... جیوے جیوے سنی

(بشکریہ۔ ماہنامہ خلافت راشدہ۔ فروری ۲۰۰۰ء)

......☆......

سپریم کورٹ نے بھی سزا بحال رکھی تو ورثاء نے صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ کی خدمت میں معافی کی اپیل کی لیکن وہاں بھی شنوائی نہ ہوئی اور جنوری ۲۰۰۱ء میں غازی موصوف کے بلیک وارنٹ (پھانسی آرڈر) جاری کر دیئے گئے۔ جونہی یہ خبر آئی غازی کے ورثاء اور سپاہ صحابہ کے صدر مولانا محمد اعظم طارق پھانسی رکوانے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ ۲۴ جنوری کو پھانسی دی جانی تھی۔

روزنامہ پاکستان لاہور نے ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء بروز پیر کو یہ خبر جاری کی:۔

,,لاہور (اے این این) صادق گنجی قتل کیس میں سزا یافتہ شیخ حق نواز کیلئے سزائے موت کے اعلان کے بعد پیدا شدہ صورت حال کے تناظر میں سپاہ صحابہ کے صدر مولانا اعظم طارق اور حساس اداروں کے سربراہوں کے درمیان طویل ملاقات ہوئی۔ حساس اداروں نے تازہ ترین حالات کی روشنی میں سپاہ صحابہ، تحریک جعفریہ اور ایران کی سفارتی شخصیات سے رابطے کئے ہیں۔ سرکاری ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ اتوار کے روز مولانا اعظم طارق کے ساتھ حساس اداروں کے سربراہوں کی ملاقات میں کافی پیش رفت ہوئی ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ ایک دو روز میں معاملات کے بارے میں حتمی نتیجہ سامنے آ جائے گا۔ واضح رہے کہ سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز کو عدالتی فیصلہ کے مطابق ۲۴ جنوری کو پھانسی دی جانی ہے۔

اسی روز کے اخبارات نے این این آئی کے حوالے سے لشکر جھنگوی کے سالار ریاض بسرا کا بیان شائع کیا، متن ملاحظہ ہو:۔

کراچی (این این آئی) لشکر جھنگوی پاکستان کے سالار اعلیٰ ریاض بسرا اور نائب سالار محمد اکرم لاہوری نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ وہ شیخ حق نواز کی سزائے موت پر عمل درآمد روک دے، عمل درآمد کی صورت میں ملک خانہ جنگی کی نذر ہو جائے گا۔ اتوار کے روز این این آئی کراچی کے دفتر میں لشکر جھنگوی کے لیٹر پیڈ پر بھیجے گئے

اپنے ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران سابقہ حکمرانوں کے انجام سے سبق حاصل کریں نواز شریف دور حکومت میں ہمارے ۴۰ نوجوانوں کو شہید کر کے بھی حق کا راستہ نہ روکا جا سکا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے خلاف جو بھی انتقامی کارروائی کرے گا' اس کا انجام شریف خاندان جیسا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کے نااہل مشیروں کی فوج ظفر موج سزاؤں پر عملدرآمد کا مشورہ دے کر فوجی حکومت کیلئے مشکلات پیدا کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف ایک قومی مجرم تھا اس کی سب خطائیں معاف کر کے سعودی عرب بھیجا جا سکتا ہے تو شیخ حق نواز کو کیوں معاف نہیں کیا جا سکتا؟۔

مولانا اعظم طارق کے حوالے سے جو خبر گذشتہ صفحہ پر پیش کی گئی' اس کے نتیجے میں سپریم کورٹ نے ایک ماہ کے لئے سزائے موت ملتوی کرنے کے احکامات جاری کئے۔ اخباری اطلاعات ملاحظہ ہوں:۔

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی۔ اپ پ) خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائریکٹر آقائے صادق گنجی کے مقدمہ قتل میں ملزم حق نواز کو سزائے موت پر عملدرآمد کم از کم ایک ماہ کے لئے ملتوی ہو گیا ہے۔ سپریم کورٹ کے مسٹر جسٹس بشیر جہانگیری نے گذشتہ روز اپنے چیمبر میں حق نواز کی جانب سے دائر کردہ درخواست کی سماعت کے بعد اٹارنی جنرل' ایڈووکیٹ جنرل پنجاب' ہوم سیکرٹری پنجاب' آئی جی جیل خانہ جات اور وزارت داخلہ کے سیکشن افسر کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔ فاضل جج نے سپریم ورٹ آفس کو ہدایت کی ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر مقدمہ کی تاریخ کا تعین کرے۔ اگرچہ فاضل جج نے ملزم حق نواز کو سزائے موت دیئے جانے کی معطلی کے متعلق کوئی خصوصی حکم جاری نہیں کیا۔ تاہم قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ سرکاری حکام کو نوٹس جاری کا مطلب یہ ہے کہ سزائے موت پر عملدرآمد نہیں ہو گا۔ واضح رہے کہ حق نواز کے

لئے بلیک وارنٹ جاری ہو چکے تھے اور اسے ۲۲ جنوری کو پھانسی دی جانی تھی۔ صادق گنجی کو ۱۹ دسمبر ۱۹۹۰ء کو لاہور میں قتل کر دیا گیا تھا۔ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے ۱۳ مارچ ۱۹۹۱ء کو حق نواز کو سزائے موت دینے اور پانچ شریک ملزموں کو عمر قید کی سزا کا حکم سنایا تھا۔ لاہور ہائیکورٹ نے ۹ سال تک سماعت کے بعد حق نواز کو سزائے موت دینے کا فیصلہ برقرار رکھا۔ جب کہ شریک ملزمان کو بری کرنے کا حکم دیا تھا۔ دسمبر ۹۹ء میں سپریم کورٹ نے بھی ہائیکورٹ کا فیصلہ برقرار رکھنے کا حکم جاری کیا تھا۔ پیر کو عدالت عظمیٰ کے سینئر جج جسٹس محمد بشیر جہانگیری نے سزائے موت پر عمل درآمد روکنے کا حکم اپنے چیمبر میں حق نواز جھنگوی کی اپیل پر سرسری سماعت کے بعد جاری کیا۔ حق نواز کی جانب سے ان کے وکیل رشید مرتضیٰ قریشی، جسٹس محمد بشیر جہانگیری کے چیمبر میں پیش ہوئے اور اپنے دلائل میں کہا کہ آئین جب بحال ہو تو جج صاحبان کا قتل کے ملزمان کی نظر ثانی کے فیصلے پر دوبارہ نظر ثانی کی اپیل نہ سننے کا اختیار بحال ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ صورتحال میں آئین معطل ہے اور جج صاحبان نے عبوری آئینی حکم (پی سی او) کے تحت حلف اٹھا رکھا ہے۔ لہٰذا اب جج صاحبان کا نظر ثانی کے فیصلہ پر نظر ثانی کا اختیار بھی معطل ہو گیا ہے۔ رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ نے اپنے دلائل میں فاضل جج کو ان کے ساتھی جج جسٹس شیخ ریاض کا ۱۴ روز قبل کا ایک حکم نامہ بھی دکھایا۔ جس کے بارے میں بتایا گیا کہ اس قانونی نکتہ پر جسٹس شیخ ریاض نے ملزم کو ایک ماہ کا حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے متعلقہ مقدمہ میں عمل درآمد کو روک دیا تھا۔ جسٹس بشیر جہانگیری نے اس قانونی نکتہ پر حق نواز جھنگوی کی سزائے موت پر عمل درآمد کو روکنے کا حکم دیتے ہوئے اٹارنی جنرل عزیز اے منشی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مقبول الٰہی ملک اور آئی جی جیل خانہ جات کو جواب کے لئے طلب کر لیا ہے۔ ملزم حق نواز جھنگوی کے وکیل کا یہ بھی استدلال ہے کہ حق نواز جھنگوی کے خلاف ایف۔ آئی۔

آر میں قتل کی وجہ عناد نہیں ہے۔ ماتحت عدالت اور نہ اعلیٰ عدالتوں میں اس پر بحث ہوئی۔ آن لائن کے مطابق سپریم کورٹ نے سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز کے خلاف پاکستان اور ایران کے تعلقات کو نقصان پہنچانے کے الزام میں درج کیس ری اوپن کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حق نواز نے اپنے وکیل رشید مرتضیٰ کے ذریعے عدالت عظمیٰ میں موقف اختیار کیا ہے کہ اس کے خلاف ایف آئی آر میں پاکستان اور ایران کے تعلقات کو نقصان پہنچانے کا الزام عائد کیا گیا مگر اس الزام کی تاحال کسی عدالت میں سماعت نہیں ہوئی لہٰذا اس الزام کا عدالت فیصلہ کرے۔ جسٹس بشیر جہانگیری نے اپنے چیمبر میں درخواست کی سماعت کرتے ہوئے متذکرہ الزام کو ری اوپن کرنے کا فیصلہ کیا اگرچہ فاضل سینئر جج نے پھانسی کی سزا پر عملدرآمد روکنے کا واضح فیصلہ نہیں کیا تاہم قانونی حلقے ایف آئی آر میں درج نہ سے جانے والے الزام کی سماعت کے حکم کو فنی طور پر پھانسی کی سزا پر عملدرآمد روکنے سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ سپاہ صحابہ نے ایک پریس ریلیز میں دعویٰ کیا ہے کہ عدالتی فیصلے سے حق نواز کی سزائے موت ٹل گئی ہے اس لئے سپاہ صحابہ نے احتجاج کی کال واپس لے لی ہے۔ حق نواز کو چوبیس جنوری کو سزائے موت دی جانی طے ہوئی تھی۔ سپاہ صحابہ کی طرف سے رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کے ایک رکنی بنچ کے سامنے پیش ہوئے جس پر سپریم کورٹ کے فاضل جج نے ایک ماہ تک حق نواز جھنگوی کی سزائے موت معطل کرنے کا حکم صادر کیا۔ کارکنوں کو خوشخبری سنائی کہ حق نواز جھنگوی کی سزائے موت کا حکم معطل ہو گیا ہے تو وہاں پر موجود سپاہ صحابہ پنجاب کے نائب امیر اور سپاہ صحابہ اسلام آباد کے صدر مولانا میاں محمد نقشبندی، جنرل سیکرٹری حافظ نصیر احمد اور دیگر کارکنوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ عدالتی فیصلے کی چاروں صوبائی ہیڈ کوارٹروں کو اطلاع دی گئی۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی صدر مولانا محمد اعظم طارق نے اس اطلاع کے موصول ہونے کے بعد آج

(منگل کو) احتجاجی ریلی کی کال واپس لے لی ہے۔ اے این این کے مطابق سپریم کورٹ نے شیخ حق نواز جھنگوی کی پھانسی کا فیصلہ موخر کرنے کی اطلاع تمام سرکاری اداروں کو فیکس کر دی ہے اور پھانسی کا فیصلہ معطل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ (روزنامہ پاکستان لاہور۔ ۲۳ جنوری ۲۰۰۱ء بروز منگل)

فیصل آباد (بیورو رپورٹ) حق نواز کی سزائے موت کے خلاف حکم امتناعی پر گذشتہ روز سپاہ صحابہ کے رہنماؤں اور کارکنوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مولانا اعظم طارق کو اس سلسلے میں گزشتہ روز ان کے موبائل فون پر مبارکباد کے درجنوں فون آئے۔ علماء کونسل کے اجلاس میں شرکت کے بعد کھانے کے دوران مولانا اعظم طارق کا موبائل فون بار بار بجتا رہا۔

لاہور (نامہ نگار خصوصی) ایرانی سفارتکار صادق گنجی قتل کیس میں ملوث شیخ حق نواز جھنگوی کی پھانسی سے متعلق درخواست میں سپریم کورٹ کی طرف سے اٹارنی جنرل ایڈووکیٹ جنرل اور حکومت پنجاب کو نوٹس جاری ہونے کے بعد حکومت پنجاب اس سلسلہ میں مخمصہ کا شکار ہوگئی ہے کہ اسے ۲۴ جنوری کو پھانسی دی جائے یا اس پر عملدرآمد موخر کر دیا جائے۔ ذمہ دار ذرائع کے مطابق اس سلسلہ میں رات گئے تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مقبول الہٰی ملک سے اس ضمن میں رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے کہا مجھے جو حکم پڑھ کر سنایا گیا ہے اس میں پھانسی روکنے کی ہدایت نہیں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا حق نواز کو پھانسی دینے کے بلیک وارنٹ پر عمل درآمد موخر کرنے کے بارے میں منگل کی صبح ۱۰ بجے تک میں کچھ بتا سکوں گا۔ ابھی میں اس پر کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا میرے علم کے مطابق سپریم کورٹ نے مدعا علیہان کو ۱۹ فروری کے لئے نوٹس جاری کئے ہیں' پھانسی کا عمل نہیں روکا۔

حق نواز کی سزائے موت روکنے کے لئے کوئی حکم جاری نہیں کیا۔ سپریم کورٹ

اسلام آباد (پ ر) سپریم کورٹ نے ڈائریکٹر خانہ فرہنگ لاہور آقائے صادق گنجی کے قتل میں سزا یافتہ مجرم حق نواز کی سزائے موت ملتوی کرنے کی خبر کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔ سپریم کورٹ کے رجسٹرار ایم اے فاروقی کی جانب سے جاری کیے گئے ایک پریس ریلیز کے مطابق مجرم حق نواز نے نظر ثانی کی ایک درخواست مسترد ہو جانے پر دوسری درخواست دائر کی تھی جو رجسٹرار نے واپس کر دی اور عدالتی ضابطے کے مطابق دوسری درخواست منظور نہیں ہوئی۔ رجسٹرار کے اس فیصلے کے خلاف مجرم کی ایک متفرق اپیل پر جسٹس محمد شبیر جہانگیر نے اس درخواست کی سماعت ایک ماہ کے اندر کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب کہ جسٹس جہانگیر نے مجرم کی سزائے موت روکنے کے لئے رکوائی ,, سٹے آرڈر ,, نہیں دیا۔ (روزنامہ پاکستان لاہور۔ ۲۴ جنوری ۲۰۰۱ء)

میانوالی (آن لائن) خانہ فرہنگ ایران لاہور میں فائرنگ کیس کے حوالے سے میانوالی جیل میں سزائے موت کے منتظر سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز کو تختہ دار پر (آج) بدھ کی علی الصبح لٹکائے جانے کے حکم پر عملدرآمد روک دیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ کے احکامات کے بعد پنجاب کے محکمہ داخلہ کی طرف سے میانوالی جیل کے سپرنٹنڈنٹ کو جاری حکم کے مطابق حق نواز کو سزائے موت پر عملدرآمد تا حکم ثانی معطل کر دیا گیا۔ میانوالی جیل میں ڈیوٹی آفیسر نے منگل کی شب آن لائن کو بتایا کہ پنجاب کے محکمہ داخلہ کی طرف سے ہدایات مل چکی ہیں۔

کراچی (این این آئی) ایرانی حکومت کی اہم شخصیت اور سپاہ صحابہ کے درمیان کامیاب مذاکرات میں صادق گنجی قتل کیس میں سزائے موت پانے والے شیخ حق نواز جھنگوی کی پھانسی ایک ماہ کے لئے موخر کرانے کی ایرانی حکام نے یقین دہانی کر

ادی ہے۔ معتبر ذرائع کے مطابق پیر کو سپاہ صحابہ کراچی ڈویژن کے رہنما اور مرکزی سپریم کونسل کے رابطہ سیکرٹری طارق محمود مدنی ہنگامی طور پر فیصل آباد سے کراچی پہنچے۔ جہاں کلفٹن کے ایک فلیٹ میں ان کے ایران کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے طویل مذکرات ہوئے اور ایرانی عہدیدار نے سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات کو یقین دلایا کہ حق نواز کی پھانسی کی سزا ایک ماہ کیلئے موخر کرائیں گے۔ مذاکرات کے دوران طارق محمود نے ایرانی شخصیت کو یقین دلایا کہ شیعہ اور سپاہ صحابہ کے رہنماؤں کے قتل میں ایک تیسرا فریق ہے جس کے سپاہ صحابہ کے پاس ثبوت موجود ہیں۔ طارق مدنی نے کہا کہ حال ہی میں نارتھ ناظم آباد میں دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہونیوالے آغا سلطانی کے قتل میں سپاہ صحابہ کا کوئی کردار نہیں ہے۔ فریقوں نے اس بات پر بھی اتفاق کیا کہ پھانسی کی سزا میں ایک ماہ کی توسیع سے ملنے والے وقت میں ایرانی حکومت حق نواز کی سزا مکمل طور پر معاف کردے گی۔ مذکورہ مذاکرات میں ایران کی جانب سے پاکستان میں ایرانی سفیر سراج موسوی جبکہ سپاہ صحابہ کی طرف سے سپاہ صحابہ کے چیئرمین مولانا زاہد القاسمی' مولانا اعظم طارق اور طارق محمود مدنی شریک ہوں گے۔ اطلاعات کے مطابق ایرانی حکومت نے بھی مذکورہ مذاکرات کے نتیجے میں ہونے والے فیصلے کی منظوری دے دی ہے۔ اطلاعات کے مطابق مذکورہ سزا پر عملدرآمد ہونے سے ایک تیسرے فریق نے ملک میں وسیع پیمانے پر دہشت گردی کا منصوبہ بنالیا تھا"۔

مذکورہ خبر کراچی سے این این آئی کے حوالے سے ملک کے اکثر قومی اخبارات میں شائع ہوئی' لیکن مولانا محمد اعظم طارق صدر سپاہ صحابہ نے اسے غلط قرار دیتے ہوئے یہ واضح کیا کہ کسی ایرانی سفیر یا نمائندے سے سپاہ صحابہ کے کسی ذمہ دار کی کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ حق نواز کی پھانسی محض عدالتی اقدامات کی بناء پر ملتوی ہوئی ہے...... مولانا کا بیان ملاحظہ ہو:۔

حق نواز کی پھانسی صرف اور صرف عدالتی رٹ کے نتیجے میں رکی۔ اعظم طارق

لاہور (لیڈی رپورٹر + آن لائن + ایم ایل آئی) سپاہ صحابہ کا کوئی عہدیدار یا کارکن کسی شیعہ لیڈر یا ایرانی حکومت کے کسی بڑے یا چھوٹے اہلکار سے نہیں ملا ہے اور نہ ہی تا حال کسی قسم کے کوئی براہ راست مذاکرات ہوئے ہیں۔ ایسی خبریں صرف سپاہ صحابہ کو بدنام کرنے کے لئے جاری کی گئی ہیں۔ غازی حق نواز کی سزائے موت کی معطلی کا عمل صرف اور صرف ہماری سپریم کورٹ میں دائر کردہ رٹ کا نتیجہ ہے اور خالصتاً عدالتی اور قانونی چارہ جوئی کے باعث سزا پر عملدرآمد کیا گیا ہے۔ یہ بات سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر مولانا اعظم طارق نے منگل کے روز پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی بعض شخصیات نے اگر ایرانی حکومت یا کسی ملکی لیڈر سے بات چیت کی ہے تو ہم نیک نیتی، خلوص اور ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ پر مبنی ایسی کوششوں کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ایسی کوششیں آئندہ بھی جاری رہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے کسی مخالف کو پھانسی نہ دی جائے۔ کیونکہ پھانسی کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ غازی حق نواز کو پھانسی دینے کے خلاف سپاہ صحابہ کا گورنر ہاؤس کے سامنے مظاہرہ عدالت عالیہ کے فیصلہ کے خلاف نہیں تھا بلکہ حکومت سے مطالبہ تھا کہ وہ ملک کو انارکی اور فسادات سے بچائے اور اگر پھانسی کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ رکنے والا عمل نہ ہوگا۔ جس کے باعث ملک میں کشیدگی بڑھے گی۔ انہوں نے کہا کہ علماء کونسل کا گزشتہ روز فیصل آباد میں سپاہ صحابہ کی میزبانی میں ہونے والا اجلاس اس بات کی دلیل ہے کہ ملک کی نامور سیاسی، مذہبی و جہادی قوتیں سپاہ صحابہ کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ علماء کونسل میں طالبان کی حمایت اور امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ

کا جو اعلان کیا گیا ہے اس کے دور میں اثرات مرتب ہوں گے۔ اور ۲۳ جنوری کے امریکہ کے خلاف مظاہروں کو کامیاب بنایا جائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ قتل و غارت گری کسی مسئلے کا حل نہیں بلکہ آپس میں مذاکرات کے ذریعے مسائل حل کئے جانے چاہئیں۔ مولانا اعظم طارق نے کہا کہ جو عناصر قتل و غارت گری کی شروعات میں شامل ہیں ان کا خاتمہ کیا جائے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مجھ پر بم چلانے والا محرم علی تھا مگر میں نے جیل سے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اس کو پھانسی نہ دی جائے۔ کیونکہ اسلام میں جہاں قصاص کا قانون ہے وہاں دیت کا قانون بھی موجود ہے۔ حق نواز کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ لشکر جھنگوی ۱۹۹۶ء میں وجود میں آئی جبکہ حق نواز ۱۹۹۱ء میں سپاہ صحابہ کے کارکن کی حیثیت سے جیل میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم عدالت کے کام میں مداخلت نہیں کرتے۔ اگر دونوں مخالف فریق آپس میں مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کو حل کرنا چاہیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ۲۶ جنوری کو اسلام آباد میں بعد نماز جمعہ طالبان کی حمایت میں ایک بڑے مظاہرے کی قیادت کریں گے اور اس موقع پر ایک اہم اعلان بھی کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو پولیس مقابلے میں ہلاک کرنے کے پیچھے سابق وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کا ہاتھ ہے۔ اس بات کا ثبوت پولیس افسران نے تفتیش کے دوران دے دیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہمارے کسی مخالف کو بھی پھانسی نہ دی جائے کیونکہ پھانسی کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

لاہور (سٹاف رپورٹر) سپریم کورٹ کی طرف سے حق نواز کی سزائے موت پر عملدرآمد رو کے جانے کے بعد سپاہ صحابہ نے آج گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کرنے کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔ سپاہ صحابہ کے ذرائع نے کہا ہے کہ اگر دوبارہ

ضرورت پڑی تو اس قسم کا احتجاجی مظاہرہ انتہائی مختصر نوٹس پر کیا جا سکے گا۔ یاد رہے سپاہ صحابہ نے آج صوبے بھر سے اپنے کارکنوں کو لاہور پہنچنے کی ہدایت کی تھی۔ فیصل آباد سے بیورو کے مطابق سپاہ صحابہ کے رہنما مولانا اعظم طارق نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ نے یہ حکم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جاری کیا ہے۔ کیونکہ حق نواز دل کے مریض ہیں۔ ان کی نظر کمزور ہے اور ان کا علاج کیا جانا ضروری ہے۔ گذشتہ روز اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے قانون کے مطابق کسی گستاخ رسول کے قاتل کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ مذکورہ کیس میں مقتول نے ایک کتاب میں شان رسول میں گستاخی کی تھی۔ حکومت اس کیس میں کوئی درمیانی راستہ ضرور نکالے۔ سپاہ صحابہ کا قتل وغارت گری سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عدالت کے فیصلہ سے ملک میں بے چینی اور بدامنی کی کیفیت کا خاتمہ ہوگا۔ اب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کے لئے حکومت ایران کے نمائندوں' تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ سمیت دیگر جماعتوں کے نمائندوں کا ایک باضابطہ فوری اجلاس طلب کرے تاکہ ملک میں مستقل بنیادوں پر امن قائم ہو سکے۔ علاوہ ازیں سپاہ صحابہ کے مرکزی قائدین ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں' مولانا مجیب الرحمان انقلابی' مولانا عبدالغنی' مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی' مولانا خلیفہ عبدالقیوم اور مولانا محمد احمد لدھیانوی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں شیخ حق نواز کی پھانسی کو روک کر دوبارہ سماعت کے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔

اس موقع پر تحریک جعفریہ کے لیڈروں کو اس عدالتی فیصلہ سے جو تکلیف پہنچی' ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

سیالکوٹ (این این آئی) تحریک جعفریہ کے مرکزی سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے کہا ہے کہ حکومت بدامنی دہشت گردی اور خون خرابہ پر قابو پانے میں مکمل

طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ اسی وجہ سے آج وطن عزیز بیرونی دنیا میں اکیلا ہوتا جا رہا ہے۔ حکومت کسی دہشت گردی کی گیدڑ بھبھکیوں میں نہ آئے اور ایرانی قونصلر کے قاتل کو دی گئی سزا پر جلد عمل درآمد کروائے۔ وہ سیالکوٹ سے آئے ہوئے انیس رکنی وفد سے بات چیت کر رہے تھے۔ ساجد نقوی نے کہا کہ وزیر داخلہ بیانات دینے کی بجائے عملی کام کر کے دکھائیں۔ انہوں نے کہا کہ کراچی میں جید عالم دین کا قتل کھلی دہشت گردی ہے۔ حکومت افغان عوام کا پاکستان میں داخلہ روکے۔ طالبان لوگوں کو تربیت دے کر پاکستان میں بھیج رہے ہیں۔ اب حکومت کو روایتی بے حسی چھوڑنی ہو گی۔ آج دو ٹکے کا دہشت گرد معمولی بیان بازی سے حکومت کو بلیک میل کرتا رہتا ہے۔

کراچی (آن لائن) تحریک جعفریہ پاکستان سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے کہا ہے کہ جس انداز سے کھلے عام دہشت گردی کے ذریعہ اعلیٰ عدالتوں کے طے شدہ فیصلوں کو ایک گروہ اپنے حق میں تبدیل کروا رہا ہے وہ صرف ہمارے اور متاثرہ طبقہ کے لئے نہیں بلکہ ہر باضمیر انسان کے لئے مایوسی اور ذہنی اذیت کا باعث ہے۔ اس طرح یہ عمل عدلیہ کے وقار اور سسٹم کے لئے بھی ایک کھلا چیلنج ہے۔ منگل کو ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی پھانسی کی سزا ملتوی کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ابتدائی کورٹس سے لے کر سپریم کورٹس تک مقدمہ چلا' سزا سنائی گئی' نظر ثانی کی اپیل رد ہوئی' پھر رحم کی درخواست رد کر دی گئی۔ ان تمام مراحل میں نہ کورٹ نے مقتول کے قتل کا سبب جاننا ضروری تصور کیا اور نہ وکلاء نے لیکن اب سزا پر عملدرآمد کی تاریخ سے دو روز قبل اس طرح کے فیصلے کا اعلان دہشت گردوں کے مورال اور حوصلہ کو مزید تقویت پہنچانے' غریب عوام کو دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے اور ملک کو دہشت گردی کی نذر کرنے کے مترادف ہے۔

لاہور (پ ر) حکومت نے صادق گنجی قتل کیس کا کوئی سیاسی فیصلہ کرنے کی کوشش کی تو ملت جعفریہ شدید احتجاج کرے گی۔ اگر ہمیں انصاف نہ ملا تو ہم اقوام متحدہ اور عالمی انصاف کی عدالتوں سے انصاف طلب کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار تحریک جعفریہ لاہور ڈویژن کے صدر پروفیسر علامہ ذوالفقار حیدر نے گذشتہ روز امام بارگاہ قصر علی لاہور کینٹ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علاوہ ازیں آغا ساجد الجہادی نے کہا ہے کہ حکومت نے دہشت گردوں کے آگے گھٹنے ٹیک لئے ہیں۔ دہشت گردوں کا عدالتی فیصلوں پر اثر انداز ہونا ملکی تاریخ کا تاریک باب ہے۔ جب کہ تحریک جعفریہ شعبہ خواتین ضلع لاہور کی صدر سیدہ زہرا کاظمی نے کہا کہ اگر ملت جعفریہ کو ضرورت پڑی تو خواتین میدان عمل میں سیدہ زینب کے نقش قدم پر چل کر سرخرو ہوں گی۔ (روزنامہ پاکستان لاہور۔ ۲۵ جنوری ۲۰۰۱ء)

لاہور (آن لائن) ایرانی سفارتکار آقائے صادق گنجی کے قاتل کی سزا پر عملدر آمد رکوانے کیلئے جس طرح سے سپاہ صحابہ اور حکومت نے ملی بھگت سے کام لیا ہے اس سے فوجی حکمرانوں کی نا اہلی اور ان کی طرف سے دہشت گردوں کی براہ راست سرپرستی پوری طرح بے نقاب ہو گئی ہے۔ ان خیالات کا اظہار گذشتہ روز تحریک جعفریہ پاکستان کے قائم مقام صدر علامہ شاہد نقوی نے امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن' امامیہ آرگنائزیشن' تحریک تحفظ حقوق جعفریہ پاکستان' جامعۃ المنتظر اور متحدہ ختم نبوت موومنٹ کے عہدیداروں کے ہمراہ لاہور پریس کلب میں ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا' انہوں نے کہا کہ حکومت میں شامل بعض قوتوں کے اشارے پر سپاہ صحابہ نے گھیراؤ اور دھرنے کا اعلان کیا جو کہ براہ راست عدالتی احکامات میں رکاوٹ تھی۔ مگر حکومت نے اس کی پوری سرپرستی کی اور ملک کی اعلیٰ ترین عدلیہ کو تمام قانونی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مجبور کیا کہ وہ چند

دہشت گردوں کی دھمکیوں کے آگے سر تسلیم خم کردے۔ایسی صورتحال تو کبھی سول حکومت میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔فوجی حکمران اتنے کمزور نہیں کہ چند دہشت گردوں کے آگے بے بس ہوں انہوں نے الزام عائد کیا کہ دو ماہ قبل رائے ونڈ کے اجتماع سے بدنام زمانہ دہشت گرد ریاض بسرا کو گرفتار کرنے کا فیصلہ لاہور کے گورنر ہاؤس میں ہوا' حالانکہ اجتماع ختم ہونے کے بعد رائے ونڈ سے نکلنے کے بعد بھی گوریلا کاروائی کے ذریعے اسے بآسانی ٹھکانے لگایا جاسکتا تھا۔انہوں نے کہا کہ آخر کیا وجہ ہے اعظم طارق سرعام اخباری بیانات میں سابقہ دور میں پولیس مقابلوں میں مارے جانے والے دہشت گردوں کو اپنا کارکن قرار دیتے ہیں۔دوسری جانب سپاہ محمد کے راہنماؤں پر جیل میں مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔شاہد نقوی نے الزام لگایا کہ جوہر آباد میں ۲۴ نومبر کو علی ناصر اور اس کی بے گناہ بیوی کو براہ راست وزیر داخلہ کے احکامات کے تحت پولیس نے قتل کیا' انہوں نے کہا کہ صادق گنجی پر توہین رسالت اور فرقہ وارانہ لٹریچر پھیلانے کا الزام روشن دن کو تاریک رات کہنے کے مترادف ہے۔انہوں نے فوج کی اعلیٰ ترین کمان سے مطالبہ کیا کہ صادق گنجی کے قاتل کو فی الفور پھانسی دی جائے اور عدالتی فیصلے پر اثر انداز ہونے پر سپاہ صحابہ کی قیادت کے خلاف فوری کاروائی کی جائے اور مولانا اعظم طارق کو اخباری بیانات کی روشنی میں فوری طور پر گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے۔مذاکرات کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم مذاکرات کے حق میں ہیں اور یہ کسی کے ساتھ بھی ہو سکتے ہیں۔مگر جہاں تک اعظم طارق سے مذاکرات کا سوال ہے تو یہ نہیں ہو سکتے۔(روزنامہ پاکستان لاہور۔۲۶ جنوری ۲۰۰۱ء)

سپاہ صحابہ نے سہ فریقی مذاکرات کے لیے آمادگی کا اظہار کردیا

CamScanner

لاہور (اے این این) سپاہ صحابہ پاکستان کے صدر مولانا اعظم طارق نے حکومت کو سپاہ صحابہ، تحریک جعفریہ، ایرانی حکومت اور دیگر متعلقہ حکام پر مشتمل مذاکرات کی تجویز دی ہے تاکہ ملک میں مذہبی رواداری کو فروغ مل سکے۔ منگل کے روز یہاں "اے این این" کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سپاہ صحابہ پاکستان، تحریک جعفریہ کے کارکنوں کے مقدمات میں بھی خیر سگالی کے جذبات کے تحت تعاون کے لئے تیار ہے اور متعلقہ کیسز میں ان کے ورثاء سے ملوانے کے لیے آمادگی کا اظہار کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک جعفریہ کے کارکنوں کے مقدمات میں کسی ریلیف کے لئے اگر ان سے رابطہ کیا گیا تو سپاہ صحابہ متعلقہ ورثاء سے ان کو ملوا کر تصفیے کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہے۔

غازی حق نواز کی طرف سے اُن کے وکیل جناب رشید مرتضیٰ قریشی خاصے مطمئن تھے اور انہیں یقین تھا کہ وہ اپنے موکل کو سزائے موت سے بچا لیں گے۔ ان کا بیان ملاحظہ ہو۔

لاہور (اے این این) سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز جھنگوی کے سپریم کورٹ میں پیروی کرنے والے وکیل رشید مرتضیٰ ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ ہم ثابت کریں گے کہ صادق گنجی توہین رسالت کا مجرم ہونے کی وجہ سے واجب القتل تھا اور اس کے لٹریچر نے پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی بنیاد رکھی۔ اس لئے حق نواز کو نہ صرف باعزت بری کیا جائے بلکہ اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت ہلال جرات دینے کا بھی اعلان کرے۔ پریس کلب میں اخبار نویسوں سے گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ اس نقطہ کے تحت کہ نظر ثانی کے خلاف نظر ثانی ہو سکتی ہے کہ نہیں اس پر ۱۹ فروری سے سپریم کورٹ میں سماعت شروع ہو رہی ہے اور انشاءاللہ حق نواز کو کال کوٹھڑی سے ایسے باہر نکلوا کر لے جاؤں گا جیسے پگھلے ہوئے مکھن سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ سپریم کورٹ میں رٹ کر کے پھانسی ملتوی کروانا کوئی انوکھی بات نہیں۔

میں ۵ جنوری ۱۹۹۷ء کو بھی جسٹس جہانگیری کی عدالت سے ہی خلیق الرحمان کیس میں ایسا فیصلہ لے چکا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے کیس میں سپریم کورٹ کے رولز ۱۹۸۰ء پر بھی بحث کریں گے۔ یہ رولز اسلامی قانون کے خلاف ہے۔

اس موقع پر جب حق نواز کی پھانسی ہر عام و خواص کا موضوع سخن تھی' حق نواز کی کیفیت ملاحظہ فرمایئے۔

سرگودھا (ڈسٹرکٹ رپورٹر) خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائریکٹر آقائے صادق گنجی کے قتل میں ملوث سپاہ صحابہ کے شیخ حق نواز نے میانوالی جیل سے سپاہ صحابہ سرگودھا کے ایک رہنما کے نام خط میں کہا ہے کہ میرے اور میرے ساتھیوں کے حوصلے پہاڑوں سے بلند اور چٹانوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پڑوسی ملک کے دباؤ کے باعث انہیں انصاف نہیں ملا اور ان کی دائر کی گئی اپیلیں دباؤ کے تحت خارج کر دی گئیں۔ اور اچانک ڈیتھ وارنٹ جاری کر دیئے گئے۔ حالانکہ میری اپیل خارج ہوئے تیرہ ماہ ہو چکے ہیں۔ اچانک اس پر عملدرآمد کا فیصلہ درست نہیں ہے۔ یہ سب کچھ دباؤ کا نتیجہ ہے۔ موت سے نہیں ڈرتا جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میری موت سے ہمارا مشن ختم ہو جائے گا وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔

لاہور (کرائم سیل) ایرانی قونصلر آقائے صادق گنجی قتل کیس میں ملوث حق نواز کو سپریم کورٹ کی جانب سے دی جانے والی پھانسی کی سزا کے حق اور مخالفت میں سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ کی جانب سے احتجاج کی ممکنہ کال' جلوس اور ہنگاموں کے پیش نظر پورا لاہور ریڈ الرٹ رہا' پولیس کی بھاری نفری نے ہنگاموں کے ممکنہ مقامات نیلا گنبد' چیرنگ کراس' اسمبلی چوک اور گورنر ہاؤس کو گھیرے میں لئے رکھا۔ جب کہ خفیہ پولیس کے اہلکار بھی ڈیوٹی دیتے رہے۔ علاوہ ازیں جیل روڈ نمبر کے قریب واقع خانہ فرہنگ کے اردگرد بھی پولیس کی بھاری نفری موجود رہی۔ ڈیوٹی پر موجود تمام پولیس

اہلکار آنسو گیس، خودکار اسلحے اور کسی ممکنہ ہنگامے سے نمٹنے کے لئے جدید دفاعی سامان سے لیس تھے۔ تاہم شہر کی فضاء مجموعی طور پر پرامن رہی اور کہیں بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

لاہور (اے این این) تحریک جعفریہ پاکستان کے عبوری سربراہ شاہد حسین نقوی نے کہا ہے کہ تحریک جعفریہ سپاہ صحابہ پاکستان کے ساتھ مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے وہ جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد کی ثالثی کو قبول کرے گی۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مذاکرات میں برابری کی بنیاد پر جرائم میں جیلوں میں بند افراد پر ہی بات ہوسکتی ہے۔ پھانسی کے بدلے پھانسی، عمر قید کے بدلے عمر قید اور اس طرح دیگر مقدمات میں برابری کے جرائم کی فہرست والے قیدیوں اور مقدمات پر بات کی جاسکتی ہے۔

پھانسی کی سزا اگرچہ عدالت کی طرف سے صرف ایک ماہ کے لئے ملتوی ہوئی تھی لیکن اس موقع پر جناب رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ کے علاوہ خود صدر سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق بھی مطمئن تھے کہ وہ مقتول صادق گنجی کے ورثاء کو دیت ادا کر کے حق نواز کو پھانسی سے بچالیں گے۔ اسی سوچ کے پیشِ نظر انہوں نے غازی حق نواز کو مجبور کر کے اس پر آمادہ کیا کہ صادق گنجی کی بیوہ کے نام دیت کی بات چیت چلانے کے لئے خط لکھے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب مولانا کاروانِ پیامِ شریعت کے اختتام پر رحیم یار خان میں خطاب کر رہے تھے، ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

„میں نے کہا ایک نوجوان ہے تمہارے پاس غازی حق نواز اس کی جان لینا ہے یا پاکستان میں رہنا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کوئی دو باتیں نہیں ہیں۔ اگر تم ایک شخص کی جان لے کر ہمیشہ کے لئے پاکستان کو چھوڑنا چاہتے ہو تو چلے جاؤ کوئی بات نہیں حق کے لئے جانیں چلی جایا کرتی ہیں۔ لیکن میں امن کے لئے پھر کہتا ہوں، ملک وقوم

کے لئے ملک کو مذہبی فسادات کی آگ سے بچانے کے لئے اگر تم اپنا فیصلہ بدلو گے تو ہم موقع دیں گے۔ بہت بڑے سیاستدان سے بات ہوئی' کہنے لگا آپ اپنا موقف بدلیں میں نے کہا جواب دے دو۔ ایک حق نواز کے لئے موقف بدلواتے ہو یاد رکھو موقف وہ چیز ہے جس پر اعظم طارق بھی پھانسی پر چڑھنے کو تیار ہے۔ موقف نہیں بدل سکتے۔ ہم نے سوچ سمجھ کر موقف اپنایا ہے۔ ہم کوئی جانور اور پاگل نہیں جدھر کسی نے آواز دی چل پڑے کوئی منصب وعہدہ کے لئے موقف نہیں اپنایا' یہ موقف نہیں۔ ایمان ہے' دیکھو تو سہی' موقف کی بھی اور کارکنوں کی بھی حفاظت کرتے ہیں' ساتھی پھانسی پر چڑھ جائیں پھر بھی تم ہی بیٹھو گے کیا کیا جماعت نے۔ ادھر مذاکرات کرکے آتا ہوں' ادھر نعرے میں روکتا تو نہیں ہوں مگر یہ طرز گفتگو تو نہیں ہوتا ۔ میں تو اپنے نظریے پر قائم ہوں لیکن جب ایک آدمی مذاکرات کر رہا ہوتا ہے باہر آرہا ہوتا ہے' تو آپ کہتے ہیں' لہجہ نرم کرو' میانہ روی اختیار کرو' یہ انسانیت و نہیں ہوتی۔ بات کرنے کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ خدا نہ کرے کسی دن ایسا ہو گیا تو سب سے پہلے یہ کہیں گے۔ جماعت نے کیا کیا۔ بندہ پھانسی چڑھ گیا۔ اگر بندہ بچ گیا تو پھر کہتے ہو ان کی نظر ایک علاقے پر نہیں ہے۔ کوئی ایک مسئلہ ہے؟ مشن پر سودے بازی کرنا اپنا ایمان بیچنے کے مترادف ہے۔ لیکن یہ بات اپنے ملک میں امن کے قیام کی لئے' ملک میں مذہبی فسادات کے لئے' اپنے کارکنوں کی جانیں بچانے کے لئے مجھے اپنی پگڑی اتار کر کسی کے پاؤں پر رکھنی پڑی تو میں دریغ نہیں کروں گا۔ میں کارکنوں کو بچاؤں گا۔ میں پھر بے وقوفوں سے نہیں پوچھتا پھروں گا میں اپنے نظریے پر قائم ہوں۔ میرے ڈائیلاگ کے ذریعے' بات چیت' مذاکرات کے ذریعے میرے کارکنوں کی جان بچتی ہے تو میں دریغ نہیں کروں گا۔ کیا خیال ہے؟ میں گھر میں بیٹھا رہوں کہ میں نہیں جاتا چڑھ جائے پھانسی؟ لاوارث ہے؟ کیوں چڑھ جائے پھانسی؟ غازی حق نواز سے خط

لکھوایا گنجی کی بیوہ کو میں نے کہا مانگو دیت۔ اس نے کہا پچاس لاکھ میں نے کہا شام سے پہلے دے دیں گے۔ میں اب بھی کہتا ہوں سزائے موت کا کوئی اور نوجوان جو بھی ہماری تحریک سے وابستہ رہا ہے۔ سزائے موت ٹالنے کے لئے کوئی کروڑ مانگے گا تو میں بچے بیچ کر بھی پورے کروں گا۔ ہم نے لاوارث نہیں چھوڑا اپنے نوجوانوں کو 'ہمارے سینے میں بھی ایک دل ہے' ہر چیز سامنے ہے' دس دس تقریریں آپ کے سامنے ہیں' میرے پاؤں سوج جاتے ہیں۔ میں نہیں صبر کر سکتا' میرے زخم ٹوٹنے لگ جاتے ہیں لیکن ہم نے سمجھا ہوا ہے الحمدللہ' اللہ اپنے کرم کے ساتھ دین کا کام لے رہا ہے۔ ملک کی خدمت بھی کریں گے' دین کی خدمت بھی''۔

۲۲ فروری ۲۰۰۱ء کو مولانا حق نواز شہیدؒ کے گیارھویں یوم شہادت کے موقع پر احرار پارک جھنگ میں منعقد ہونے والی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے تو مولانا مولانا محمد اعظم طارق نے دیت کے طور پر ایک بہت ہی زیادہ خطیر رقم مانگے جانے کی صورت میں فوراً ادائیگی کے لئے آمادگی ظاہر کی ...... لیکن اب وقت گزر چکا تھا' اور حکومت پاکستان بھی پھانسی کی سزا پر عملدرآمد کے لئے تل چکی تھی۔ لہٰذا مولانا کی اس قدر بھاری پیشکش بھی موثر ثابت نہ ہو سکی۔ اور ۲۸ فروری کے لئے آخری اور حتمی بلیک وارنٹ جاری کر دیئے گئے۔ اس دفعہ حکومت مکمل طور پر تیاری کر چکی تھی۔ لہٰذا ۲۳ فروری کی شام کو اچانک سپاہِ صحابہ کے خلاف آپریشن شروع ہو گیا اور کسی مزاحمت کے خدشے کے پیشِ نظر مولانا محمد اعظم طارق سمیت ملک بھر سے سینکڑوں راہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اخباری رپورٹ ملاحظہ ہو۔

☆

صادق گنجی قتل کیس کے مجرم حق نواز کی سزائے موت بحال

اسلام آباد (نیوز رپورٹر) سپریم کورٹ نے آقائے گنجی قتل کیس کے ملزم حق نواز

کی جانب سے رجسٹرار کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ درخواست سماعت کے بعد مسترد کردی ہے۔ قبل ازیں اس درخواست کو سماعت کے لئے منظور کیے جانے کی بناء پر حق نواز جھنگوی کی سزائے موت پر عملدرآمد ملتوی ہو گیا تھا۔ درخواست مسترد ہونے کے بعد ان کی سزائے موت پھر بحال ہو گئی ہے۔ حق نواز جھنگوی نے نظرثانی کی درخواست مسترد ہو جانے کے باوجود اپنی نئی درخواست میں اعتراض اٹھایا تھا کہ عدالت نے فیصلے میں قتل کے محرکات بیان نہیں کئے۔ رجسٹرار سپریم کورٹ نے یہ درخواست ضابطے کے مطابق واپس کردی تھی۔ حق نواز نے رجسٹرار کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی تھی جس کی سرسری سماعت کے بعد سپریم کورٹ کے سینئر ترین جج مسٹر جسٹس بشیر جہانگیری نے یہ درخواست ایک ماہ کے اندر اندر عدالت میں برائے سماعت لگانے کا حکم دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے حق نواز کے جاری شدہ بلیک وارنٹ منسوخ کر کے سزا پر عملدرآمد ملتوی کر دیا تھا۔ جمعرات کے روز درخواست کی سماعت کے موقع پر اٹارنی جنرل نے موقف اختیار کیا کہ نظرثانی کی درخواست پر آنے والا سپریم کورٹ کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے اور سپریم کورٹ رولز اور آئین کے تحت بھی اس فیصلے کے بعد کوئی اور درخواست دائر نہیں کی جا سکتی لہٰذا رجسٹرار کا درخواست واپس کرنے کا فیصلہ درست تھا اور اب حق نواز کی کوئی اپیل سنے جانے کی قانونی گنجائش نہیں ہے۔ فاضل عدالت نے یہ موقف درست قرار دیتے ہوئے حق نواز کی اپیل مسترد کردی ہے۔ سپریم کورٹ کا بینچ مسٹر جسٹس بشیر جہانگیری کی سربراہی میں مسٹر جسٹس قاضی فاروق اور مسٹر جسٹس شیخ ریاض پر مشتمل تھا۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد۔ ۲ فروری ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک)

سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد میں صلح...... مقدمات واپس لینے کا فیصلہ

لاہور (بیورو رپورٹ) سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد نے صوبائی سطح پر ایک دوسرے پر دائر مقدمات واپس لینے اور وسیع تر بنیادوں پر باہمی مصالحت کا فیصلہ کیا ہے جس کا اعلان دونوں جماعتوں کی مرکزی قیادت کرے گی۔ یہ فیصلہ ہفتہ کے روز جماعت اسلامی کے نائب امیر لیاقت بلوچ کی زیر صدارت منعقد ہونے والے دینی جماعتوں کے پلیٹ فارم ''ملی یکجہتی کونسل'' میں کیا گیا۔ جس میں سید محمد سبطین کاظمی' سید ابرار حسین کاظمی' محمد یوسف خان' محمد زاہد الراشدی' سید شاکر حسین نقوی' ملک اشرف اعوان' سید اکمل نقوی' پیر اعجاز ہاشمی' عبدالاعلیٰ میاں مقصود احمد' سید طالب حسین گردیزی' صاحبزادہ خادم حسین شرقپوری' محمد خان لغاری' محمد اشرف قادری' شاہد بلال' عبدالجلیل فاروقی' مولوی سیف الدین سیف' ڈاکٹر عبدالوسیع' صوفی محمد اکرم' فرید احمد پراچہ' محمد احمد لدھیانوی' محمد سیف اللہ خالد' سید نوبہار شاہ' انجینئر سلیم اللہ خان' قاری طیب رشید' صاحبزادہ سعید الرحمان' مولانا حسین احمد اعوان و دیگر نے شرکت کی۔ ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس کے بعد تمام علماء کے ہمراہ اخبار نویسیوں کو بریفنگ دیتے ہوئے لیاقت بلوچ نے کہا کہ ملی یکجہتی کونسل میں شامل دینی جماعتوں پر مشتمل پنجاب کی سطح پر کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ جو دونوں جماعتوں کی مرکزی قیادت سے الگ الگ ملاقات کرے گی اور انہیں اس مصالحت کے لئے آمادہ کیا جائے گا۔ یہ کمیٹی دونوں جماعتوں کے قائدین کی مشترکہ ملاقات کا اہتمام بھی کرے گی اور اس طرح ملی یکجہتی کونسل کی طرح کا ایک ضابطہ اخلاق تیار کر کے اسے قانونی شکل دلوانے کی کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی قائدین سے کہا جائے گا کہ وہ اپنا اثر ورسوخ بڑھائیں اور ہر سطح پر مصالحت کو موثر بنانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ تمام دینی جماعتوں نے اس چیز پر باہمی اتفاق کیا ہے کہ ملک میں سیکولر اور لادین معاشرے کے لئے اندرونی و بیرونی گٹھ جوڑ تشکیل دینے کے لئے سازشیں کی جارہی ہیں اس لئے

تمام دینی جماعتوں کو بھرپور مثبت کردار ادا کرنا چاہئے۔ اس لئے مرکزی قائدین وسیع تر بنیاد پر جمع ہوں انہوں نے کہا کہ کراچی میں حالیہ دہشت گردی کے واقعات کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں اور یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ملک میں کوئی شیعہ سنی فساد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کی حیثیت ہے بلکہ اس قتل و غارت گری کی پشت پر حکومت کی نا اہلی اور خفیہ ایجنسیوں کی نا اہلی ہے کہ وہ اس نیٹ ورک کو نہیں توڑ سکی۔ ملک دشمن ہاتھ اپنے شیطانی ذہن کو یہاں مسلط کر رہا ہے اور حکومت عملاً عوام کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ علماء کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سازش کو بے نقاب کریں اور قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد۔۴ فروری ۲۰۰۱ء)

لیاقت بلوچ نے کہا کہ سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کی جانب سے اعلان کیا گیا ہے کہ وہ تمام مقدمات کو واپس لینے اور باہمی مصالحت کے لئے وسیع تر بنیادوں پر تیار ہیں۔ تمام دینی جماعتوں نے اس چیز پر اتفاق کیا ہے کہ پنجاب کی سطح پر کمیٹی تشکیل دے کر مرکزی قائدین سے ملاقاتیں کریں گے اور جلد ہی تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ کے قائدین سے الگ الگ نشستوں کے بعد مشترکہ مصالحتی اجلاس کی کوشش کی جائے گی۔ اجلاس میں اس چیز پر بھی اتفاق کیا گیا ہے کہ ملی کونسل کا ضابطہ اخلاق اور دیگر ایسے ضابطہ اخلاق کو قانون کی شکل دلانے کے لئے ہم مرکزی قائدین سے اپیل کریں گے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ اور دباؤ حکومت پر بڑھائیں۔

لاہور (بیورو رپورٹ) تحریک جعفریہ پنجاب کے صدر سید سبطین کاظمی نے کہا ہے کہ سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کے درمیان پائے جانے والے مصالحتی معاہدہ سے ان کی جماعت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا موقف وہی ہے کہ جس جماعت یا تنظیم کے کارکنوں نے بے گناہ غریب شہریوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا ہے ان کے خلاف

CamScanner

قانونی کاروائی کرتے ہوئے قرار واقعی سزادی جائے۔ان کا تعلق خواہ سپاہ صحابہ سے ہو یا سپاہ محمد سے یا کسی دوسری جماعت سے۔گذشتہ روز ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس کے بعد اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم آج بھی اپنے سابقہ موقف پر قائم ہیں کہ جن لوگوں کے خلاف جرم ثابت ہو جائے ان کو سزا سنائی ہی نہ جائے اس پر عمل بھی کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ تحریک جعفریہ ایک قومی جماعت ہے جو ملک گیر سطح پر اہل تشیع کی نمائندگی کرتی ہے۔ہم دہشت گردی پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے خاتمے کے لئے کی جانے والی ہر کوشش میں تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

جھنگ (این این آئی) حکومت پنجاب نے ایک مرتبہ پھر ایرانی سفارتکار صادق گنجی کے قتل کے مجرم سپاہ صحابہ کے کارکن شیخ حق نواز جھنگوی کو ۲۸ فروری بدھ کو صبح چھ بجے ڈسٹرکٹ جیل میانوالی میں پھانسی دینے کے لئے اس کے بلیک وارنٹ جاری کر دیئے ہیں اور اس کے ورثاء کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ۲۷ فروری بروز منگل دوپہر دو بجے حق نواز جھنگوی سے میانوالی جیل میں آخری ملاقات کرلیں اور ۲۸ فروری کو چھ بجے صبح پھانسی کے بعد ساڑھے چھ بجے لاش وصول کرنے کے لئے جیل کے گیٹ پر موجود رہیں۔(روزنامہ اوصاف اسلام آباد۔۲۴ فروری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ)

لاہور' گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) ہفتہ کے روز بھی ضلعی انتظامیہ کی ہدایت پر لاہور پولیس نے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو گرفتار کرنے کا سلسلہ جاری رکھا اور لاہور سے بیسیوں سپاہ صحابہ کے سرگرم کارکنوں کو گرفتار کرلیا گیا۔جبکہ پنجاب کے دیگر اضلاع سے گرفتاریاں کرنے اور چھاپے مارنے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔سپاہ صحابہ کی طرف سے گرفتاریوں کی مذمت اور کسی قسم کے ہنگامے کے پیش نظر لاہور پولیس نے تمام دن مال روڈ سمیت دیگر اہم شاہراہات پر ناکے لگاتے کے علاوہ راہگیروں کو روک روک کر تلاشی لینے کا سلسلہ جاری رکھا۔جب کہ پورے شہر میں سخت حفاظتی انتظامات

کیے گئے تھے۔ ہفتہ کی صبح مسجد شہداء سمیت دیگر دینی مدارس کے باہر پولیس کی بھاری نفری تعینات کردی گئی جو خصوصاً داڑھی والے افراد کو روک کر انہیں چیک کرتی رہی۔ لاہور میں پولیس نے دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر سبزہ زار، بادامی باغ، شاد باغ، بند روڈ، چوہان پارک، شاہدرہ، جیا موسیٰ، چاہ میراں، لاہور کینٹ، ماڈل ٹاؤن، اقبال ٹاؤن و دیگر علاقوں میں چھاپے مارے اور بیسیوں افراد کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا۔ اس ضمن میں رابطہ کرنے پر ایک اعلیٰ انتظامی افسر نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے پر بتایا کہ گرفتار ہونے والوں کو مختلف جیلوں میں اور تھانوں میں بند کیا گیا ہے جنہیں اٹھائیس فروری کے بعد رہا کر دیا جائے گا۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد۔ ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء بروز اتوار)

اسی دوران ۲۴ فروری کو گوجرانوالہ، شورکوٹ اور فیصل آباد میں یکے بعد دیگرے شیعوں کے کئی آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ۲۴ فروری کو ان تمام قتلوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے لشکر جھنگوی نے درج ذیل بیان جاری کیا۔

لاہور (بیورو رپورٹ) لشکر جھنگوی نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی کمیشن تشکیل دیا جائے جو دونوں فریقوں کا موقف سنکر سنی شیعہ فسادات کا خاتمہ کرنے کے لئے موثر اور پائیدار حل تلاش کرے۔ لشکر جھنگوی کی گرفتار قیادت ملک محمد اسحاق، سید غلام رسول شاہ سے جیل میں رابطہ کر کے کشیدگی دور کرنے کے لئے تجاویز طلب کرے۔ لشکر جھنگوی کی جانب سے "اوصاف" کو بھیجے گئے ایک خط میں حافظ محمد ریاض بسرا اور محمد اکرم لاہوری نے کہا ہے کہ ملی یکجہتی کونسل یہودی نظریات کو تحفظ فراہم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ ہم اپنے موقف پر مضبوط دلائل رکھتے ہیں۔ لشکر جھنگوی پاکستان اپنے موقف کے حق میں سپریم کورٹ میں دلائل کے ساتھ اپنا موقف بیان کر چکا ہے۔ اگر ہم دہشت گرد ہوتے تو

چیف جسٹس سجاد علی شاہ ہمارے نمائندے سید غلام رسول شاہ کو اپنے موقف کے حق میں دلائل بیان کرنے کے لئے عدالت عالیہ طلب نہ کرتے۔ انہوں نے کہا ملی یکجہتی کا وجود اسلام اور صحابہ کے خلاف ایک سازش ہے۔ خط میں تحریر ہے کہ گوجرانوالہ میں قتل ہونے والے غلام شبیر چوہان اور شورکورٹ میں نئیر عباس، فیصل آباد میں دو شیعہ تاجروں حسن رضا، علی رضا کے قتل کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ لشکر جھنگوی کے سالار اعلیٰ حافظ محمد ریاض بسرا، نائب سالار محمد اکرم لاہوری نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں حالیہ کاروائیوں میں قتل ہونے والے شیعہ رہنماؤں کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ حکومتی زیادتیوں نے ہمیں ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ ہمارے جید علماء کرام مخالف فریق کے دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہوئے مگر حکومت نے قاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے الٹا ہمیں ہی دہشت گرد اور قابل گرفت قرار دیا۔ ہمارے خلاف انتقامی کاروائیوں میں حکومت نے کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جب انصاف ناپید ہو جائے تو انتقامی جذبات کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہوتا ہے۔ کراچی میں ایک جید سنی عالم دین مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ہوئے ان کے قاتل ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے تھے کہ شاہ فیصل کالونی میں قائم ایک عظیم دینی درسگاہ مدرسہ جامعہ فاروقیہ کے اساتذہ کرام اور ممتاز علماء کی شہادت کا سانحہ پیش آ گیا۔ ابھی تک حکومت قاتلوں کو گرفتار کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ اس کے بر عکس اگر کوئی شیعہ کسی علاقے میں قتل ہو جاتا ہے تو انتظامیہ علاقہ کے سنی نوجوانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیتی ہے۔ ہم حکومت کے یکطرفہ مظالم اور ضابطوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ قانون کے منفی اور غلط استعمال سے ملک میں خانہ جنگی کے امکانات تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ حکمران اپنی نااہلیوں کی بدولت ملک کو جہنم کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں۔ پاکستان ایک سنی مملکت ہے۔ شیعہ قوم ایک اقلیت ہے اسے وہی حقوق دیئے

جائیں جو ایران میں اہلسنت کو حاصل ہیں۔ شیعہ سنی جھگڑا نظریات کا جھگڑا ہے۔ سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی کمیشن تشکیل دیا جائے جو دونوں فریقوں کا موقف سن کر سنی شیعہ فسادات کا خاتمہ کرنے کے لئے موثر اور پائیدار حل تلاش کرے۔

جھنگ (این این آئی) سپاہ صحابہ پاکستان کے کارکن اور سزائے موت کے مجرم شیخ حق نواز جھنگوی کے ورثاء نے پیر کو آخری امید کے طور پر ایک بار پھر پنجاب ہائیکورٹ کے دروازے پر دستک دے دی ہے۔ پیر کو دائر کی گئی رٹ پٹیشن میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ اگرچہ شیخ حق نواز جھنگوی کی تمام اپیلیں بشمول رحم کی اپیل مسترد ہو چکی ہیں تاہم ابھی تک ان کا صادق گنجی کے ورثاء اور پسماندگان سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں ہو سکا' اس لئے عدالت عالیہ سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ شیخ حق نواز جھنگوی کو ۲۸ فروری بروز بدھ کو ملنے والی سزائے موت چند روز کے لئے ملتوی کر دے تا کہ اس دوران وہ مقتول کے ورثاء سے مل کر امور طے کرنے کی کوشش کر سکیں' یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شیخ حق نواز جھنگوی نے میانوالی جیل میں مذکورہ اپیل پر دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ تاہم سپاہ صحابہ کے بعض قائدین کی سخت کوشش کے بعد شیخ حق نواز جھنگوی نے اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ توقع ہے کہ عدالت عالیہ آج (منگل) کو اس کے منظور یا مسترد ہونے کا فیصلہ سنائے گی۔ دریں اثناء ایرانی سفارتکار صادق گنجی کے قتل کے جرم میں بدھ کو میانوالی جیل میں سزائے موت پانے کے منتظر سپاہ صحابہ کے کارکن غازی شیخ حق نواز جھنگوی کی سزا ملتوی کرانے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئی ہیں اور حکومت پاکستان نے سپاہ صحابہ کے قائدین پر واضح کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ تاہم اگر ایران حکومت اور مقتول صادق گنجی کے ورثاء مجرم کو معاف کر دیں تو اس کی جان بخشی ہو سکتی ہے۔ جس کے فوری بعد سپاہ صحابہ کے

مرکزی قائدین نے جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل اور جے یو آئی (ق) کے سربراہ مولانا اجمل قادری اور بعض دیگر اہم شخصیات کے ذریعے ایران حکومت سے رابطہ کیا ہے۔ لیکن تا حال کوئی حوصلہ افزاء نتائج سامنے نہیں آئے۔ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد جو اس سلسلہ میں خاص سرگرم تھے، اچانک فرانس، برطانیہ اور دیگر ممالک کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے حکومت ایران سے مذاکرات کی ذمہ داری لیاقت بلوچ کو سونپ دی ہے۔ لیکن مسلسل رابطہ کے باوجود آخری اطلاعات آنے تک انہیں ایران حکومت کو قائل کرنے میں کامیابی نہیں مل سکی۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد۔ ۲۷ فروری ۲۰۰۱ء بروز منگل)

اسلام آباد (اوصاف رپورٹ) لشکر جھنگوی کے مفرور رہنما اکرم لاہوری نے خبردار کیا ہے کہ اگر حکومت نے سپاہ صحابہ کے کارکن شیخ حق نواز کو پھانسی دی تو چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف خود کو محفوظ تصور نہ کریں۔ یہ بات انہوں نے اتوار کی رات نامعلوم مقام سے اوصاف کو فون کر کے بتائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سالار اعلیٰ ریاض بسرا نے حکم دیا ہے کہ لشکر جھنگوی میانوالی جیل کا گھیراؤ کرے جہاں حق نواز کو پھانسی دی جانی ہے۔ اس سلسلے میں لشکر جھنگوی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت حق نواز کو پھانسی دینے سے باز رہے بصورت دیگر چیف ایگزیکٹو کی زندگی محفوظ رہے گی اور نہ ہی محرم میں ماتمی جلوس پر امن اور محفوظ ہوں گے۔ ہم اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

میانوالی (این این آئی) خانہ فرہنگ ایران لاہور کے سابق ڈائریکٹر آقائے صادق گنجی قتل کیس کے مجرم سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز جھنگوی کی پھانسی کے انتظامات کو آخری شکل دے دی گئی ہے جیل کے اندر و باہر سیکورٹی کے انتظامات مزید

سخت کر دیئے گئے ہیں' جلاد سے لے کر حق نواز کی میت اس کے گھر بھجوانے تک کے تمام تر معاملات براہ راست صوبائی انتظامیہ اپنی نگرانی میں کرا رہی ہے۔ جبکہ حق نواز کے ورثاء آج آخری ملاقات کریں گے' اس سلسلہ میں میانوالی جیل کے باہر مسلح اور باوردی لوگوں کے ساتھ ساتھ خفیہ ایجنسیوں کی اہلکار بھی ہر جگہ تعینات کر دیئے گئے ہیں جو ہر مشکوک شخص پر نظر رکھے ہوئے ہیں' میانوالی کی ضلعی انتظامیہ منگل ۲۷ فروری کو صدر مملکت محمد رفیق تارڑ کی چشمہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کے افتتاح کے لئے آمد کے موقع پر بھی سخت حفاظتی انتظامات کر رہی ہے۔ جبکہ بدھ کو حق نواز کی پھانسی بھی انتظامیہ کے لئے بہت حساس معاملہ بن چکا ہے' دوسری طرف امام بارگاہوں اور شیعہ رہنماؤں کی حفاظت کے لئے سخت انتظامات کیے گئے ہیں اور شیعہ رہنماؤں کو اس موقع پر محتاط رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

مختلف نشریاتی اداروں کے ہیڈ کوارٹرز سے آنے والی صحافیوں کی خصوصی ٹیمیں حضرت عمرؓ سٹریٹ' غازی چوک' محلہ احمد نگر' جھنگ روڈ' جھنگ صدر میں شیخ حق نواز جھنگوی کے گھر آ کر اس کے والد شیخ خالد محمود' چھوٹے بھائی شیخ محمد اصغر' ماموں شیخ منیر احمد اور گھر کے دیگر ارکان سے انٹرویوز کر چکی ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ جب کہ مذکورہ ذرائع ابلاغ کے خصوصی فوٹوگرافرز نے شیخ حق نواز جھنگوی کی تصاویر حاصل کرنے کیلئے اس کے ورثاء' ان کے پانچ مرلہ کے آبائی گھر' گلی اور دیگر مکانات کی تصویر کشی کی ہے۔ دوسری طرف شیخ حق نواز جھنگوی کے گھر میں لوگوں کا تانتا بندھا ہوا ہے' گھر میں مسلسل قرآن خوانی جاری ہے۔

علامہ طاہر محمود اشرفی نے کہا کہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی گرفتاریوں کا فیصلہ ملک و قوم کی بہتری کے لئے کیا گیا ہے۔ کیونکہ موجودہ حکومت فرقہ وارانہ دہشت گردی کو ختم کرنے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر مولانا اعظم طارق کے

بیٹے کی سولہ ایم پی او کے تحت گرفتاری سے متعلق پوچھے گئے سوال کا جواب دینے سے انہوں نے گریز کیا اور کہا کہ فی الوقت وہ اس فیصلے سے لاعلم ہیں اور نہ ہی انہیں معلوم ہے کہ یہ فیصلہ کیوں کیا گیا ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ حکومت تمام مذہبی رہنماؤں کے ساتھ مساوی سلوک روا رکھے ہوئے ہے اور کسی طبقے کے خلاف کسی کے کہنے پر کاروائی نہ تو اب تک کی گئی ہے اور نہ ہی کی جائے گی۔

امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد نے برطانیہ سے جاری کردہ اپنے ایک بیان میں سپاہ صحابہ اور بعض شیعہ گروہوں کے درمیان کشیدگی بڑھنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سختی' تشدد اور پکڑ دھکڑ کی بجائے ہمیں موقعہ دیا جائے کہ فریقین میں مصالحت کی کوششوں کو کسی نتیجہ پر پہنچا سکیں۔ ادھر گلاسگو کنسرٹ ہال برطانیہ میں ,,آخری کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک نے ایٹمی' کیمیاوی اور بائیولاجیکل اسلحہ کے ذریعے پوری انسانیت کا خاتمہ کرنے کا سامان تیار کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے مسلمان نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کریں اور ایک اچھے مسلمان کا نمونہ پیش کر کے برطانوی باشندوں کو اسلام کی طرف آنے کی دعوت دیں۔ ادھر بی بی سی کے مطابق لشکر جھنگوی کے پھانسی کے منتظر کارکن شیخ حق نواز کی والدہ نے ایرانی سفیر کو ایک خط لکھا ہے جس میں درخواست کی ہے کہ وہ مقتول کے ورثاء کی طرف سے خون بہا قبول کر لیں۔

ملتان (نمائندہ خصوصی' نامہ نگاروں سے) سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ پولیس ان گرفتاریوں کے وقت گھروں میں گھس کر تشدد کے بعد کارکنوں کو گرفتار کرتی رہی۔ دریں اثناء سپاہ صحابہ ملتان کے رہنماؤں نے ان گرفتاریوں پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بے گناہ کارکنوں کی گرفتاری سے امن عامہ کی صورتحال خراب ہو سکتی ہے۔ انہوں نے گرفتار کارکنوں کی رہائی کا

مطالبہ کیا۔ میلسی سے مولانا عبدالمجید سمیت کئی کارکنوں کو رات گئے گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ متعدد کارکن روپوش ہو گئے۔ ڈیرہ غازی خان سے صدر پولیس نے روڈ بلاک کرنے اور امام بارگاہ کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالنے کے الزام میں اہل سنت کے ۲۵۰ رہنماؤں اور کارکنوں کے خلاف زیر دفعہ 295-A/283 کے تحت پہلے سے درج مقدمے میں دس افراد کو گرفتار کر لیا۔ یہ مقدمہ ۳ فروری کو درج کر کے اس کی ایف آئی آر کو سر بمہر کر دیا گیا تھا۔ لیکن صادق گنجی قتل کیس میں حق نواز کو پھانسی دیئے جانے کے بعد ممکنہ ردعمل کے پیش نظر اس ایف آئی آر کو آؤٹ کر کے گرفتاریاں شروع کر دی گئیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لودھراں نے سپاہ صحابہ کے رہنماؤں کو دو دو ماہ کے لئے نظر بندی کے آرڈر جاری کیے۔ اور پولیس نے انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ ضلع وہاڑی میں بھی سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ گرفتاریوں کا عمل شروع ہوتے ہی کارکنوں کی بڑی تعداد روپوش ہو گئی۔ تاہم دس سے زائد کارکنوں کو گرفتار کر لیا اور مزید گرفتاریوں کے لئے چھاپے مارے جاتے رہے۔

کراچی۔ لاہور (نمائندوں سے) حق نواز جھنگوی کی پھانسی پر کسی قسم کے ردعمل کو روکنے کیلئے پولیس نے رات بھر ملک بھر میں کریک ڈاؤن جاری رکھا اور مختلف شہروں سے سپاہ صحابہ کے سینکڑوں کارکنوں اور رہنماؤں کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا گیا۔ کراچی میں رات بھر چھاپے جاری رہے۔ پولیس کوشش کے باوجود سپاہ صحابہ کے کئی کارکنوں کو گرفتار نہ کر سکی۔ منگل اور بدھ کی درمیانی شب شہر میں ۲۵ کارکن گرفتار کیے گئے۔ لاہور میں چھاپوں کے دوران کئی بے گناہ افراد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اسلام آباد میں ایرانی ثقافتی مرکز اور سفارتخانے کے باہر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں اور ان مراکز کی طرف جانے والے راستوں کی ناکہ بندی کی گئی ہے۔

کراچی، لاہور، ملتان اور کوئٹہ میں بھی خانہ فرہنگ ایران کی حفاظت کے لئے خاص انتظامات کیے گئے ہیں اور وہاں کمانڈوز تعینات ہیں۔ شیعہ رہنماؤں کی حفاظت کے لئے بھی خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں اور فقہ جعفریہ کے اہم رہنماؤں کو دو تین روز کیلئے اپنی سرگرمیاں محدود کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

خاندان سے آخری ملاقات...... آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی

ملتان (سپیشل رپورٹ) منگل کو صادق گنجی کے قاتل حق نواز سے سنٹرل جیل میانوالی میں اس کے والدین اور دیگر اعزہ واقارب نے آخری ملاقات کی۔ ۱۳۳فراد پر مشتمل قافلہ ۲ بجے سنٹرل جیل میانوالی پہنچا۔ جس میں حق نواز کا والد شیخ خالد محمود، چچا شیخ شبیر، بھائی محمد اصغر، چار بہنیں، ۳ بہنوئی اور ۳ کمسن بھانجے شامل تھے۔ جہاں چھ چھ افراد کی ٹولیوں نے مجموعی طور پر ۵ گھنٹے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران انتہائی جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے۔ شیخ حق نواز کی والدہ اور بہنیں جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں۔ وہ آخری ملاقات میں سسکیاں لے کر روتی رہیں۔ ذرائع کے مطابق اس موقع پر حق نواز بھی رو پڑا۔

شیخ حق نواز جھنگوی نے اپنے ایک خط کے ذریعے کارکنوں کو وصیت کی ہے کہ وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں۔ انہوں نے ملاقات کے لیے آنے والے خاندان کے مردوں کو وصیت کی کہ وہ داڑھی رکھ لیں اور اپنے بچوں کو فوج میں بھرتی کرائیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا جائے۔

میرا ضمیر مطمئن ہے۔ بلیک وارنٹ کے اجراء پر شکرانے کے نوافل ادا کیئے۔ حق نواز کا آخری خط

جھنگ (این این آئی) ثقافتی مرکز ایران لاہور کے ڈائریکٹر جنرل آقائے

صادق گنجی کے قتل کیس میں سزائے موت پانے والے سپاہ صحابہ پاکستان کے کارکن شیخ حق نواز جھنگوی نے میانوالی جیل سے اپنی والدہ اور دیگر اہل خانہ کو لکھے گئے آخری خط میں لکھا کہ اس نے اپنی تمام اپیلیں مسترد ہونے اور بلیک وارنٹ کے اجراء پر رب کائنات کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر شکرانہ کے نوافل ادا کئے ہیں۔ کیونکہ تقدیر میں موت کا جو وقت لکھ دیا گیا اسے دنیا کی کوئی طاقت ایک منٹ کے لئے بھی آگے پیچھے نہیں کر سکتی۔ شیخ حق نواز نے لکھا ہے کہ اس کا ضمیر مطمئن ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے ۱۹ دسمبر ۱۹۹۰ء سے لے کر آج تک جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں قید تنہائی کے باوجود ایک پل بھی ایسا نہیں گزرا' جب اسے اپنے اقدام پر ندامت یا اضطراب و پشیمانی ہوئی ہو۔ اس نے دعویٰ کیا کہ صادق گنجی نے اپنی کتاب "اتحاد و یک جہتی" میں بدترین گستاخی کی اور فارسی زبان کے فروغ کے نام پر نازیبا لٹریچر پھیلانے اور فرقہ واریت کے پرچار کا سب سے بڑا محرک تھا۔ جسے راستہ سے صاف کرنا اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ اہل اسلام اور تاریخ اسلام اس واقعہ کو سنہری حروف میں یاد کرتی رہے گی۔ شیخ حق نواز کا نام تحفظ ناموس صحابہ اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے ادنیٰ غازی کے طور پر تا قیامت زندہ رہے گا۔ اس نے مزید لکھا ہے کہ اس کی آنکھوں کی بینائی بہت حد تک ختم ہو چکی ہے۔ لیکن دل کا نور برقرار ہے۔ ایمانی و روحانی روشنی نے ہر وقت اس کی مکمل رہنمائی کی ہے۔ شیخ حق نواز جھنگوی نے مسلم برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ ناموس صحابہ' عظمت اسلام اور سنی انقلاب کیلئے جدو جہد کریں۔

سنی قوم کے نام سزائے موت کے قیدی غازی شیخ حق نواز جھنگوی کا پیغام

میانوالی جیل سے سزائے موت کے قیدی غازی شیخ حق نواز جھنگوی جو ایرانی سفیر

صادق گنجی کیس میں سزا یافتہ ہیں انہوں نے اپنے والد اور گھر کے دیگر افراد کے ساتھ ملاقات میں کہا کہ زندگی اور موت کے فیصلے خداوند کریم کے ہاتھ میں ہیں۔ وقت مقررہ پر موت کا ذائقہ میں بھی ضرور چکھوں گا۔ ایرانی سفیر صادق گنجی نے ایرانی پیشوا خمینی کی کتاب اتحاد و یکجہتی کا اردو ترجمہ کر کے فری تقسیم کی۔ جس کے صفحہ نمبر ۱۵ پر خمینی لکھتا ہے کہ......

،،تمام انبیاء دنیا میں انصاف کے نفاذ کے لئے آئے لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے حتیٰ کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی زندگی میں کامیاب نہیں ہو سکے“۔

،،ایرانی قوم اور اس کی کروڑوں کی آبادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اور حضرت حسنؓ کے پیروکاروں‘ صحابہ کرام سے بہتر ہیں“

اس کے علاوہ صادق گنجی مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کی سازش میں شریک تھا۔ پاکستان میں موجودہ شیعہ تنظیموں کو اسلحہ اور روپیہ تقسیم کر کے سپاہ صحابہ کے مشن کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتا رہتا تھا۔ حکمرانوں نے گستاخ صحابہ شیعہ مصنف غلام حسین نجفی کو رہا کر کے اہل اسلام کے جذبات مجروح کیے ہیں۔ میری آنکھوں کی بینائی تو گئی دل نورانیت سے منور ہو چکا ہے۔ معذوری کے باوجود الحمد للہ روحانی اور ایمانی روشنی نے ہر وقت مکمل رہنمائی کی جس کی وجہ سے کسی قسم کی محرومی کا سامنا نہیں ہے۔ میں خداوند کریم کے ہاں جا رہا ہوں۔ اب ملت اسلامیہ دیوبندی‘ بریلوی‘ اہلحدیث......تمام مکاتب فکر کی ذمہ داری ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید کا ملی عالمگیر مشن جو اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کا ضامن ہے...... اس مشن کی کامیابی کے لئے دن رات کام کریں۔ اپنے خاندان سے گذارش ہے کہ اسلامی تعلیمات اور صوم وصلوٰۃ کی مکمل پیروی کریں۔ بچوں شیخ محمد فہد عمر‘ احتشام الٰہی زین العابدین کو حافظ بنایا جائے۔ انشاء اللہ العزیز شہادت میرے لیے باعث نجات ہوگی۔ جو غازی علم الدین شہید کی پیروی کی ترجمان ہو گی۔

والسلام......

وصیت نامہ (۱)

منکہ مسمی حق نواز ولد شیخ خالد محمود قیدی سزائے موت سنٹرل جیل میانوالی وصیت کرتا ہوں کہ میرے واجب الاحترام قائدِ محترم پیر مولانا محمد اعظم طارق صاحب' جناب قائد محترم مولانا علی شیر حیدری صاحب' جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں صاحب' جناب شیخ حاکم علی صاحب' جناب مولانا یحییٰ عباسی صاحب' جناب خلیفہ عبدالقیوم صاحب' جناب حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ صاحب' جناب مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب' جناب مولانا نیاز احمد ناطق بالحق صاحب' جناب منصور احمد پراچہ صاحب' جناب مولانا اظہار الحق جھنگوی صاحب' جناب صاحبزادہ قادری صاحب' جناب محمود اقبال صاحب' جناب مولانا مجیب الرحمان انقلابی صاحب' جناب اقرار احمد عباسی صاحب' جناب قاری محمد احمد مجاہد صاحب' جناب مولانا مسعود الرحمان عثمانی صاحب' جناب مولانا شمس الرحمان معاویہ صاحب' جناب مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب' جناب مولانا عبدالغفور ندیم جھنگوی صاحبان وجملہ جماعت نیز سنی کارکنان......!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ! وقت شہادت سے قبل غازی علم الدین شہید والی کال کوٹھڑی میں منتظر شہادت کے حوالے سے وہاں بندہ دین کی برکت سے پر عزم اور حوصلہ مند ہوں۔ جب کہ 28-2-2001ء بروز بدھ علی الصبح بعد از نماز فجر اس عظیم غازی کی پیروی میں بندہ سیاہ کار کو بھی تختہ دار پر شہید کر دیا جائے گا۔ جس کو بندہ نے راہ حق کی خاطر اور چودہ سو سالہ کی عظیم اسلام کے اکابرین' اسلاف کی دین حق کے لئے قربانیوں' شہادتوں کی مبارک سنت کی پیروی میں اختیار کر کے اسلام اور دین کی مقتدر ہستیوں وملت اسلامیہ و مشن جھنگوی کی اسلامی پروگرام و جماعت کی انشاء اللہ کامیابی و عزت و توقیر کا باعث بنوں گا۔

میں آپ تمام جماعت کے احباب وکارکنان سے بے حد مطمئن' متاثر اور خوش ہوں کہ آپ میرے والے گستاخ رسول کے مقدمہ قتل کے لیے گراں قدر پر خلوص فکر کے ساتھ کوشش اور پیروی کی ایسی مثال پیش کی ہے' جو الحمدللہ ماضی کے ادوار میں مسلمان بھائی کے ساتھ ایک ایسے اسلامی جذبے کی حال اثر ایک زندہ نظیر ہے۔

میں بندہ آپ سب سے امید افزا ہوں کہ آپ خوف خدا کی خاطر اسلام' پیارے رسول وصحابہؓ اہلبیت کی عظمت اور پاکستان کی سالمیت ودفاع کے لئے ہر ممکن اور ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل سے نجات دلانے کے لئے ضرور ہر ممکن کوشش فرماتے رہیے۔ تاکہ سنی کارکنان مظلوم کی بے حد حوصلہ افزائی ہوگی۔ تاکہ پیارے وطن میں اسلامی سنی حکومت نظام خلافت راشدہ کے لئے کامیابی ونصرت اسلام کا مقدر بنے۔ آخر میں آپ سب سے گزارش ہے۔ دنیا بھر کے جن مسلمانوں نے اور پاکستان کے مسلمان علماء' مجاہدین' راہنما وسنی عوام نے آپ کے ساتھ مل کر میرے لئے جو بھی کوشش کی ہے...... اور دعائیں ونفلی عبادتیں فرمائی ہیں...... ان سب کا ضرور شکریہ ادا فرمائیں۔ اللہ کریم آپ تمام مسلمانوں کو اجر عظیم سے سرفراز وکامران فرمائے۔

میرے لیے مغفرت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ آپ تمام مسلمانوں کی کامیابی و صحت' تندرستی اور درازی عمری کی دعا کے ساتھ اللہ حافظ!

والسلام!

آپ کا بھائی' اسیر ناموس رسالتؐ وصحابہؓ

شیخ حق نواز جھنگوی۔ خادم سنی قوم۔

نعرۂ سنی...... جئے سنی۔

......☆......

وصیت نامہ (۲)

ممی شیخ حق نواز ولد شیخ خالد محمود

واجب الاحترام پیارے ماموں حاجی افتخار احمد شیخ صاحب زندہ جاوید!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نہایت ہی احترام کے ساتھ گذارش ہے کہ آج مورخہ **27-2-2001** کو جملہ گھر کے اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ آخری ملاقات ہونے پر علم ہوا کہ آپ پاکستان آنے اور میرے جنازے میں شرکت کے لئے بھرپور کوشش میں ہیں۔ دیکھوں اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہو گا۔ لیکن ماموں جان موجودہ وطن عزیز میں ہمارے خلاف اسلام پیارے رسولؐ صحابہؓ اہل بیت کی عظمت کے گستاخوں کی خوشنودگی کی خاطر حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے مجھے **28-2-2001** بروز بدھ علی الصبح بعد از نماز فجر یہاں تختہ دار پر شہید کر دیا جائے گا۔ باوجود اس کے پرعزم اور حوصلہ مند ہوں۔ کہ عظیم عاشق رسولؐ غازی علم الدین شہید کو بھی انگریز کی فوجی وردیوں میں ملبوس دور حکومت نے یہاں تختہ دار پر شہید کیا گیا تھا۔ اور پھر چودہ سو سال سے دین حق کی خاطر ہمارے اسلام کے اکابرین و اسلاف اور مجاہدین نے ہمیشہ قربانیاں اور شہادتیں دی ہیں۔ آج الحمدللہ ان کی مبارک سنت کی پیروی میں جام شہادت نوش کرنے جا رہا ہوں۔ جو اسلام ملت اور آپ سب گھر والوں کی انشاء اللہ کامیابی اور عزت توقیر کا باعث ہو گا۔ مجھے کزن شیخ عدیل کے حافظ قرآن ہو جانے پر بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اس پر آپ کو ممانی صاحبہ حافظ عدیل احمد کو مبارک باد قبول ہو۔ ماموں جان آپ اپنے تمام بیٹوں کو اعلیٰ تعلیم کے ساتھ اسلامی تعلیم سے مکمل آراستہ رکھیں اور ان کو پاکستان کے مختلف سرکاری اداروں میں خصوصاً حافظ عدیل احمد اور تین بیٹوں کو جو پاکستانی فوج میں کمیشن آفیسر بھرتی ہونے کی اہلیت رکھتے ہوں ان کو فوج میں باقی کو بھی انتظامیہ عدلیہ کے مختلف اداروں میں آپ ان کی ملازمت کے حصول کے لیے ضرور کوشش فرمانا تا کہ اسلامی سوچ کے حامل افراد کی کثیر تعداد ہو۔ وطن عزیز نے ان سرکاری اداروں میں موجودگی سے یہ ادارے صحیح معنوں میں اسلامی روایات کے حامل ہونے کا کہلوانے کا

حق رکھتے رہیں گے۔ تاکہ اس سوچ سے شعائرِ اسلام اور دین کے مقتدر ہستیوں کی عزت و توقیر کا تحفظ یقینی اور وطن عزیز میں اسلامی سنی انقلاب کا قیام وقوع پذیر ہو سکے۔ تاکہ نظام خلافت راشدہ کا نفاذ ہو سکے...... جس سے اکثریت اہلسنت کا طبقہ ہونے کے باوجود سنی قوم پر ہونے والی جان لیوا زیادتیوں کا تدارک ممکن ہو۔ امید ہے میری شہادت پر آپ سب حوصلہ مند رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ میری شہادت کی صورت میں آپ سب کو ہونے والی تکلیف پر اجر عطا فرمائے۔

آپ سب میری مغفرت کے لئے بھی ضرور دعا گو رہیں۔ تاکہ اللہ کریم میری قبر پر آسانی اور رحمت کا نزول فرمائے۔ آمین!!

آپ کی ہمارے ساتھ گراں قدر ہمدردی و شفقت فرمائی ہوئی جس پر بے حد مشکور ہوں۔ بچوں کے متعلق آپ اسی قسم کا ماموں منیر صاحب کو بھی ضرور مشورہ دیں۔ آخر میں آپ کی خدمت میں ممانی صاحب کو گراں قدر سلام قبول ہوں۔ کزن حافظ عدیل احمد، راحیل احمد، وقاص احمد، عبدالرحمان اور طاہر افتخار اور دوسرے بچوں کو پیار۔ آخر میں آپ کی صحت، تندرستی، کامیابی اور درازی عمر کی دعا کے ساتھ اجازت۔ اللہ حافظ!

والسلام!

آپ کا بیٹا، اسیر ناموس رسالت وصحابہؓ

شیخ حق نواز جھنگوی، خادم سنی قوم، نعرہ سنی جے سنی۔

وصیت نامہ (۳)

منکہ مسمی شیخ حق نواز ولد شیخ خالد محمود قیدی سزائے موت سنٹرل جیل میانوالی وصیت کرتا ہوں کہ محترم والد صاحب، والدہ صاحبہ، ماموں حاجی شیخ جمشید صاحب، ماموں شیخ منیر احمد صاحب، ماموں حاجی افتخار احمد شیخ صاحب، چچا شیخ اختر محمود صاحب، چچا شیخ ناصر محمود صاحب، چچا شیخ شبیر احمد صاحب، چچا شیخ نصیر احمد، چچا شیخ محمد سعید صاحب، بھائی شیخ اصغر علی معاویہ، بھائی میاں

شیخ رحمت اللہ' بھائی شیخ طارق محمود' بھائی محمد اشرف خان صاحب' خالہ اور خالو جان تینوں پھوپھیاں اور پھوپھا جان' بہن بیگم رحمت' بہن بیگم طارق محمود' بہن بیگم اشرف اور چھوٹی پیاری بہن (گڑیا) صاحبہ 27-2-2001 کو جو بھی مذکورہ بالا گھر و خاندان کے جو احباب یہاں میری آخری ملاقات کے لئے تشریف لائے' اس کے علاوہ جو جملہ رشتے دار و عزیز و اقارب خصوصاً مرد عورتوں اور بچوں کے آنے پر میں ان تمام کے اسلامی و خونی جذبات کی قدر کرتا ہوں اور از حد مشکور ہوں۔

خصوصاً ملت اسلامیہ کے ان تمام مسلم مکاتب فکر کی اہل سنت علماء و بزرگ کلاں و نوجوان اور مسلم ماؤں اور بہنوں' نیز بچوں تک جن کو حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے خواہش بھرے جذبے کے باوجود یہاں میرے ساتھ آخری ملاقات کی اجازت نہ ملنے سے محروم رہے ہیں۔ میں ان تمام کا بھی اور ان احباب کا جن کے میرے افراد خانہ' رشتے داروں کے ذریعے مخلصان' اسلام' نیک خواہشات' دعائیہ کلمات پر پیغامات ملے ہیں۔ میں ان کا فرداً فرداً تہہ دل سے مشکور ہوں۔

اور بندہ سیاہ کار کی اس کال کوٹھڑی سے یہاں غازی علم دین شہید ۷۲ سال قبل انگریز فوجی وردی میں ملبوس گورنمنٹ کے دور حکومت میں تختہ دار پر شہید کرنے سے قبل قید رکھا گیا تھا۔ آج اس عظیم عاشق رسول کا روحانی فرزند اس کے جذبے کی پیروی کرتے ہوئے اسی کال کوٹھڑی سے تمام ملت اسلامیہ کیلئے تمام سنی مسلم مکاتب فکر کے لئے' قائدین سپاہ صحابہ مرکزی و صوبائی' ضلعی رہنما و سنی کارکنان اور مجاہدین کے لئے خیر و عافیت و سلامتی و خوشحالی و ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔ امید ہے آپ تمام مسلمان عقیدہ توحید' عقیدہ رسالت' عقیدہ قرآن' عقیدہ صحابہ و نظریہ اسلام کی عظمت و فروغ کے لیے امام اہلسنت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے عالمگیر اسلامی افکار کی تکمیل کے لئے ضرور تادم آخر خدمت سرانجام دیتے رہیں گے۔

والدین اور جملہ اہل خانہ اور سنی مسلمانوں سے گذارش ہے کہ اگر میری طرف سے کسی

کے ساتھ کوئی زیادتی' عزت و احترام میں' خدمت میں کوئی بھی گلہ وشکوہ ہو تو میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں۔ آپ سب بھی مجھے معاف فرمادیں اور ساتھ ہی جنت الفردوس کے میرے حصول ومغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالی میری قبر پر آسانی اور رحمت کا نزول فرمائے۔ آمین! تاکہ میں حساب الٰہی سے بچ سکوں' انشاء اللہ میں قبل از شہادت پانی سے روزہ رکھ کر شہید ہوں گا اور انشاء اللہ اللہ تعالی کے ہاں جا کر شام کو حوض کوثر کے پانی سے روزہ افطار کروں گا۔

بندہ ناظرہ قرآن پاک ایک مرتبہ دھرانے کے بعد اب جیل کے سرکاری معلم قاری عبدالرزاق اور دیگر قیدی بھائیوں کی راہنمائی سے قرآن پاک حفظ کر رہا ہوں۔ سپارہ نمبر تیس حفظ کرنے کے بعد سپارہ انتیس کی سورۃ المعارج کا کچھ حصہ اور سورۃ یٰسین' سورۃ رحمٰن' سورۃ جن بھی اس سے علاوہ حفظ کر چکا ہوں۔ جو شخص قرآن حفظ کرنے کے دوران اگر وفات پا جائے یا شہید ہو جائے تو اس صورت میں اللہ تعالی اس کو قبر میں حافظ قرآن بنا دیتے ہیں۔

باقی دنیاوی طور پر میرا کوئی بھی ذاتی اثاثہ نہ ہے۔ صرف نظریۂ اسلام کی بنیاد پر اللہ تعالی کی وحدانیت' پیارے اور آخری رسول کی رسالت' خلفائے راشدین' جملہ صحابہ کرام' امہات المومنین' دختران رسول' اکابرین اسلام و اسلاف اور اولیاء عظام کی عظمت پر جذبات بھرے اسلامی نظریات ہی بندہ اسیر کا اثاثہ ہے۔ جو تمام راسخ العقیدہ مسلمانوں' اپنے خاندان و گھر کے احباب کے نام وقف کرتا ہوں۔ جو ہم سب کا ذریعہ نجات کا باعث ہوگا۔

میانوالی کی سرزمین پر میرا جنازہ ولی کامل' پیر طریقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں تحصیل وضلع میانوالی پڑھائیں۔ جھنگ کی سرزمین پر سرپرست اعلیٰ مولانا علی شیر حیدری' قائد محترم مولانا محمد اعظم طارق' مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں' مرکزی نائب صدر شیخ حاکم علی' صدر پنجاب مولانا محمد احمد لدھیانوی' جنرل سیکرٹری پنجاب صاحبزادہ قادری' صوبائی راہنما ڈاکٹر منظور احمد شاکر' محمود اقبال' مولانا مجیب

الرحمان انقلابی' اقرار احمد عباسی' مولانا اظہار الحق جھنگوی صاحبان اور جملہ جماعت سے مشاورت کر کے جو بھی وہ تجویز فرمائیں میرا وہی سنی عالم دین جنازہ پڑھائے۔

پہلے تو میری رائے جگہ تدفین کیلئے جامعہ محمودیہ میں شہید مولانا حق نواز جھنگوی' شہید مولانا ایثار القاسمی' شہید مولانا ضیاء الرحمان فاروقی اور شہید مولانا مختار سیال کے پہلو میں دفن کیے جانے کے متعلق تھی۔

لیکن میرے بڑے کزن' اپنے دو چھوٹے بھائی محمد یاسر اور حاجی محمد عمر کے ساتھ بھائی مولوی مبشر صاحب نے دوران آخری ملاقات مجھے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس ضمن میں وصیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ عام قبرستان میں دفن ہونے کی وصیت کر گئے تھے۔ تا کہ ان کی اسلام کے لئے گراں قدر جدو جہد کے باوجود ان کی قبر ریا کاری و نمود و نمائش سے کسی خاص جگہ پر ہونے کے حوالے سے محفوظ رہا جائے۔

لیکن میں نے شہید قائدین سپاہ صحابہ کے ساتھ کسی دنیاوی رشتے کی بنیاد پر نہیں' بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر جیل میں آنے و شہادت نصیب ہونے کی بدولت صرف ان کے ساتھ اسلامی' دینی و روحانی نظریہ کی بنیاد پر دفن ہونا چاہتا تھا۔ مگر بھائی مبشر کی رائے پر میں نے اپنی رائے کو یوں بدلا ہے۔ سپاہ صحابہ کی مرکزی و صوبائی قیادت و جماعت نیز میری دنیاوی شیخ برادری کے تمام بزرگ مرد و عورتیں خصوصاً میرے ننھیال' میرے والدین' حقیقی بھائی اور تینوں بہنوئی' چاروں بہنوں کے مشورے کے مطابق جہاں بہتر سمجھیں میری اس اللہ کی زمین پر تدفین و کچی قبر بنا دیں۔

مزید میرا کفن بھائی اصغر علی معاویہ اپنی حق حلال کی کمائی سے ہونا چاہیے۔

جیل سے کوئی بھی میرا دنیاوی دوست آپ کو ملے تو اس کے ساتھ تعلق نہ بڑھانا نہ ہی اس پر کسی قسم کا اعتماد کرنا۔ جو ہماری جماعت کے اسلامی و دینی نظریاتی احباب ہیں وہ قابل اعتماد ہیں۔ آپ کے پاس آنے پر ان کی عام و خاص کی بھی اخلاقی طور پر خدمت ضرور کرنا۔ یہ کام

ہمارے صرف اور صرف مردوں کے ذمے ہے اور جماعت سے وابستگی رکھنا۔ ہر امور میں جماعت کے ساتھ تعاون کرنا۔ کہیں کوئی یہ نہ کہے کہ میری شہادت کے بعد آپ جماعت سے منہ پھیر گئے ہیں اور میری شہادت پر آپ سے کوئی افسوس کا لفظ ادا کرے تو آپ اس کو کہیں وہ شہید ہے۔ اور ہم مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تمام مسلمانوں اور خاندان سے گذارش ہے کہ بچوں کو اسلامی و دنیاوی تعلیم دلا کر پاکستان کے مختلف محکموں خصوصاً فوج میں ان کو بھرتی کروائیں۔ تاکہ اسلامی سوچ کے حامل لوگوں کا پاکستان کے اقتداروں میں اضافہ ہو۔ تاکہ وطن عزیز میں اسلامی سنی انقلاب کے لئے راہ ہموار ہو اور اہل سنت کے خلاف زیادتیوں کا تدارک ہو سکے۔

بھانجا شیخ محمد فہد عمر شیخ احتشام الٰہی اور شیخ زین العابدین کو مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں قرآن حفظ کرنے کے لئے ضرور داخل کرائیں۔ بھانجی عائشہ الٰہی کو کسی لڑکیوں کے مدرسہ میں قرآن حفظ کرنے کے لئے داخل کرائیں۔ نیز خاندان کے باقی بچوں کو بھی حافظ قرآن ضرور بنائیں۔

میرے سر کا سرخ رومال بھانجے محمد فہد عمر کو دینا ہے۔ ایک سفید ٹوپی خالہ زاد بھائی علی شیخ کو دیں' ایک ٹوپی بھانجے شیخ زین العابدین کو دیں اور میری سبز رنگ کی تسبیح ماموں افتخار کے بڑے بیٹے حافظ شیخ عدیل احمد کو دینی ہے۔ ایک سرخ ٹوپی جو بھائی اصغر علی معاویہ سے لی ہے وہ کزن محمد یاسر جمشید کو دینی ہے۔ میری جائے نماز سب سے چھوٹی بہن کو دینی ہے۔

میرا ایک زیر استعمال سوٹ بہن بیگم اشرف کو دینا ہے۔ جرسی بھائی شیخ اصغر علی کو دینا ہے۔ اور میری ایک کتاب عنوان 'اعمال قرآنی' وہ بہن بیگم رحمت اللہ کو دینا ہے۔ مزید جو بھی میرا جیل سے سامان آپ کو وصول ہو اس میں سے ایک گرم چادر بہن بیگم طارق کو دے دینا۔ باقی گرم کمبل دیگر سامان جملہ جوابی خطوط اور میری لکھی ہوئی کہانی کا کچھ حصہ صفحہ نمبر چورانوے تک اور ایک ایڈریسوں والی سرخ ٹیلی فون ڈائری وغیرہ جیل انتظامیہ سے وصول کر کے میرے والدین اپنے پاس رکھ لیں اور میرے ہاتھ کا سرخ دستی رومال کزن شیخ عبدالوہاب منیر کو دینا۔

میری شہادت پر رونے کی بجائے حوصلہ وہمت سے رہنا اور قرآن پاک کی تلاوت کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرنا۔ دراصل شہید مرحوم کے ساتھ صحیح معنوں میں محبت کے ثبوت کے مترادف ہوتا ہے۔ میری شہادت کی صورت میں جماعت کے کسی بھی فرد سے ذرا بھی گلہ وشکوہ ہرگز نہ کرنا۔ یہ کام میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنی مرضی کے ساتھ جہادی کاروائی سمجھ کر کیا ہے۔ لیکن اس تمام عرصہ گیارہ سال میں جماعت نے آخری دم تک میری رہائی کے لئے پیروی کرتے ہوئے گراں قدر خلوص، فکر اور کوشش کا جو مظاہرہ فرمایا ہے، وہ تاریخ کا حصہ اور مسلمہ حقیقت ہے۔

لیکن اللہ کریم کو میری شہادت کی صورت ہی میں اسلام، ملت اسلامیہ، اور اہل سنت کی ترجمان سپاہ صحابہ پاکستان و میرے خاندان و والدین، بہن بھائیوں کی یونہی کامیابی اور عزت و توقیر منظور تھی۔

آخر میں آپ سب سے مغفرت کیلئے دعا کی درخواست کے ساتھ اجازت۔ اللہ حافظ۔

والسلام

آپ کا خیر اندیش اسیر ناموسِ رسالت وصحابہؓ

شیخ حق نواز جھنگوی۔ خادم سنی قوم، نعرۂ سنی...... جئے سنی

۱۰ کوٹھیاں ۱۰ چکی سنٹرل جیل میانوالی

☆

مظفر پور (حسن ناصر بھچر سے) میانوالی جیل کئی بار عالمی میڈیا کی توجہ کا سبب بنی ہے۔ عظیم ہیرو وغازی علم الدین کے بعد یہ میانوالی کی تاریخ کا دوسرا واقعہ ہے کہ کسی پھانسی پانے والے شخص کو اتنی شہرت ملی ہو۔ حالانکہ اس جیل میں شیخ مجیب الرحمان، مولانا مودودیؒ، عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شورش کاشمیریؒ، ذوالفقار علی بھٹو بھی قید رہے۔ پھانسی سے قبل شیخ حق نواز کو پھانسی گھاٹ کے نزدیک ایک کال کوٹھڑی میں منتقل کر دیا گیا تھا اور حق نواز کے ورثاء ایرانی حکومت کی طرف

سے جواب موصول ہونے کا انتظار کرتے رہے مگر کوئی جواب نہ آنے اور لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے اپیل مسترد ہونے سے تمام امیدیں دم توڑ گئیں۔

ملتان (سٹی رپورٹر) سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز کو پھانسی دی جارہی ہے یا ملتوی کردی گئی' خون بہا ادا کر دیا گیا یا انہیں ایران کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ معلوم کرنے کے لئے صبح تک شہری ''نیا دن'' کے دفتر میں ٹیلی فون کر کے معلومات حاصل کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ملک بھر کی طرح شہر میں گذشتہ روز ہر جگہ حق نواز کی پھانسی موضوع بنی رہی۔

حق نواز رات بھر تلاوت قرآن کرتا رہا۔ اس نے پھانسی سے پہلے نماز ادا کی اور گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ میانوالی جیل کا ماحول سوگوار تھا اور پھانسی کی رات تمام جاگتے رہے۔ بیرکوں سے تلاوت کی آوازیں آتی رہیں۔ پھانسی کے وقت اس نے سزائے موت کے قیدیوں والا مخصوص لباس پہن رکھا تھا۔ جلاد نے اس کے چہرے پر کالا نقاب چڑھایا اور ہاتھ پاؤں باندھنے کے بعد پھندا اس کے گلے میں ڈال دیا۔ حق نواز نے کلمہ شہادت پڑھا اور اس کے ساتھ ہی لیور کھینچ دیا گیا۔

ایک عینی شاہد کے مطابق حق نواز کو جب پھانسی کی کوٹھڑی سے باہر نکالا گیا تو اس نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے کہا کہ غازی علم الدین شہید ناموس رسالت پر قربان ہوا تھا' جب کہ میں ناموس صحابہ پر قربان ہو رہا ہوں' جیل کے ایک کانسٹیبل نے کہا کہ اس نے آج تک کسی آدمی کو اتنی دلیری سے پھانسی گھاٹ کی طرف جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دریں اثنا حق نواز جھنگوی کی میت اس کے بھائی محمد اصغر اور رشتہ داروں نے وصول کی۔ میانوالی جیل گیٹ پر جب میت ایک ایمبولینس میں باہر لائی گئی تو اس کے بھائی نے نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر' زہبر و رہنما مصطفیٰ ؐ اور سڑک پر کھڑے سپاہ صحابہ کے سو سے زائد کارکنوں اور لوگوں نے نعروں کا جواب دیا اور لپک کر ایمبولینس کے اردگرد پھیل گئے۔ پولیس نے ان کو ہٹانے کی کوشش کی جب کہ کارکن نعرے لگاتے رہے اور کارکنوں نے ایمبولینس کے اندر ہی حق نواز کا آخری دیدار کیا۔ بعد ازاں پولیس کی

بھاری جمعیت کی موجودگی میں میت جھنگ روانہ کی گئی۔ حق نواز مرحوم تختہ دار پر زوردار نعرے لگاتے رہے کہ ،،شان رسالت۔ زندہ باد' شان صحابہ۔ زندہ باد' شان اہل بیت۔ زندہ باد'' اور بڑے حوصلہ مند انداز میں تختہ دار کی طرف قدم بڑھایا۔ انہوں نے آخری کیفیت میں اشعار زور دار طریقے سے گنگنائے لیکن کوئی بھی ان کے لفظوں کی تصحیح نہیں کر سکا۔ جب وہ کوٹھڑی سے باہر آئے تو ان کے نعروں کے ساتھ میانوالی جیل بھی نعروں سے گونج اٹھی۔ چھ بج کر اکتیس منٹ پر جلاد نے لیور کھینچ کر پھانسی کی سزا پر عملدرآمد مکمل کر دیا۔ صبح پانچ بجے کے بعد میانوالی راولپنڈی روڈ ٹریفک کے لئے بند کر دی گئی تھی۔ جیل کے باہر صحافی اور سپاہ صحابہ کے کارکن بڑی تعداد میں موجود تھے۔ پولیس اور ایلیٹ فورس کی بھاری نفری بھی جیل کے باہر موجود تھی۔ تقریباً سات بج کر بیس منٹ پر جیل کے مین گیٹ سے ایمبولینس نمبر ایم آئی اے 7031 باہر آئی جس میں حق نواز کا بھائی محمد اصغر اور بہنوئی رحمت اللہ فرنٹ سیٹ پر موجود تھے۔ جب کہ اس کے بہنوئی اشرف اور شیخ طارق اور کزن عثمان اور مبشر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ میت ایمبولینس کے پیچھے رکھی ہوئی تھی جسے دیکھنے کے لئے کارکن جمع ہو گئے اور پولیس کے روکنے کے باوجود آخری دیدار کیا۔ حق نواز کے بھائی اصغر نے باہر آتے ہی نعرے لگائے جس کا کارکنوں اور رشتہ داروں نے بھرپور جواب دیا۔ پولیس کی بھاری نفری میت کے ہمراہ ساڑھے سات بجے جھنگ کے لئے روانہ ہو گئی۔ جہاں حق نواز جھنگوی کو مولانا حق نواز جھنگوی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ مولانا زاہد القاسمی نے پونے چار بجے شام گورنمنٹ بوائز کالج کے گراؤنڈ میں پڑھائی۔ کے پی آئی اور پی پی کے مطابق حق نواز کی نعش دس منٹ تک پھندے سے جھولتی رہی۔

میانوالی سے جھنگ پانچ گھنٹے کا سفر ہے۔ حق نواز کی میت ایک بجے دوپہر کے قریب جھنگ پہنچے گی۔ ان کے والد نے ،،نیا اخبار'' کو بتایا کہ شیخ حق نواز جھنگوی کو آبائی قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ رات ۱۲ بجے کے بعد میانوالی شہر کی اہم چوکوں و مشرق کی طرف نکلنے والی گلیوں کے ناکوں پر پولیس نے کڑا پہرہ لگا دیا۔ سپاہ صحابہ کے سابق عہدیدار شیخ حمید الدین کے گھر سے ورثاء

حق نواز کو علی الصبح پولیس کی معیت میں جیل لے جایا گیا۔ جہاں سپاہ صحابہ کے ارکان، مقامی نمائندگان پریس اور بین الاقوامی پریس کے نمائندے و عام شہری موجود تھے۔ سپاہ صحابہ کے ارکان نے شیخ محمد اصغر برادر خورد حق نواز کے نعروں کا بڑے جوش وجذبے سے جواب دیا اور جب میت باہر لائی تو رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ سپاہ صحابہ کے ارکان نے ان کا استقبال آنسوؤں کی برتی بوندوں سے کیا بلکہ وہاں پر موجود ہر شخص رو رہا تھا۔

ملتان (نیوز ڈیسک) شیخ حق نواز کی پھانسی کو عالمی ذرائع ابلاغ نے خصوصی اہمیت دی۔ اس خبر کو نمایاں طور پر نشر اور ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ پی ٹی وی نے پھانسی کی پہلی خبر ۸ بجے صبح خبروں کے انگریزی بلیٹن میں نشر کی۔ تاہم اسے عام خبر کے طور پر نشر کیا گیا اور عوامی دلچسپی کی اس خبر کا خاص خاص خبروں میں کوئی ذکر نہ تھا۔

ملتان (وقائع نگار خصوصی) سپاہ صحابہ کے رہنما شیخ حق نواز جھنگوی کی میت جب میانوالی جیل سے بائی روڈ جھنگ لائی گئی تو ورثاء نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ میانوالی سے میت کو غسل دیئے بغیر یہاں لایا گیا۔ شیخ حق نواز کے قریبی عزیزوں نے کہا کہ انتظامیہ کا وعدہ تھا کہ میانوالی میں غسل کے بعد وہاں بھی نماز جنازہ کی اجازت دی جائے گی مگر انتظامیہ نے وعدہ پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے جنازے میں تاخیر ہوگئی۔

ملتان (وقائع نگار خصوصی) شیخ حق نواز کی میت جب ان کے گھر پہنچی تو تمام عزیز واقارب نے لوگوں کو پرامن رہنے کی اپیل کی۔ اسی دوران ایک ماموں اور دیگر عزیز واقارب نے اپنے تاثرات میں بتایا کہ ہمارا مخالف فرقہ نہیں چاہتا کہ ملک پاکستان میں امن ہو۔ قاضی حسین احمد کی موجودگی میں شیخ حق نواز کے ماموں شیخ جمشید احمد نے کہا کہ موت برحق ہے۔ حق نواز کی موت کو اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔

والد شیخ خالد محمود نے جھنگ میں ہمارے نمائندے کو بتایا کہ میانوالی جیل میں میرا بیٹا حوصلے میں تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ کیونکہ صادق گنجی گستاخ رسول تھا' اس لیے میں نے مولانا حق نواز

شہید اور غازی علم الدین شہید کے مشن پر چلتے ہوئے اسے قتل کیا۔

جھنگ (این این آئی) خانہ فرہنگ ایران لاہور کے ڈائریکٹر جنرل صادق گنجی کے قتل کیس میں سزائے موت کے مجرم سپاہ صحابہ کے نوجوان کارکن شیخ حق نواز جھنگوی اور اس کے اہل خانہ کو مذکورہ مقدمہ کے حوالے سے ذرائع ابلاغ میں زبردست اہمیت حاصل ہو گئی اور وہ میڈیا کی خاص توجہ کا مرکز بنے رہے۔ دو روز کے دوران کئی قومی اخبارات اور خبر رساں اداروں کے ہیڈ کوارٹرز سے آنے والی صحافیوں کی خصوصی ٹیمیں حضرت عمرؓ سٹریٹ' غازی چوک' محلہ احمد نگر' جھنگ روڈ' جھنگ صدر میں شیخ حق نواز جھنگوی کے گھر آ کر اس کے والد شیخ خالد محمود' چھوٹے بھائی شیخ محمد اصغر' ماموں شیخ منیر احمد اور گھر کے دیگر ارکان سے انٹرویوز کرتی رہیں۔ جبکہ مذکورہ ذرائع ابلاغ کے خصوصی فوٹو گرافرز شیخ حق نواز جھنگوی کی تصاویر حاصل کرنے کے لئے اس کے ورثاء' ان کے پانچ مرلہ کے آبائی گھر' گلی اور دیگر مکانات کی تصویر کشی کرتے رہے۔

پھانسی کی خبر سنتے ہی کارکن دھاڑیں مار کر رونے لگے' گھر میں کہرام

جھنگ (نمائندہ خصوصی) سپاہ صحابہ کے کارکن حق نواز جھنگوی کی پھانسی کی خبر جھنگ پہنچی تو سپاہ صحابہ کے کارکن دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ حق نواز کے گھر میں کہرام مچ گیا۔ اس موقع پر رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ میت آج دوپہر جھنگ پہنچے گی اور بعد نماز عصر شفقت شہید گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ اس موقع پر جھنگ میں کڑی نگرانی ہے۔ پولیس اور ایلیٹ فورس کے اضافی دستے طلب کر لئے گئے ہیں۔ آج جھنگ میں تمام کاروباری مراکز بند رہیں گے اور مقامی انتظامیہ کی ہدایت پر تاجر تنظیموں نے مارکیٹیں بند رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ جنازے کے راستوں پر واقع مکانات کی چھتوں پر پولیس تعینات کر دی گئی ہے۔ شہر میں موٹر سائیکل سواروں کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے اور کسی کو چادر یا جیکٹ کے ساتھ موٹر سائیکل چلانے کی اجازت نہیں۔ صوبائی انتظامیہ نے صورتحال کو مانیٹر کرنے کے لئے کنٹرول روم قائم کر رکھا

ہے۔ جہاں سے لحہ لحہ رپورٹ اعلیٰ حکام کو بھجوائی جا رہی ہے۔ کارکنوں کی بڑی تعداد صبح ہی حق نواز کے گھر پہنچنا شروع ہو گئی۔ عالمی ذرائع ابلاغ کی ٹیمیں پہلے ہی جھنگ پہنچ چکی تھیں۔

وقوعہ کے دس سال دو ماہ بارہ دن بعد شیخ حق نواز کو سزائے موت دی گئی

جھنگ (این این آئی) صادق گنجی کے قاتل شیخ حق نواز جھنگوی کو وقوعہ کے دس سال دو ماہ بارہ دن بعد سزائے موت دی گئی اور اس تمام عرصہ میں واحد ملزم شیخ حق نواز جیل میں رہا۔ جب کہ تین ملزم ...... لشکر جھنگوی کے سربراہ ریاض بسرا' زکی اللہ اور جاوید اقبال مفرور ہو گئے اور پانچ ملزمان کو عدالت نے بری کر دیا۔

جھنگ (این این آئی) صادق گنجی قتل کیس کی پہلی ایف آئی آر اس وقت کے وزیر اعلیٰ نواز شریف اور دوسری ھتو از ریاض بسرا اور دیگر کے خلاف درج ہوئی۔ عدالت نے حق نواز کو سزائے موت' تین کو مفرور اور پانچ ملزم بری کر دیے۔ تفصیلات کے مطابق صادق گنجی قتل کیس تھانہ ریس کورس لاہور میں پہلی ایف آئی آر اس وقت کے وزیر اعلیٰ نواز شریف کے خلاف درج کرائی گئی تاہم تفتیش کے بعد ایک دوسری ایف آئی آر شیخ حق نواز جھنگوی' ریاض بسرا' ذکی اللہ' جاوید اقبال' محمد حنیف' وسیم احمد' محمد حسین' شیخ محمد عارف اور کاکا کے خلاف درج کی گئی۔ اس وقت شیخ حق نواز کی عمر تیس سال تھی۔

جھنگ (نمائندہ خصوصی) خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق حق نواز جھنگوی کے جنازے میں شرکت کے لئے سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی کے کئی مفرور دہشت گرد بھی جھنگ پہنچ گئے ہیں۔ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے دیگر اداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اشتہاری ملزموں پر نظر رکھیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جنازے میں شرکت کے لئے بعض دہشت گرد افغانستان اور قبائلی علاقوں سے آئے ہیں اور ان کے سروں کی قیمت لاکھوں روپے مقرر ہے۔ دریں اثناء لشکر جھنگوی کے سربراہ ریاض بسرا نے کہا کہ میں اپنے ساتھی حق نواز کے جنازے میں شرکت کے لئے جھنگ

ضرور آؤں گا۔ اگر ایجنسیوں میں ہمت ہے تو مجھے روک لیں۔ ایک گمنام فون کال میں انہوں نے کہا کہ حق نواز میرا ساتھی تھا اور میں اس کے قتل کا انتقام ضرور لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ پھانسیاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتیں۔

ملتان (سٹی رپورٹر) ملتان ڈویژن میں رات بھر پولیس اور انتظامیہ کے اعلیٰ حکام حفاظتی اقدامات کا جائزہ لیتے رہے اور شاہراہوں پر ناکہ بندی رہی۔ شہر میں داخل ہونے والی گاڑیوں اور مسافروں کی سختی سے چیکنگ کی گئی۔ جنرل بس سٹینڈ پر گاڑیوں کے مالکان کو ہدایت کی گئی کہ وہ مسافروں اور اردگرد کے ماحول پر کڑی نظر رکھیں۔ ادھر منگل کی شام ملتان سے جھنگ جانے والی گاڑیوں کو جھنگ میں داخل نہیں ہونے دیا گیا جو کہ مسافروں کو لے کر رات گئے واپس ملتان پہنچیں۔ مسافروں نے بتایا کہ جھنگ میں سخت ناکہ بندی اور جگہ جگہ گاڑیوں اور مسافروں کی سختی سے چیکنگ کی گئی۔ ملتان میں بھی رات بھر سڑکوں پر ٹریفک کم رہی اور جگہ جگہ پولیس ناکوں اور راہگیر اور گاڑیوں کے مسافروں کی تلاشی کا سلسلہ جاری رہا۔ پولیس ایلیٹ فورس ایف سی خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار اور فلائنگ اسکواڈ کے دستے رات بھر گشت کرتے رہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایوان صدر میں سپاہ صحابہ کی مرکزی قیادت پر مشتمل وفد نے سزا کی معافی کے لئے اپیل صدر مملکت سے ملاقات کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن ایوان صدر سے جواب آیا کہ صدر اس وقت موجود نہیں جس پر سپاہ صحابہ کی مرکزی قیادت نے معافی کی اپیل ایوان صدر میں فیکس کر دی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ جھنگ اور دیگر شہروں میں سپاہ صحابہ کی قیادت اور دیگر اہم رہنماؤں کو کئے جانے والے فون ٹیپ کیے جاتے رہے۔

جھنگ (نامہ نگار + ایجنسیاں) ایرانی سفارتکار آقائے صادق گنجی کے قتل میں پھانسی پانے والے سپاہ صحابہ کے کارکن شیخ حق نواز جھنگوی کی میت جب جھنگ پہنچی تو علاقے میں شدید اشتعال پھیل گیا اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور پولیس کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا۔ جس کے نتیجے میں ۱۲ افراد ہلاک جب کہ کئی زخمی ہو گئے۔ اے ایف پی کے مطابق پولیس نے بتایا ہے کہ

CS CamScanner

دوطرفہ فائرنگ کے نتیجے میں ۵ افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ جن میں سے ایک کی حالت نازک ہے جب کہ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق دو افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ کے پی آئی کے مطابق انتظامیہ نے پورا شہر سیل کر رکھا ہے جبکہ کشیدگی کے پیش نظر حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کر رکھے ہیں اور سڑکوں پر فوج گشت کر رہی ہے۔ شہر میں مکمل ہڑتال ہے۔ ہمارے نامہ نگار کے مطابق حق نواز جھنگوی کی میت بدھ کی صبح میانوالی سے جھنگ تقریباً ۱۱ بجے ان کے گھر واقع احمد نگر کالج روڈ پہنچی تو وہاں پر موجود سینکڑوں افراد جن میں ان کے عزیز و اقارب شامل تھے۔ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اس سے قبل سپاہ صحابہ مرکز سے صبح سویرے ہی حق نواز کو پھانسی دیئے جانے اور جنازے کے بارے میں ہوٹر بجا کر لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا گیا۔ جب انتظامیہ اور پولیس مرکز کی جانب بڑھی تو مرکز اور اس کے گردونواح سے پتھراؤ شروع ہو گیا۔ جس پر پولیس نے زبردست شیلنگ کر کے ہجوم منتشر کر دیا مگر تھوڑی دیر کے بعد لوگ دفعہ ۱۴۴ کے باعث ۴-۴ کی ٹولیوں میں پھر جمع ہو گئے۔ اطلاع کے مطابق سٹی مجسٹریٹ کی گاڑی کو نقصان پہنچا بعد میں مرکز سپاہ صحابہ سے ہوائی فائرنگ ہوتی رہی۔ پولیس کی جوابی فائرنگ کے نتیجے میں ۲۵ سالہ نوجوان محمد شہزاد ولد محمد فقیر سکنہ محلہ دھوپ سڑی جاں بحق اور ۸ دیگر افراد زخمی ہو گئے۔ ان میں مظہر اسلم' محمد فہیم' مجید احمد' بشیر احمد' محمد خاور' توصیف شہزاد' اور محمد خالد شامل ہیں۔ ۔ زخمیوں کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔ این این آئی کے مطابق کسی ناخوشگوار صورتحال سے نمٹنے کے لئے ضلعی انتظامیہ و پولیس حکام نے اوپر کی ہدایات کے مطابق انتہائی سخت اور فول پروف حفاظتی انتظامات کیے اور لحہ بہ لحہ صورتحال مانیٹر کرنے کے لیے خصوصی کنٹرول روم بھی قائم کیے گئے اور منگل کو ہی جھنگ کو سیل کر دیا گیا تھا۔ تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے ہر قسم کی ٹرانسپورٹ کو سختی سے چیک کیا جاتا رہا حتیٰ کہ شہر میں چادر اوڑھ کر یا جیکٹس اور اوور کوٹ پہن کر موٹر سائیکل چلانے پر بھی پابندی رہی۔ بدھ کو تمام سرکاری و غیر سرکاری دفاتر میں غیر اعلانیہ تعطیل رہی۔ تمام تعلیمی ادارے بند رہے۔ صبح ۸ بجے سے ہی پولیس کی بھاری نفری نے سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹریٹ جامع مسجد حق نواز شہید"

محلہ پپلیانوالہ جھنگ صدر کو گھیرے میں لے لیا۔ پولیس نے کارکنوں کی گرفتاری کے لئے گھروں پر بھی چھاپے مارے جس پر مشتعل کارکنوں اور پولیس کے درمیان ٹکراؤ وقفہ وقفہ سے جاری رہا۔ پولیس نے کارکنوں پر اندھا دھند لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا وحشیانہ استعمال کیا۔ جس سے گھروں میں موجود خواتین' بچے بری طرح متاثر ہوئے مگر اس کے باوجود سپاہ صحابہ کے مشتعل کارکن منتشر ہونے کے بجائے جامع مسجد حق نواز جھنگوی شہیدؒ میں جمع ہو گئے۔ سپاہ صحابہ کے قائدین نے مسجد کے لاؤڈ سپیکر پوری آواز کے ساتھ کھول دیئے اور انتظامیہ کے خلاف زبردست نعرے بازی شروع کر دی اور اسے متنبہ کیا کہ وہ تشدد کی کاروائیاں بند کر دے ورنہ ان کے خلاف پوری قوت سے کاروائی کی جائے گی۔ مرکزی سیکرٹریٹ سے لاؤڈ سپیکر پر کارکنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ریاستی غنڈہ گردی کرنے والے انتظامی افسران کو روکیں اور انہیں سبق سکھائیں۔ جس کے ساتھ ہی اچانک کئی جگہوں سے فائرنگ شروع ہو گئی جس پر پولیس نے کارکنوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ بند کر دیا۔ محلہ حق نواز میں غیر اعلانیہ کرفیو کا سماں تھا اور کسی شخص کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر اس کے باوجود صبح سے ہی مختلف اطراف سے دھوئیں کے بادل اٹھتے رہے اور کئی جگہوں پر آگ لگی رہی۔ شہر میں ہر طرف سوگ کی فضاء چھائی ہوئی تھی۔ این این آئی کے مطابق پولیس اور کارکنوں کے تصادم میں شدت آنے پر فوج طلب کر لی گئی ہے اور فوج کے مسلح دستوں نے پٹرولنگ شروع کر دی ہے۔ تاہم حالات بدستور سخت کشیدہ ہیں۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی سیکرٹریٹ سے ملحقہ محلہ دھوپ سڑی میں بدھ کی صبح ساڑھے دس بجے سپاہ صحابہ کے کارکنوں پر پولیس کی فائرنگ کے نتیجہ میں ایک چالیس سالہ شخص فقیر محمد جاں بحق ہو گیا۔ جب کہ سپاہ صحابہ کے آٹھ کارکن شدید زخمی ہو گئے۔ جن میں سے بعض کی حالت تشویشناک ہے۔ نماز جنازہ کی ادائیگی اور تدفین کے سلسلہ میں سپاہ صحابہ کے قائدین اور انتظامی حکام کے درمیان شدید کشیدگی رہی۔ انتظامیہ نے صرف ایک گھنٹہ کے لئے میت رکھنے اور جھنگ روڈ پر ہی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے ہدایات دی تھیں۔ مگر ورثاء اور سپاہ صحابہ کے قائدین نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ غسل اور کفن

دفن کے بعد میت عام دیدار کے لئے سڑک پر رکھ دی گئی۔ سپاہ صحابہ کے کارکن نماز جنازہ کے لئے مولانا اعظم طارق کو رہا کرنے کا مطالبہ کرتے رہے تھے۔ اس دوران شہر کے حساس علاقوں میں بجلی بند کر کے علاقہ کی مساجد پر پولیس نے عملاً قبضے کر لیے جس کی وجہ سے کسی مسجد سے جنازہ کے وقت کا اعلان نہ ہوسکا۔ جب کہ مختلف علاقے مکمل طور پر سیل ہونے کے باعث لوگوں کو گھروں سے باہر نکلنے میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ سرکاری حکام نے حق نواز جھنگوی کو قبرستان لوہے شاہ جھنگ صدر میں سپرد خاک کرنے کیلئے قبر تیار کروا رکھی تھی مگر سپاہ صحابہ کے قائدین راضی نہ ہوئے اور جنازہ کو جلوس کی شکل میں لے جا کر جامعہ محمودیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جنازہ کا جلوس ایک کلومیٹر سے زائد لمبا تھا۔

حق نواز کی میت کو دیکھ کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے تو ورثاء نے ان لوگوں کو منع کر دیا۔ میت ان کے آبائی گھر کے صحن میں رکھی گئی جہاں آخری دیدار کیا گیا۔ سب سے پہلے خواتین کو آخری دیدار کرایا گیا۔ ان خواتین کو بھی ''بین'' کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ جو بھی خواتین آخری دیدار کے بعد باہر آتیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو ہوتے۔ خواتین کلمہ طیبہ کا ورد کرتی رہیں۔ بعد ازاں مردوں نے آخری دیدار کیا۔ غسل کے بعد میت پر سپاہ صحابہ کا جھنڈا بھی ڈالا گیا۔ والد' بھائی' چچا' ماموں' بہنوئی اور خواتین' عزیز و اقارب سمیت ہر شہری سکتے میں تھا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ جبکہ نماز جنازے کو لمبے لمبے بانس باندھے گئے تھے۔

ملتان (وقائع نگار خصوصی) جھنگ میں شیخ حق نواز کی تدفین کے موقع پر مختلف مقامات پر اعلانات ہوتے رہے کہ حضرات ریاض بسرا جھنگ پہنچ گیا ہے اور وہ اپنے دوست کے جنازے میں شریک ہوگا۔ ان اعلانات کے بعد شہر میں مختلف مقامات پر فائرنگ بھی ہوئی۔ شہر میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں' انتظامیہ کی دوڑیں لگ گئیں اور حفاظتی انتظامات سخت کر دیئے گئے۔ ریاض بسرا نے ایک روز قبل ہی اعلان کیا تھا کہ وہ جنازے میں ضرور شریک ہوگا۔ شہر میں یہ قیاس آرائیاں بھی ہوتی رہیں کہ جنازے میں سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی کے کئی مفرور دہشت گرد

بھی شریک ہیں۔

ملتان (سپیشل رپورٹ) آج نماز فجر کے بعد سپاہ صحابہ نے کراچی' حیدرآباد' پشاور' ڈیرہ اسماعیل خان' اکوڑہ خٹک اور صوابی میں مظاہرے کیے۔ ذرائع کے مطابق کراچی میں ایرانی پرچم نذر آتش کر دیا گیا۔ مجموعی طور پر آج صبح 247 گرفتاریاں کی گئیں۔ کراچی سے 17' حیدر آباد سے 7 جبکہ دیگر علاقوں میں ابھی تک سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی گرفتاریاں جاری ہیں۔ کراچی میں کارکنوں اور پولیس میں تصادم بھی ہوا۔

ملتان (سپیشل رپورٹ) سپاہ صحابہ نے شیخ حق نواز کو آج صبح پھانسی ملنے کے بعد ملک بھر میں تین روز سوگ کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سلسلہ مین تمام یونٹوں کو قرآن خوانی اور تعزیتی سوگ کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

شیخ حق نواز کو پھانسی

ایرانی سفارتکار آقائے صادق گنجی کے قتل کی پاداش میں سپاہ صحابہ کے کارکن شیخ حق نواز جھنگوی کو بدھ کی صبح میانوالی جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ حق نواز مرحوم کی میت جھنگ پہنچی تو انتظامیہ نے صرف ایک گھنٹہ کے لئے میت رکھنے اور جھنگ روڈ پر ہی نماز جنازہ ادا کرنے کی سخت ہدایات دیں' مگر ان کے ورثاء اور سپاہ صحابہ نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ہزاروں افراد نے حق نواز جھنگوی کی نماز جنازہ ادا کی اور انہیں سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ جھنگ میں مشتعل مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپوں کے دوران فائرنگ سے ایک شخص جاں بحق اور ۱۸ افراد زخمی ہو گئے۔ اس موقع پر سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا اعظم طارق نے اپنے کارکنوں کے نام ایک پیغام میں انہیں تلقین کی ہے کہ وہ پر امن رہیں' صبر کا

دامن نہ چھوڑیں اور کسی ہنگامے میں ملوث نہ ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے امن و سلامتی کے راستے خود بند کئے ہیں مگر ہم قیام امن کی کوشش جاری رکھیں گے۔

ہمیں افسوس ہے کہ حق نواز جھنگوی کی سزائے موت معاف کرانے کے لئے کی جانے والی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں اور انہیں پھانسی دے دی گئی۔ جماعت اسلامی کے نائب امیر لیاقت بلوچ نے کہا ہے کہ ہم اس معاملے کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن حکومت نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔ معلوم نہیں دونوں فریقوں کے درمیان کس سطح پر گفتگو جاری تھی اور انہوں نے اپنے اپنے رویوں میں کیا تبدیلیاں لانے کا عندیہ دیا تھا جن کی بنیاد پر جناب لیاقت بلوچ مفاہمت و مصالحت کے بارے میں پر امید تھے تاہم یہ نشاندہی کرنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ کوششیں بہت تاخیر سے شروع کی گئیں۔ آخری مراحل پر مصالحت کی جو مہم زور شور سے چلائی گئی اگر اسے چند ماہ قبل شروع کردیا گیا ہوتا تو کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے۔ حق نواز کو بہت عرصہ پہلے سزائے موت سنائی جاچکی تھی۔ اسلامی فقہ میں دیت کا قانون بڑی حکمت کا حامل ہے۔ اس کی مدد سے انتقام در انتقام کے جذبے کو سرد کیا جاسکتا اور جھگڑوں کا تصفیہ کرنے کا ساز گار ماحول پیدا کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان کے فوجداری قانون میں بھی اس کی گنجائش موجود ہے۔ افسوس ہے کہ اس قانون سے استفادہ نہ کیا جاسکا۔ بہر صورت ایک شخص جو دنیا سے رخصت ہوگیا' اسے واپس نہیں لایا جاسکتا۔ اس موقع پر آقائے صادق گنجی کے سانحہ قتل کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مرحوم ہمارے مسلمان بھائی تھے اور پاکستانی قوم کے مہمان بھی۔ ان کی حفاظت ہماری دوہری ذمہ داری تھی۔ انسان دوستی اور اتحاد امت کا تقاضا ہے کہ متعلقہ فریق' مذہبی رہنما اور حکومت سب مل کر ٹھنڈے دل سے ان اسباب و عوامل پر غور کریں جو ایسے المناک سانحوں کا سبب بنتے رہے ہیں اور جن کے سبب کئی بے گناہوں کا خون بہایا جاچکا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ان حملوں کا نشانہ بیشتر ان لوگوں کو بنایا گیا جو عام مسلمانوں کی نسبت زیادہ مذہبی رجحان رکھتے اور ادائگی نماز اور مجالس ذکر کے لئے مساجد اور امام بارگاہوں مین حاضری دیتے اور ان کا انتظام

چلاتے ہیں۔ ہم تمام مذہبی رہنماؤں اور پرجوش کارکنوں کو ملت کا سرمایہ سمجھتے ہیں لیکن ان سے دست بستہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو جے پال بنانے' ایک دوسرے پر کفر کے فتوے جڑنے اور قتل و غارت کے ذمہ دار افراد کو ہیرو بنانے کی روش چھوڑ دیں۔ اگر اس طرز عمل سے نجات حاصل نہ کی گئی تو باہمی قتال کا سلسلہ کہیں رکنے کا نام نہیں لے گا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ مذہب کے نام پر خوں ریزی تمام اہل اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہی ہے۔

سپاہ صحابہ کے سربراہ جناب اعظم طارق نے اپنے کارکنوں کو جذباتی رد عمل سے گریز اور صبر کی تلقین کر کے اعلیٰ بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔ ان کا یہ تاثر اپنی جگہ کہ حکومت حق نواز جھنگوی کی پھانسی کی سزا پر عملدر آمد روک کر مصالحت کا نیا در کشادہ کر سکتی تھی' تاہم حکومت کی اس مبینہ ناکامی سے علماء اور مذہبی گروہوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہوئی۔ یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جانی چاہئے کہ ہمارے برادر ملک ایران کے رہنے والوں کے جذبات بھی اس معاملے میں بہت شدید اور تلخ تھے۔ صادق گنجی مرحوم کے ورثاء عدالت کے فیصلے کا فوری نفاذ چاہتے تھے۔ یہ کہنا حقائق کے خلاف ہوگا کہ اس واردات کے بنیادی فریق حکومت پاکستان اور شیخ حق نواز کے (سیاسی اور حقیقی) اعزہ و اقرباء تھے۔ یہ نہ بھولا جائے کہ صادق گنجی مرحوم کے پسماندگان کی مرضی کے بغیر پھانسی کی سزا پر عملدر آمد کسی بھی طور رک نہیں سکتا تھا۔ کئی کوششیں کرنے والوں کے انداز سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کچھ کرنے سے زیادہ یہ تاثر دینے میں لگے ہوئے تھے کہ ان کو کوشش کرنے میں مصروف دیکھا جائے اور اس مصروفیت کا اعتراف کر لیا جائے۔ ہم کسی کے وکیل نہیں ہیں' لیکن یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پاکستان کے وہ مذہبی افراد جو یہاں بیٹھ کر دھواں دھار بیان دے رہے ہیں' جرگہ بنا کر ایران کیوں نہیں گئے؟ اور وہاں صادق گنجی مرحوم کے ورثاء کے ٹوٹے ہوئے دل پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت انہوں نے کیوں محسوس نہیں کی؟

بہر حال مذہبی رہنماؤں کو یاد رکھنا چاہئے کہ انہیں امت مسلمہ میں اتحاد قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا یہ نسخہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ حقیقت

یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھنے والے سب مسلمان امت واحدہ کا حصہ ہیں' خواہ مسلک کی بنیاد پر ان میں کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔ اگر ہر گروہ یہ فیصلہ کرلے کہ وہ ایسے لوگوں کو اپنی صفوں میں جگہ نہیں دے گا جو مسلکی اختلافات سے نفرتیں ابھارنے اور دل آزاری کا سامان پیدا کرتے ہیں تو وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔

حکومت نے نفاذ قانون کے نام پر جس سخت گیری کا مظاہرہ کیا ہے' اس سے شاید یہ بات تو ثابت ہو جائے کہ حکومت نفاذ قانون اور عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد کی پوری طاقت اور صلاحیت رکھتی ہے' لیکن اس سے فرقہ وارانہ فساد کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ متحارب دھڑوں کو مصالحت کی جانب لانے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کے جید مذہبی علماء سے تعاون طلب کیا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اختلافات کو اسلامی اصولوں کے مطابق حل کرنے اور فرقہ وارانہ نفرتیں مٹانے کے لئے لائحہ عمل پیش کریں۔ (اداریہ روزنامہ پاکستان۔ جمعہ ۶ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ ۲ مارچ ۲۰۰۱ء)

باب نمبر 6

متفرق مضامین

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق!

"مجاہد صاحب اب تو ذرا ہوش میں آؤ اور اپنے موقف میں کچھ نرمی لاؤ' اب تو حکومت نے آپ کی جماعت کے لیڈر حق نواز کو پھانسی کی سزا دینے کا لگتا ہے اصولی فیصلہ کر لیا ہے"
کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود طلبہ اس موضوع پر کافی دیر سے بحث مباحثے میں مصروف تھے۔ مجھے دیکھ کر گویا فیصلہ سناتے ہوئے بحث سمیٹنے کا اعلان کیا۔ میں چونکہ کافی تھکا ہوا تھا' اور کوئی لمبی چوڑی گفتگو کا رسک لینے کی ہمت سے خالی تھا اس لیے ان کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہتا تھا۔ میں نے صرف ان کی غلط فہمی کے ازالے کے لئے یہ وضاحت کافی تصور کی کہ غازی حق نواز ہماری جماعت کا لیڈر نہیں' بلکہ صرف ایک "کارکن" ہے۔

میرا جملہ سن کر سب چونک پڑے اور کہنے لگے کہ اب بات چھپانے کی کوشش نہ کرو کیا صرف ایک کارکن کی پھانسی کی سزا رکوانے کے لئے آپ کی پوری جماعت اور اس کے قائدین اتنے سرگرم ہیں؟۔ ہم نے آپ کو اس سے پہلے اتنا مصروف کبھی نہ دیکھا کہ آپ کو ایک ہفتے سے کپڑے بدلنے' کھانا کھانے اور کمرے میں آنے کا وقت ہی نہیں ملتا حالانکہ آپ لمبے سفر پر بھی

نہیں گئے۔ یہیں شہر میں ہوتے ہیں۔ لیکن مصروف حد سے زیادہ جبکہ اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگوں نے پورا ملک سر پر اٹھا رکھا ہے دوسری طرف حکومت نے آپ کے خلاف کریک ڈاؤن کر کے سینکڑوں کارکن گرفتار کر لئے ہیں کیا یہ سب کچھ ایک کارکن اور عام کارکن کے لئے ہو رہا ہے؟

اس طرح کی گفتگو اور باتیں تقریباً کئی روز سے ہمارا معمول بن چکی تھیں۔ میں نے اپنے ان نادان دوستوں کو بتایا کہ ہماری جماعت کوئی سیاسی پارٹی نہیں جس میں کارکن جانور تصور کیے جاتے ہوں یا کوڑا کرکٹ کا کچرا کہ جب لیڈر چاہیں پھینک دیں۔ ہم تو اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں جو اپنے ایک کارکن کی شہادت کی خبر سن کر تڑپ اٹھے تھے اور اپنے چودہ سو صحابہ سے موت کی بیعت لی تھی کہ جب تک عثمان کا بدلہ نہیں لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

میں نے بتایا کہ غازی حق نواز بھی ہماری جماعت کا کارکن ہے۔ ہم اس کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتے رہیں گے۔ تو میرے نادان دوستوں کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی تب میں نے انہیں بتایا کہ غازی حق نواز اس دور کا غازی علم الدین ہے۔ جس نے اپنے عمل کے ذریعے قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے ساتھ ساتھ وقت کے جیالوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے پیارے صحابہ کے خلاف وطن عزیز کی پر امن اور رواداری و اخوت پر مبنی فضا میں تعصب و نفرت کے بیج بونے کا انجام سخت خطرناک ہوا کرتا ہے اور یہ کہ پاکستان کی مائیں غازی علم دین شہید کے بعد بانجھ نہیں ہوئیں۔ اگر اس سرزمین پر راجپال پیدا ہوتے رہیں گے تو علم دین پیدا ہونے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔

میں نے مزید حیران ہونے والے اپنے دوستوں سے کہا کہ حیرانگی کی کوئی بات نہیں، اس لئے کہ حق نواز عاشق تھا اور عشق کی راہ پر گامزن عشق و محبت کی داستانیں ہمیشہ عقل و خرد پر سبقت لے جاتی ہیں۔ عشق کا لفظ اگر ہمارے معاشرتی استعمال میں پراگندہ نہ ہو چکا ہوتا تو یہ لفظ ہی اپنے اندر ایک انوکھی داستان رکھتا ہے۔

آج ہماری نسل نو کو جو عشق کا سبق میڈیا کے ذریعے پڑھایا جاتا ہے یا جو کہانیاں عشق کی دکھلائی جاتی ہیں وہ عشق کے اصل مفہوم اور معنی سے بہت مختلف ہیں' حق نواز اگرچہ ہمارے معاشرے میں ہی پرورش پانے والا ایک نوجوان تھا مگر اس کا عشق اس دنیا سے دنیا کی لذتوں سے دنیا کی عزت و دولت سے نہیں بلکہ اس کا عشق اللہ اس کے رسول اور صحابہ سے تھا۔ اسے اللہ کی محبت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے جذبے نے صحابہ سے عشق کرنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تمام تر لذتوں' عیاشیوں اور آزادیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عشق صحابہ میں مگن ہو کر سرخروئی کی منزل کی جانب چل پڑا ہے۔ اس نے صحابہ سے عشق کیا تو صحابہ کرام کا کردار اپنے عمل سے دکھا گیا۔

تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ آپؐ سے محبت اور عقیدت کی بناء پر صحابہ کرام کو سولیوں پر لٹکایا گیا مگر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ صحابہ نے رسول کا دامن چھوڑا ہو جب غازی حق نواز کو پھانسی دی جا رہی تھی تو میرے سامنے تاریخ کا وہ واقعہ گویا دھرایا جا رہا تھا جسے بار ہا پڑھا اور سنا تو تھا" دیکھنے کی حسرت پوری نہ ہو سکی تھی کہ خبیب بن عدیؓ کو پھانسی پر لٹکانے سے پہلے کہا گیا تھا کہ تم صرف یہ کہو کہ میری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھانسی پر لٹکا دو ہم تمہاری سزا معاف کریں گے۔ خبیبؓ نے عشق کے نشے میں چور ہو کر کہا تھا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا چہ جائے کہ میری جگہ پھانسی پہ لٹکا دیا جائے۔

یہ نعرہ ایک عشق میں ڈوبا ہوا نعرہ تھا۔ آج سے پہلے تاریخ کے خشک اوراق پر چھپے ہوئے یہ واقعات کسی دیومالائی مخلوق کے واقعات محسوس ہو رہے تھے مگر آج چودہ صدیوں بعد ایک نوجوان سولی پر لٹک کر بھی اللہ کی کبریائی' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صحابہ کی عظمت کے نعرے لگا رہا تھا۔ تو گویا تاریخ اپنے آپ کو دھرا رہی تھی اور لوگوں کو یہ سمجھنے میں آسانی ہوئی کہ یہ ماضی کے واقعات کوئی کاغذی داستانیں نہیں۔ صحابہ کی عظمتوں کے نعرے لگاتے ہوئے رواں دواں یہ عشق میں ڈوبے نوجوان اس بات کا عیاں ثبوت ہیں کہ اسلام چودہ صدیوں

بعد بھی زندہ ہے۔ میرے یہ نادان دوست عقل کی کسوٹی پر ان واقعات کو پرکھنے میں مصروف تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کیا کوئی عام نوجوان! جی ہاں! ہم جیسا عام نوجوان اتنی بڑی قربانی دے سکتا ہے؟

جب اخبارات نے خبر دی کہ غازی پھانسی کے پھندے کی طرف خود چل کر گیا اور نعرے لگاتے ہوئے پھندے کو چوم کر داعی ءاجل کو لبیک کہا تو ان کی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا۔ میں نے کہا کہ عشق کی کہانیاں عقل کے ترازو میں کبھی نہیں تولی جاسکتیں۔ ذرا قرآن اٹھا کر دیکھو تو وہاں بھی ایک عاشق کی کہانی موجود ہے۔

جی ہاں! جب ابراہیم نمرود کی آگ میں کود پڑے تھے۔ تب بھی سامنے موت ہی تھی مگر ابراہیم عشق کے نشے میں چور موت کو گلے لگانے آگ میں کود پڑا تھا۔ آج تک عقل وخرد ابراہیم کے آگ میں کودنے کو تسلیم کرنے سے عاری ہے۔ اس لیے کہ عقل کے ترازو پر عشق کی تہمت نہیں تولی جاسکتی۔ حق نواز شہید حضرت ابراہیم کی طرح سوئے دار خوشی خوشی چل پڑا تو اس پر مجھے کوئی حیرانگی نہیں کہ۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

حبیب اللہ مجاہد

☆

بڑھتا ہے ذوقِ جرم یہاں ہر سزا کے بعد

۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کی صبح کو یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ میانوالی جیل میں غازی حق نواز کو پھانسی دے دی گئی ہے۔ اے غازی حق نواز! تو واقعی خوش نصیب ہے کہ آج

جب لوگ دنیاوی وفانی عشق کی خاطر جان دیتے ہیں تو نے اس دور میں امی عائشہ صدیقہ کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

آج جب لوگ اپنے لیڈروں کی انگلیوں کے اشاروں پر مرمٹ جاتے ہیں تو نے ناموسِ رسالت کی خاطر قربانی پیش کی۔ آج اس دور میں لوگ دنیاوی مال ومتاع اور جائیداد کی لڑائیاں لڑتے ہوئے گولیاں کھاتے ہیں تو اس پرفتن دور میں ناموس صحابہ زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا تختہ دار پر جھول گیا۔ جس وقت لوگ لسانی تعصب پر جان دے کر جہنم کا ایندھن بن رہے تھے تو اس وقت سیدنا صدیق اکبر وعمر عثمان وعلی رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتے ہوئے حوران خلد کا مہمان بنا۔

ازل سے لے کر آج تک قانون قدرت یہ رہا ہے کہ جس جگہ پر پتھروں کے پجاری پیدا ہوتے ہیں تو خالق کائنات اسی جگہ سے اپنا ایک بندہ پیدا کرتے ہیں جو آ کر یہ اعلان کرتا ہے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

جہاں ود سواع یغوث یعوق اور نسر کے پجاری جنم لیتے ہیں وہاں خداوند عالم حضرت نوح کو پیدا کرتے ہیں جہاں فرعون آتا ہے وہاں موسیٰ ضرور پیدا ہوا کرتا ہے جہاں نمرود بزعم خود خدا بن بیٹھتا ہے وہاں اس کی خدائی کا غرور توڑنے کیلئے ابراہیم کو بھیجا جاتا ہے۔

جب اس دنیا میں لوگ لات وعزیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اپنے معبود حقیقی کو فراموش کر بیٹھتے ہیں تو وہاں عرب کا ایک چمکتا ہوا چاند طلوع ہوتا ہے جو ان مشرکوں کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان حق کرتا ہے! اگر آپ ماضی کے دریچوں میں جھانکنا شروع کر دیں تو آپ کو ہر دن کوئی ایسا فتنہ ضرور نظر آئے گا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلا رہا ہو گا جیسا کہ خود خالق ارض وسماء فرماتے ہیں۔ ,,اولئک یدعون الی النار"

تو وہاں کوئی ایسا خدا کا بندہ بھیجا جاتا ہے جو آ کر اعلان کرتا ہے

,, جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

اسی طرح جب روافض کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھنے لگیں پاکستان کے گلی کوچوں میں صحابہ پر تبرا کیا جانے لگا۔ جب گندے جانوروں کے گلوں میں صحابہ کرامؓ کے مقدس ناموں کی چٹیں ڈالی جانے لگیں' جب سنی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا اور نامور علماء اہلسنت کا قتل عام کیا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کسی داعی حق کو بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔

اپنے وقت کے اس سب سے عظیم کام کیلئے اللہ تعالیٰ کی مشیت نے جرات و بہادری کے پیکر' مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے اپنے مشن پر پختہ ہو جانے والی شخصیت امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کیا اور خوش نصیب ہیں اہل جھنگ کہ اللہ تعالیٰ نے دفاع اسلام اور دفاع صحابہ کے اس عظیم کام کے لئے سرزمین جھنگ کا انتخاب کیا اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اہل جھنگ کو کہ وہ اس امتحان میں سرخرو ہوئے اور ثابت قدم رہے اور سینکڑوں قربانیاں دینے کے بعد آج بھی ثابت قدم ہیں۔

جھنگ کی دھرتی پر کھڑے ہو کر علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیائے رافضیت کو للکارا۔ ایک طرف تو اعلان فرمایا کہ ,, آج کے بعد اگر کوئی زبان صحابہؓ کے خلاف بھونکی تو وہ گدی سے کھینچ لی جائے گی" اور دوسری طرف چیلنج دیا کہ ,, بھئی ہوتا کون ہے ہم سے صحابہ کا ایمان پوچھنے والا" جو ہم سے صحابہ کا ایمان پوچھتا ہے وہ پہلے اپنا ایمان ثابت کر کے دکھائے" مگر وہ لوگ تو اپنا کلمہ اور اپنی اذان تک اپنی ہی کتابوں سے ثابت نہیں کر سکتے وہ اپنا ایمان کیا خاک ثابت کرتے؟

جب علامہ جھنگوی شہیدؒ نے ان دشمنان صحابہ و دشمنان اسلام کے خلاف علم جہاد بلند کیا تو آپ کی عشق صحابہ سے لبریز آواز چہار سو گونجنے لگی۔ آپ کے اخلاص کی وجہ سے آپ کے عقیدت مندوں میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا اور جھنگ کے وہ سنی جو ظلم و جبر کی چکی میں پس کر

زندگی کے دن پورے کر رہے تھے انہوں نے عزت اور بہادری سے زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھ لیا۔ آپ مظلوموں کے لیے امید کا چراغ بن کر نمودار ہوئے۔

غازی حق نواز بھی اسی چراغ کا ایک پروانہ تھا جو اس چراغ کے عشق میں مسحور ہو کر اس کے گرد منڈلاتا رہا وہ اس چراغ کی حفاظت کرتا رہا' وہ اس چراغ کی روشنی میں جیا اور اسی کے مشن پر جل کر خاک ہو گیا' مگر وہ مرا نہیں وہ تو حیات جاودانی پا گیا' وہ تو زندہ ہے یہ میں نہیں کہتا خدا کی لاریب کتاب حق نواز کو مردہ کہنے سے منع کر رہی ہے۔

,, ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ''

ہاں ہاں لوگو! حق نواز تو زندہ ہے اس نے رسول اللہ کے تقدس پہ جان دی ہے' اس کا رسول اللہ نے استقبال کیا ہوگا' وہ صحابہ کی خاطر تختہ دار پہ جھولا' اسے تو سب صحابہ نے گلے لگایا ہوگا' وہ اپنی امی عائشہ صدیقہؓ کے دوپٹے کے تحفظ کے لئے جیا اور اسی دوپٹے کے پلو کی حفاظت کرتے ہوئے مر مٹا اسے تو اس کی امی سلام اللہ علیہا نے مہمان بنایا ہوگا۔

مولویو! پیرو! دانشورو! صحافیو! وکیلو! جو!...... غازی حق نواز نے قتل ضرور کیا تھا مگر اسی طرح کیا تھا جس طرح غازی علم دین نے راجپال کو قتل کیا تھا۔ غازی علم دین نے ثابت کیا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر گرفت کرنے والا کوئی قانون موجود نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھونکنے والی زبان کو اس طرح روکا جا سکتا ہے اور غازی حق نواز نے ثابت کیا ہے کہ جب صحابہؓ کی توہین پر سزا دینے والا کوئی قانون نہ ہوگا تو صحابہ پر بھونکنے والے کو سزا دینے کے لئے سپاہ صحابہ کا ہر کارکن غازی حق نواز بن کر میدان میں کود پڑے گا اور یہ اکیلا غازی حق نواز نہیں تھا اس طرح کے حق نواز سنی مائیں پیدا کرتی رہیں گی جب تک صحابہ کی ناموس کے لئے کوئی قانون نہ بن جائے یا صحابہ کو بھونکنے والی زبانیں خاموش نہ ہو جائیں۔

صادق گجی نے علامہ حق نواز جھنگوی کے قاتلوں میں اسلحہ اور رقم تقسیم کی اور اپنی نگرانی

میں علامہ جھنگوی کو شہید کروایا اور اس نے پاکستان میں خمینی کی وہ کتاب بڑے پیمانے پر تقسیم کی جس میں خمینی نے لکھا تھا:

,,کہ دنیا میں جتنے پیغمبر آئے وہ ناکام واپس گئے ہیں حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی زندگی میں کامیاب نہیں ہوسکے''۔ معاذ اللہ!

جب غازی حق نواز نے علامہ جھنگوی کی زبان سے یہ حوالہ سنا تو اس کا خون کھول اٹھا اور اس کی غیرت ایمانی جوش میں آئی' اس نے جب یہ دیکھا کہ پیغمبر اسلام کے خلاف در پردہ بکواسات کی جارہی ہیں اور صادق گنجی یہ کتاب تقسیم کر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہا ہے اور ہمارے ارباب اقتدار ایران کی ہدایت پر مہر بلب ہیں۔ صحافیوں کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں' انصاف کا دعویٰ کرنے والی عدالتوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں تو اس نے غازی علم الدین شہید کے نقش قدم پر چلنے کا فیصلہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ آور ہونے والے اس اسلام دشمن کو خاموش کر دیا۔ آج حکمران 'صحافی 'جج' وکیل حق نواز کو دہشت گرد کہتے ہیں' ہمارے ذرائع ابلاغ غازی علم دین کو شہید اور غازی حق نواز کو دہشت گرد کہتے ہیں۔ مگر کیوں! اگر غازی علم الدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو ٹھکانے لگایا تھا تو غازی حق نواز نے بھی یہی کام کیا تھا اور غازی علم الدین کا مقدمہ بانی پاکستان محمد علی جناح نے لڑا تھا۔ اگر غازی حق نواز اس لئے شہید نہیں ہے کہ اسے عدالت نے سزائے موت سنائی ہے تو غازی علم الدین شہید کو بھی عدالت نے سزائے موت سنائی تھی پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ایک کو تو شہید کہا جاتا ہے اور دوسرے کو دہشت گرد۔

غازی حق نواز کو پھانسی دے کر ہمارے حکمرانوں نے ایک مرتبہ پھر ملک کو آگ میں جھونک دیا ہے۔ ایک بار پھر ملک میں مذہبی قتل و غارت کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ ہمارے حکمران کہتے تھے کہ غازی حق نواز کی پھانسی سے ملک میں مذہبی دہشت گردی ختم ہو جائے گی مگر سپاہ صحابہ نے حکمرانوں کو سمجھایا کہ اس طرح ملک کا رہا سہا امن بھی برباد ہو جائے گا۔ بالآخر

ہوا ابھی یہی ملک میں ایک بار پھر مذہبی قتل و غارت گری شروع ہو گئی اور محض حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے کئی قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا۔

اگر غازی حق نواز کو پھانسی نہ دی جاتی تو کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑتا؟ مگر حکومت نے صرف ایران کو خوش کرنے کیلئے غازی حق نواز کو شہید کر دیا اور حکمرانوں نے ایران کی آشیرباد حاصل کرنے کے لئے ملکی امن و امان کو داؤ پر لگایا اور حکومت نے یہ ثابت کر دیا کہ ایران کی خوشنودی ہمیں ملک کے امن و امان سے زیادہ عزیز ہے۔ اس ضمن میں ہمارے ذرائع ابلاغ کا کردار بھی انتہائی افسوسناک ہے۔ جنہوں نے بڑے بڑے اداریئے لکھے اور صحافیوں کی طرف سے کالم لکھے گئے کہ مجرم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔

آخر ہمارے حکمرانوں اور صحافیوں کو وہ نام نہاد لیڈر کیوں نظر نہیں آتے جنہوں نے عرصہ دراز تک وطن عزیز کے امن و امان کو تہہ و بالا کیے رکھا۔ محض لسانی نعرے لگا کر اور اس بنیاد پر لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار گرم کیے رکھا اور ایک مدت تک ملک کے امن و امان کو تہ و بالا کیے رکھا اس ملک کے شہروں میں لسانی تعصب اور نفرت کا بیج بویا۔ وطن عزیز کے سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کلاشنکوف کلچر کو پروان چڑھایا ان لیڈروں میں سے کچھ تو ملک ہی میں آزاد گھوم رہے ہیں جن پر قانون کا ہاتھ نہیں پہنچ پاتا اور کچھ مغرب کی گود میں بیٹھے عیاشیاں کر رہے ہیں۔ نواز شریف اور شہباز شریف جیسے حکمران' جورات کو اپنے بستروں میں لیٹ کر مسولینی اور ہٹلر کی سوانح عمریاں پڑھتے اور صبح کو اٹھ کر جیلوں سے قرآن کے حفاظ اور علماء کرام کو اٹھوا کر اور ان کے ہاتھ پاؤں بندھوا کر اور ظالم پولیس کو گولیوں کا آرڈر دے کر انہیں جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کرواتے۔ جب انہیں حکمرانوں نے ملکی عدالتوں کے فیصلوں کو بالائے طاق رکھ کر جیلوں سے اٹھوایا اور طیاروں میں بٹھا کر سعودی عرب کے بنگلوں میں چھوڑ دیا۔ اس وقت تمام صحافیوں کے ضمیر لمبی تان کر سوئے رہے اور ان کے قلم خاموش رہے اور جس وقت سپاہ صحابہ نے غازی حق نواز کی پھانسی روکنے کا مطالبہ کیا تو ہر طرف سے سپاہ صحابہ کو ملک دشمن اور دین دشمن قرار دیا

جانے لگا اور دہشت گردوں کی پشت پناہی کرنے کا الزام دیا گیا۔ صحافیوں کو سوچ لینا چاہئے کہ سپاہ صحابہ کی جدوجہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی عزت وعظمت کے لئے ہے۔ اسی طرح یہ دین کی بقاء اور ملکی سالمیت کی جدوجہد ہے تم تو ایک دن مٹ جاؤ گے مگر اللہ کا دین قیامت تک زندہ رہے گا۔ تمہیں ایک دن مر کر اللہ کے آگے جواب دہ ہونا ہے تو اس دن کے لئے جواب تیار کر رکھو تمہاری ان غیر ذمہ دارانہ حرکات سے دین کی بقاء کی جدوجہد کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔

کسی کے کہنے سے حق کا پیغام کب رکا ہے جواب رکے گا

اور ہمیں حیرت ان دینی جماعتوں کے کردار پر بھی ہے جو دین کا نام لے کر پروان چڑھتی ہیں مگر اس ایک نوجوان کیلئے جس نے ناموس رسالت کیلئے جیل کاٹی اور پھانسی کو چوما ان کی زبانوں پر تالے پڑے رہے۔

ان دینی جماعتوں کے رہنماؤں پر اپنے ایک مسلمان بھائی کے لیے جو چند دنوں بعد اس دنیا کو چھوڑ جانے والا تھا ہمدردی کے دو بول بھی نہ آ سکے اور اس کی پھانسی رکوانے کی بات تو اس لئے نہ نکل سکی کہ کہیں حکمران کی طرف سے انہیں دہشت گردوں کی حمایت کرنے کا سرٹیفکیٹ عطا نہ کر دیا جائے یا پھر دو دن جیل میں نہ گزارنے پڑ جائیں۔

ایسے وقت میں لائق مبارک ہیں حق نواز کے والدین ان کے بہن بھائی اور دیگر تمام ورثاء جنہوں نے اس وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور صبر وتحمل سے کام لیا اور دشمن کو ہنسنے کا موقع فراہم نہ کیا اور اس بات پر پختہ یقین رکھا کہ ان کے گھر سے جنم لینے والے اس نوجوان نے اسلام کے تقدس کے لئے جان دی ہے۔ صحابہ کی ناموس کی خاطر اتنا عرصہ جیل کاٹی اور بالآخر صدیق اکبرؓ کے جوتے کی نوک پر اپنی زندگی وار دی۔

ہم اور سپاہ صحابہ کے ہزاروں کارکن اور ہماری مائیں بہنیں ان کے حق میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ثابت قدمی پر انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور غازی حق نواز شہید کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے اور شہید کو روز قیامت میں ان کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔

اور آخر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اسلام کے اس عظیم شہید کو جس نے اپنی زندگی دفاع اسلام پر وار دی۔ تمام مظالم، جیلیں، بیڑیاں، ہتھکڑیاں اور نام نہاد پابندیاں اس کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ اس نے ایک شیر کی سی زندگی گزاری اور شیر ہی کی طرح موت کو گلے لگایا۔ اس نے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو جینے اور مرنے کا ڈھنگ سکھایا اس نے اپنے شہید قائد کے اس اعلان کو سچ کر دکھایا کہ "ہم تختہ دار پر لٹک سکتے ہیں مگر صحابہ کی عظمت پر سودے بازی نہیں کر سکتے"۔

وہ سپاہ صحابہ کا پہلا کارکن ہے جس نے تختہ دار کو چوما۔ وہ علامہ حق نواز کا روحانی فرزند تھا جس نے ان کے مشن پر لبیک کہا...... ان کی شہادت کے بعد بھی ان کے مشن پر کاربند رہا اور جیل کی دیواروں کو اپنے محبوب قائد کا پیغام سنایا اور بالآخر حق نواز جھنگوی شہید زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا تختہ دار پر جھول گیا۔ اے غازی حق نواز! تیری عظمت کو صد با سلام تیرے جیسے شیر مائیں کب روز روز پیدا کرتی ہیں۔

حافظ ثناء اللہ صدیقی کراچی

(از۔ ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد)

☆......

غازی حق نواز شہیدؒ اور غازی علم الدین شہیدؒ

غازی علم الدین شہید کا پیروکار غازی حق نواز شہید تھا۔ دونوں غازیوں میں چند چیزیں ملتی جلتی تھیں۔ غازی علم الدین شہیدؒ نے ختم نبوت کے منکر راجپال کو جوانی کے عالم میں مارا تھا اور غازی حق نواز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے بدترین دشمن صادق گنجی کو جوانی میں مارا۔ غازی علم الدین شہید بھی نوجوان اور غازی حق نواز بھی نوجوان، غازی علم الدین شہید

نے پہرے کے ہوتے ہوئے ختم نبوت کے دشمن کو جہنم رسید کیا اور غازی حق نواز شہید نے بھی دشمن صحابہ کو لوگوں کی موجودگی میں ہوٹل میں فی النار کیا۔ بہادری میں غازی علم الدین شہید اور غازی حق نواز شہید برابر ہیں۔

غازی علم الدین شہید ختم نبوت کے دشمن کو قتل کرنے کے بعد مرنے کی تصدیق کر کے آئے کہ ملعون زندہ تو نہیں اور غازی حق نواز شہید بھی دشمن صحابہ کو قتل کرنے کے بعد تصدیق کر کے آئے۔ تصدیق کرنے میں غازی علم الدین اور غازی حق نواز برابر ثابت ہوئے۔ غازی علم الدین شہید کو میانوالی کی اسی جیل میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا تھا اور غازی حق نواز کو بھی اسی میانوالی کی جیل میں پھانسی دے کر شہید کیا گیا تو مقام شہادت دونوں غازیوں کا ایک ہی ہے۔ غازی علم الدین شہید کو رات میں پھانسی دی گئی اور غازی حق نواز شہید کو بھی رات میں پھانسی دی گئی۔ غازی علم الدین شہید بھی آخری وقت اپنے موقف پر پکے رہے اور جان اللہ کے حوالے کر دی اور غازی حق نواز شہید نے بھی آخری وقت تک اپنے موقف پر پکے رہتے ہوئے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی۔ اسی کو کہتے ہیں استقامت فی الدین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین میں کلمہ حق بیان کرنے کے بعد استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

منہ چھپا کے جیے نہ سر جھکا کے جیے
ستم گروں کی نظروں میں نظریں ملا کے جئے
ایک رات کم جئے تو حیرت کیوں؟
ہم انہی کے ساتھ تھے جو مشعلیں جلا کے جئے

غازی علم الدین شہید کو انگریز کے دور حکومت میں شہید کیا گیا تھا اور غازی حق نواز شہید کو انگریز کے اشارے پر چلنے والی حکومت کے دور میں شہید کیا گیا۔ غازی علم الدین شہید کا جنازہ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرکزی امیر مجلس ختم نبوت نے پڑھایا اور غازی حق نواز شہید نے بھی یہی کہا کہ میرا جنازہ امیر مجلس ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم

پڑھائیں۔

میرے بھائیو! غازی تو چلا گیا ہے لیکن دین کا کام باقی ہے۔ صحابہ کرامؓ پر کتنے ظلم ہوئے، لیکن الحمدللہ کام تیز ہوا۔ رکا نہیں۔ ہم بھی صحابہ کے سپاہی ہیں، ہمیں بھی کام تیز کرنا چاہیے اور انشاء اللہ کریں گے۔ غازی کی شہادت بھی کامیابی ہے کہ آخری وقت میں پوری دنیائے کفر کو تڑپایا ہے۔ میرے محترم ساتھیو! غازی ایک گلشن کا پھول تھا جو مرجھا گیا ہے، لیکن اس پھول سے ملاقات انشاء اللہ قیامت میں ضرور ہوگی اور اس پھول کی خوشبو آتی رہے گی ایک شاعر نے کیا خوب کہا تھا۔

اے پھول تو کب کھلے گا میں تجھ سے پیار کروں گا
اگر نہ کھلا تو قیامت تک انتظار کروں گا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مشن جھنگوی شہید پر چلائے اور اللہ تعالیٰ علمائے حق کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ غازی حق نواز شہید کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ ،،ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد'' تحریر: مظہر حسن کاظمی
مدرس مدرسہ رحیمیہ حسینیہ کلورکوٹ ضلع بھکر)

غازی حق نواز کی روح کے نام

پاکستان کی بدنام زمانہ میانوالی جیل میں تقریباً ایک صدی بعد ایک آزاد انسان، ایک سچے عاشق رسول اور اصحاب رسول کے سپاہی شیر اسلام حق نواز جھنگوی کا وفادار سپاہی اپنے قائد کے ہم نام اور قائد کے مشن پر کم سنی کی عمر پر قربان ہونے کا اعزاز حاصل کرنے والے شیخ حق نواز کو پھانسی کے تختے سے اتار اگیا تو دنیا میں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کو یوں لگا جیسے وہ خود سولی پر لٹک گئے ہیں۔

میرے رفیق!!! تم نے عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب رسول اور اسلام سے لگاؤ کا ایک باب رقم کیا ہے۔ تو نے اپنے مشن کے ساتھ وفاداری کے جو وعدے کئے تھے با حسن طریقے سے پورے کر دکھائے۔

تو ایک فانی انسان تھا مگر تو امر ہو گیا۔ تیرا سایہ سرحد کو عبور کرتے ہر طرف پھیلتا جائے گا کیونکہ تو حب آل رسول ﷺ واصحاب رسول سے سرشار ہو کر بغض اصحاب رسول، منافقت، کفر و دجل، فریب، استحصال، ظلم، بدعات کے خلاف مینارہ نور بن گیا ہے۔ تیرے رفیق تجھے ہمیشہ عزت واحترام اور محبت کا مستحق سمجھیں گے۔

حق نواز!!! تم اپنی تاریخ کا ایک تسلسل ہو تم سے پہلے بھی کئی شاتمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم واصل کرنے والے تمہارے کئی ہم نواؤں نے تمہاری ہی مانند پھندوں کو جرات سے چوما تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح جیسے نامور وکیل کے موکل غازی علم الدین شہید سمیت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ان مسیلمہ کذابوں، راجپالوں کو جہنم واصل کرنے والے تم سب ہمارے ہو۔ منافقت جہاں کہیں بھی ہو، جس شکل اور جس روپ میں ہو تم اس کے خلاف جدو جہد کی عملی تفسیر ہو۔ میرے وطن کی مائیں یقیناً اپنے بچوں کو دودھ پلاتے وقت تیرے ناموں کی لوریاں سنایا کریں گی!!! اور یقیناً تم اس ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہو گے جس نے جابر سلطان کے سامنے کلمۃ الحق کہنے کو افضل جہاد قرار دیا ہے۔ میں آج ۱۵ کروڑ انسانوں کے ملک میں ہونے والے المیہ پر رونے والا اکیلا نہیں میرے دوست...... آنسو غم کا مداوا نہیں بلکہ بصیرت اور بصارت کو چمکانے کا ذریعہ ہیں۔ ہم میں سے کون ہے جو تیرا مقدر پہچان سکے۔ کیونکہ ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی شان میں گستاخی کرنے والے کو ٹھکانے لگانے پر جنت کا وعدہ کرتے ہیں۔ تجھے پھانسی پر لٹکانے والوں کو اپنی تاریخ کا کون سا حوالہ دوں؟ ان پر تو کچھ اثر نہ ہو گا کہ بقول اقبال"......

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

یہ کب کسی کو سنتے ہیں نیہ جاہ و حشم کے طلبگار مال و زر کے پجاری صیہونی قوتوں کی پتلیاں کیا جانیں یہ کون ہے؟ جو آج میدان میں اتارا گیا ہے۔ جو دس سال کی اسیری کے بعد ضمیر کے مطمئن ہونے کا اعلان کرتا ہے...... کیا یہی اس کے مشن کی سچائی کا ثبوت نہیں؟ یہ کیا جانیں کہ تجھے کیا مجبوری تھی کہ تو تختہ مشق بنا رہا۔ میں ان کو انہی کے ہیروز کے سامنے (روبرو) کھڑا کرنا چاہتا ہوں۔ میں ۱۵ کروڑ انسانوں کے ترجمان دانشوروں' شاعروں اور ادیبوں سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا غازی علم الدین شہید کی موت ہر ایک مسلمان کی خواہش نہیں!!! مگر غازی علم الدین شہید اور غازی حق نواز شہید کے جرم میں کیا فرق ہے؟ قطعاً نہیں صرف یہ کہ ایک کو پھانسی انگریز نے دی اور دوسرے کو لاکھوں قربانیاں دینے کے بعد حاصل کئے گئے وطن عزیز کی پچاس سالہ آزادی کے بعد اسی انگریز کے قانون سے ملک کو بدامنی' شکست وریخت' معاشی ناکامی سے دوچار کرنے والے سیاستدانوں نے دی۔ اسی میانوالی کی جیل نے یہ دونوں مناظر اپنی آنکھوں کے اندر سمو لیے۔ اقبال جیسے قومی مفکر و شاعر لوگ غازی علم الدین کے کارنامے پر ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں کہ ہم تو رہ گئے وہ بازی لے گیا۔ کیونکہ اقبال جانتے تھے کہ موت ہی انسان کی حیات کی پہچان ہے۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جاں کی تو کوئی بات نہیں

اگر غازی علم الدین مجرم نہیں تھا تو حق نواز مجرم کیوں ہے؟ یہ ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔

تمہارے ضمیر میں کوئی خلش کوئی چبھن کیوں محسوس نہیں ہوتی؟ ظلم انسان کو سولی پہ لٹکا سکتا ہے لیکن ظلم انصاف نہیں بن سکتا۔ تاریخ نے اس کرۂ ارض پر کئی فرعون دیکھے ہیں۔ لیکن آخر کار وہ نشان عبرت بن گئے۔ تاریخ کے بیٹے جب ان کھنڈروں کی سیر کو نکلتے ہیں تو ان میں سے صرف ظالموں کی کراہوں کی آوازیں آتی ہیں یا پھر مظلوموں کے قہقہے سنائی دیتے ہیں۔ پاکستان جسے دنیا بھر کے مظلوم مسلمان اسلام کا قلعہ سمجھتے ہیں وہ کیا جانیں جس انگریز کے نزدیک مولانا محمود الحسن مجرم تھے جس انگریز نے غازی علم الدین شہید کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو قتل کرنے پر دہشت گردی کا الزام لگایا۔ آج کا

آزاد پاکستان تجھے بھی دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ ہم تو پچاس سال پیچھے کھڑے ہیں۔ ہمارے ایٹمی دھماکوں سے دنیا کے مظلوم مسلمانوں کے چہرے تو کھلکھلا گئے مگر افسوس فلسطین کے ننھے بچوں کے ہاتھوں میں پکڑے پتھر، ہم پر اور ایٹم بموں پر لعنت کرتے ہیں۔ کمی تو اندر کہیں ہے نا وہ نہ ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔

افسوس کہ شیخ عمر عبدالرحمان کا خواب بھی تو اسلام کی ترقی ہے۔ ایمل کانسی کا جرم یہودی، عیسائی اور پاکستانیوں کے نزدیک برابر کیوں ہے؟ کیا ان لوگوں کے لئے محفوظ پناہ گاہ کچھ بھی نہیں ان کی اپنی کمین گاہوں میں دشمن کیوں پہنچ گیا۔

میرے دوست!!! تیری زندگی کو مختصر کرنے والے بے شک طویل عمر پانے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن یہ ان کا سب سے بڑا مغالطہ ہے...... مان لیا کہ تیرے سوگ میں کئی آزاد ملکوں میں سے کسی ایک کا پرچم سرنگوں نہیں...... لیکن دنیا کے تین ارب انسانوں کے سر تیرے احترام میں خم...... مومنین تیری جرات کو سلام کرتے ہیں۔ وہ تیری موت کو اپنے لئے بھی ایسی ہی موت کی دعا کرتے ہیں۔ جسے شاید تم نے بھی کسی قبولیت کے اوقات میں یہ دعا کی ہوگی جو قبولیت سے ہمکنار ہوئی کہ......

یا الٰہی میری سوچوں کو اعجاز ثمر دے

میں مر جاؤں تو میرا نام امر رہے

ان ظالموں نے تجھ سے اپنی مرضی کا بیان اگلوانے کے لئے کتنے جتن کیے۔ مگر آفرین تجھ پر کہ تو جھکا نہیں بکا نہیں، تجھے جھکانے کے لئے نجانے کیوں یہ ادھار کھائے بیٹھے تھے؟ مگر آفرین تیری گردن نے بھی جھکنا نہیں سیکھا تھا۔ پھانسی پہ لٹک کر تیری گردن اتنی لمبی تو ضرور ہوگی مگر وقت کے جابر سلطانوں کے سامنے جھکی نہیں۔

میرے دوست!!! تم نے ہمیں اللہ کے حوالے کیا، ہم نے تمہیں دل میں اتار لیا تو ہر روز ہمارے دل کے افق پر سورج کی طرح طلوع ہوتا رہے گا۔

محمود الحسن کاشر ڈڈیال آزاد کشمیر

CamScanner